

www.only1or3.com

www.onlyoneorthree.com

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
یہ سب مانوں پر غائب کی گئی ہیں اور اللہ نے انہیں
www.only1or3.com
www.onlyoneorthree.com

حق پر کاش

بحجواب ستیارتھ پر کاش

www.only1or3.com

www.onlyoneorthree.com

سوائے دیانند سروسٹی (بانی آریہ سماج) کی مشہور تصنیف کے جو دونوں باب کا لازمی و حتمی جواب



مؤلف:

مناظر اسلام حضرت مولانا ابوالوفاء ثناء اللہ امرتسری

www.only1or3.com

www.onlyoneorthree.com

حق پرکاش
جہاب
ستیا رتھ پرکاش



جملہ حقوق محفوظ

تاریخ اشاعت

جنوری 2001

موضوع

حق پرکاش کی سستی یا حق پرکاش

مؤلف

مفت مولانا ابوالوفاء شاکر آبادی مدظلہ العالی

طبع

محمود احمد

تعداد

1100

مطبوعہ

منٹروے پرنٹرز لاہور

ملنے کا پتہ

بیت اللہ کتاب خانہ



بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
مَنْ لَمْ يَرْحَمْ لَمْ يَرْحَمْ
مَنْ لَمْ يَرْحَمْ لَمْ يَرْحَمْ

حق پر کاش

محرم مستیارتھ پر کاش



نہانی کتابخانہ

عرض ناشر

ہماری نئی نسل کی اکثریت مذہب اسلام اور اسلامی تہذیب و تمدن سے بے بہرہ اور نا آشنا ہے۔ اس لاعلمی نے ان کو احساس کمتری میں مبتلا کر دیا ہے۔ چنانچہ مخالفین اسلام اس کمزوری سے فائدہ اٹھا کر اسلام کے بارے میں غلط پروپیگنڈے سے شکوک و شبہات پیدا کر رہے ہیں۔

زیر نظر کتاب ”حق پر کاش“ کا شمار حضرت مولانا شاہ اللہ امرتسری راجپوت کی شاہکار کتابوں میں ہوتا ہے مناظرانہ اسلوب کی نوع میں لکھی گئی تحریروں میں مولانا موصوف کا قلم مذکورہ کتاب میں درجہ امامت پر نظر آتا ہے۔ آپ راجپوت کو اللہ تعالیٰ نے مناظرہ سے غیر معمولی شغف کی فطری صلاحیتوں سے نوازا تھا۔ یہی وجہ ہے کہ مخالفین اسلام علمی اور تحریری و تقریری سطح پر جب بھی مقابلہ کا چیلنج کرتے تو آپ راجپوت اہل اسلام کی نمائندگی کے لیے فوراً تشریف لے جاتے۔ یہ کتاب سوامی دیانند سرسوتی بانی آریہ سماج کی کتاب ستیارتھ پر کاش باب چودھوا کا اہل اسلام کی جانب سے مسکت و مدلل جواب ہے۔

کتاب کے مطالعہ سے آریہ سماج اور ہندو دھرم سے متعلق کافی معلومات حاصل کی جاسکتی ہیں۔ یہ کتاب پہلی مرتبہ ۱۹۰۰ء میں شائع ہوئی۔ آج نیک ایک سو سال بعد چھپنے ایڈیشن کیلئے پاکستان میں پہلی مرتبہ اس شاہکار کتاب کو نئے سرے سے کمپوز انڈیا انداز میں شائع کرنے کی سعادت ہمیں حاصل ہو رہی ہے۔ حال ہی میں مولانا کی اسی نوع کی دیگر کتب جن میں ”اسلام اور مسیحیت“، ”قابل غماض وغیرہ بھی اعلیٰ معیار کے ساتھ شائع کی ہیں۔

ان کتب کے مطالعے سے قارئین کو وہ قیمتی مواد حاصل ہو گا جو آج کے دور میں

شائع ہونے والی سینکڑوں کتب میں ناپید ہے۔ اور غیر مسلم حضرات میں تبلیغ اسلام کے لیے بے حد معاون و بددگار ہو گا۔

اس کتاب کی اشاعت میں ہمارے محترم دوست محمد رمضان سلفی نے خصوصی طور پر معاونت کی ہے اللہ تعالیٰ انہیں جزائے خیر دے۔ قارئین کرام سے خصوصی درخواست ہے کہ اس کتاب کی طباعت، کمپوزنگ یا متن میں کسی قسم کی غلطی کو مافی پائیں تو مطلع فرمائیں تاکہ اسے دور کیا جاسکے۔

والسلام
ناشر

www.Only1Or3.com

OnlyOneOrThree.com

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

سخنے چند

www.only1or3.com

www.onlyoneorthree.com

برصغیر پاک و ہند مختلف مذاہب کی کثرت کے باعث بھی معروف ہے۔ اسلام کی آمد سے قبل اور اس کے مابعد اس سرزمین میں بہت سے مذاہب پیدا ہوئے۔ ان میں سے ایک مذہب کو ”آریہ سماج“ کہتے ہیں۔ اس کے بانی سوامی دیانند سرسوتی ہیں۔ جنہوں نے اپنے مذاہب کی ایک کتاب ناگری زبان میں ”ستیا رتھ پر کاش“ کے نام سے لکھی ہے۔ عام مذاہب کی کتابوں کے لوازمے اور اسلوب کے برعکس اس کتاب کے موضوعات مضامین اور اسلوب نے دل آزاری اور نفرت کا سامان پیدا کیا ہے۔ اس کتاب کے مطالعہ سے صاف اندازہ ہوتا ہے کہ اس میں برصغیر کے تمام مذاہب بشمول اسلام اور عیسائیت سب کا رد کیا گیا۔ پیش نظر کتاب کے تیرہویں باب میں عیسائیت اور چودھویں باب میں اسلام کے خلاف ہرزہ سرائی سے کام لیا گیا ہے۔ مقدس شخصیات پر رکیک حملے کئے ہیں، نیز ان کے مذہبی عقائد کے بارے میں تضحیک آمیز اور توہین آمیز رویہ اختیار کیا گیا ہے۔ ہندوستان کے تمام مذاہب کے باشندوں کو پھر سے ہندو بنانے کے لئے جو شدھی سنگٹھن کی بدنام زمانہ تحریک شروع ہوئی، اس کا باعث اور محرک بھی اس کتاب کی تعلیمات ہیں۔ اس مذہب دشمنی کا رویہ آج تک جاری ہے اور اس کے انسانیت سوز اور شرمناک نتائج آج تک سامنے آرہے ہیں۔ سیکولرازم کے دعویدار ہندوستان میں ابھی تک اس مذہب دشمن اور انسانیت سوز کتاب پر پابندی نہیں لگائی گئی ہے۔

قدرت اور مشیت کا اپنا ایک قاعدہ اور نظام ہے۔ جہاں کہیں دین فطرت کے خلاف کوئی فتنہ پیدا ہوتا ہے، اس کے ازالے کے لئے قدرت رجال کار کو پیدا کر دیتی ہے۔ ایسی ہی شخصیات میں سے ایک مولانا مثنیٰ اللہ امرتسری رحمۃ اللہ علیہ بھی ہیں۔ آپ

کی شخصیت میں یہ ایک عجیب علمی، عملی، تحقیقی اور اخلاقی تفوق ہے کہ آپ نے برصغیر کے تمام ۲۰ اجب کا بڑی گہرائی اور سنجیدگی سے مطالعہ کیا اور تقابلی ادیان کا ایک ایسا ادراک اور شعور پیدا کیا جو احقاقِ حق اور ابطالِ باطل کے لئے ضروری ہوا کرتا ہے۔ انیسویں صدی برصغیر میں مذہب کے اعتبار سے ایک مناظرے کی صدی دکھائی دیتی ہے۔ علمِ انسانی عمرہ مسلمانوں کے ہاں دُکھوت دین کا ہمیشہ سے ایک موثر وسیلہ رہا ہے۔ اس علم کے اصول مبادی ان کے درسیات اور نصیاتی کتابوں میں شامل رہے ہیں۔ بیسویں صدی میں اب یہ علم اور فن اس قدیم اسلوب کے ساتھ تو باقی نہیں البتہ اس نے ایک نئے مکالمے یعنی open dialogue کی حیثیت اختیار کر لی ہے، نئے جدید اصلاح میں dialogue Inter fourth Dia یا بین المذاہبی مکالمہ کہا جاتا ہے۔ مولانا ثناء اللہ امرتسری اس فن کے انیسویں صدی کے رُبعِ آخر اور بیسویں صدی کے نصفِ اول میں امام رہے ہیں۔

یہ متنوع صفات کی حامل شخصیت جون ۱۹۶۸ء بمطابق ۱۲۴۸ھ امرتسر کے تاریخی شہر میں پیدا ہوئی۔ آپ کے والد شمشے کے تاجر تھے مگر ابھی آپ کی عمر عزیز سات سال کی تھی کہ شفقت پوری کا یہ سایہ آپ سے جدا ہو گیا۔ ہونہار بردا کے چکنے چکنے بات کے مصداق آپ بچپن ہی سے بہت ذہین و فطین تھے اور غضب کا حافظہ پایا تھا۔ ۱۹۱۶ء میں مولانا احمد اللہ کے ہاں دینی تعلیم کا آغاز کیا، پھر محدث دوران مولانا حافظ عبدالنہان وزیر آبادی (م ۱۳۳۳ھ) کے پاس تحصیلِ علم کے لئے حاضر ہوئے۔ ۱۹۰۲ء میں شیخِ اکل سید نذیر حسین محدث کے پاس دہلی چلے آئے۔ آپ کو احناف کے مختلف مدارس میں بھی تحصیلِ علم کے مواقع حاصل ہوئے۔ چنانچہ اسی سلسلے میں مدرسہ مظاہر العلوم سارنہور میں جید اساتذہ سے اکتسابِ فیض کے بعد دارالعلوم دیوبند پہنچے اور یہاں مولانا محمود الحسن کی علمی صحبتوں سے مستفید ہوئے۔ کانپور میں مدرسہ فیض عام کے نام سے ایک درسگاہ معروف تھی، اس میں مولانا احمد حسن سے بھی فیضِ یاب ہوئے۔ اپنی فطری ذہانت اور جودِ طبع کے باعث عیسائیت، ہندومت، بدھ مت، جین مت، آریہ سماجیوں اور دوسرے مذاہب کی بنیادی کتابوں کا گہرا مطالعہ کیا اور ان کے علوم اور کتب میں گہری بصیرت اور رسوخِ بہم پہنچایا۔ ان تعلیمی مراحل سے گزرنے کے بعد انہوں نے مناظرے

کے میدان میں ایسا قدم رکھا کہ اس کی مثال ماضی قریب اور زمانہ بعید میں خال خال ملتی ہے۔ مسلمانان ہند کے تمام مسالک میں آپ کی ان خدمات کو قدر کی نگاہ سے دیکھا جاتا تھا۔ آپ کی انہی خدمات کے باعث آپ کو شیر پنجاب، سردار اہلحدیث اور فاتح قادیاں جیسے القاب سے بھی نوازا جاتا ہے۔ آپ نے ہر مذہب اور مسلک کے مذہبی رہنماؤں سے مناظرے کئے اور ہر موقع پر اسلامی حقانیت کی دھاک بٹھادی۔ آپ نے کم از کم ساٹھ مناظرے کئے جن کی تفصیلات شائع ہو جائیں تو مذہب اسلام کی حقانیت کو سمجھنے میں ٹھوس مدد مل سکتی ہے۔

آپ نے صرف تمام مذاہب کے علماء سے مناظرے ہی نہیں کئے بلکہ اس موضوع پر ٹھوس علمی خدمات بھی یادگار چھوڑی ہیں۔ آپ پر جو مختلف نوعیت کے نیم سوانحی اور نیم تحقیقی کام ہوئے ہیں ان کے مطالعہ سے آپ کی ڈیڑھ صد تصانیف کا سراغ ملتا ہے جن میں آریہ سماجیوں کی تردید میں ۳۲، قادیانیت کی تکذیب میں ۳۶، عیسائیت کی تنبیہ میں ۶، تقلید کی تعلیل میں ۱۱، دیگر مذاہب کی تنقید میں ۱۰ اور اپنے محقق مسلک اہلحدیث کی حقانیت اور دعوت و تبلیغ میں ۵ کتابیں تحریر کی ہیں۔ ان کے علاوہ دیگر اہم موضوعات سمیت ان کتب کا تفصیلی احاطہ ہمارا مقصود نہیں اور نہ ان کی ان صفحانہ خدمات کا جائزہ مطلوب ہے جو ہفت روزہ اہلحدیث "امر تسر ماہنامہ مسلمان" اور "مرقع قادیانی" کی صورت میں شائع ہوتے رہے۔ اس موقع پر ہم ان کی سیاسی خدمات سے بھی اعتنا نہیں کر رہے، جو برصغیر کی جدوجہد آزادی اور تحریک پاکستان کے جھانگسمل مراحل سے تعلق رکھتی ہیں۔ مگر یہ بات کہ بغیر چارہ نہیں کہ اردو ادبیات کے دینی لٹریچر میں جو موثر اور یادگار استدلالی اسلوب انہوں نے اختیار کیا اس کے باعث اردو ادب کے دینی لٹریچر کو ایک وقار میسر آیا ہے۔ اس اسلوباتی بحث کا بھی یہ مقام اور موقع نہیں ہے۔

اس تمہید کے ناگزیر تذکرے کے بعد ہم اس کتاب کا تعارف پیش کرنا چاہتے ہیں جو رسوائے زمانہ کتاب سہارا تھا پر کاش کے جواب میں "حق پر کاش" کے عنوان سے لکھی گئی۔ یہ کتاب علم المناظرہ کی ذیل میں آپ کے زیر دست استدلالی طرز نگارش کا شاہکار ہے۔ یہ صرف ایک دلائل کتاب کا جواب ہی نہیں بلکہ آریہ سماجیوں کے عقائد و

تصورات کو سمجھنے کا ذریعہ بھی ہے۔ یہ امر لائق توجہ ہے کہ ستیارتھ پر کاش جب ناگری زبان میں لکھی گئی تو مولانا مدوح کی عمر شاید سات برس سے زیادہ نہ ہو مگر اس کتاب کے مثبت اور غلط اندازہ کا دلیل و تعبیر کسی مذہب کی طرف سے کوئی قابل ذکر گرفت کھائی نہیں دیتی۔ یہ سعادت بھی قدرت نے حضرت مولانا کی قسمت میں لکھی تھی کہ آپ نے ستیارتھ پر کاش کے چودھویں مجلس الہام کا مسکت جواب تحریر کیا جس کے مطالعہ سے اندازہ ہوتا ہے کہ مصنف مرحوم کو آپ سچائیوں کی تصانیف اور عقائد سے کس قدر کمری واقفیت حاصل ہے۔ بہر طور آج سے ایک صدی قبل جب حق پر کاش کا نقش اول شائع ہوا تو تمام مذاہب کے سنجیدہ حلقوں نے اس کا خیر مقدم کیا اور اس علمی کاوش کو بظہر قسین دیکھا۔

ستیارتھ پر کاش کے چودھویں گلاس (حصے) میں قرآن مجید پر ۱۱۵۹ اعتراضات کئے گئے ہیں جو بظاہر تو قرآنی عبارتوں اور ان کے مضامین و موضوعات پر ہیں مگر بغور مطالعہ سے ظاہر ہوتا ہے کہ ان اعتراضات کا ہدف خود حضور ختمی مرتبت حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی اور عقائد اسلام بھی ہیں۔ ستیارتھ پر کاش کے مصنف سوامی دیاتند سرسوتی نے اس کتاب کے حصہ مذکور میں جو اسلوب وضع کیا ہے اس کی تفصیل اجماعاً یوں ہے کہ اول تو انہوں نے قرآن مجید کے اولین اردو ترجمہ (۱۸۰۵ء) جو شاہ رفیع الدین دہلوی کی کاوش کا نتیجہ ہے اس کا ناگری زبان میں ترجمہ کرایا جس میں فاضل مترجم نے بہت سی ٹھوس کھائی ہیں۔ یہ ناگری ترجمہ چونکہ عربی متن کی بجائے اردو ترجمہ سے ہوا اس لئے مطالب کے اظہار میں بہت بعد پیدا ہو گیا۔ فاضل مترجم اگر عربی زبان اور اس کے اسلوب سے آگاہ ہوتے تو انہیں ان غلطیوں کے ارتکاب کی جرات نہ ہوتی۔ اہل علم اور ارباب نظر جانتے ہیں کہ خود شاہ رفیع الدین دہلوی کا اردو ترجمہ قدیم لغت اور محاورہ کے مطابق ہے۔ اردو کے قدیم کے اس روزمرے اور محاورے سے بھی ہمارے فاضل مترجم بے خبر دکھائی دیتے ہیں۔ جس کے باعث قرآنی مطالب کو ناگری زبان میں پیش کرتے ہوئے انہوں نے جا بجا ٹھوس کھائی ہیں۔ جس سے واضح ہوتا ہے کہ سوامی جی کی اس تحریر میں وہ علمی دیانت اور سنجیدگی مفقود ہی نہیں معدوم ہے جو کسی مذہبی تحریر کا طرہ امتیاز ہونا چاہیے۔ ایک بات سوامی جی کے تعصب کی یوں واضح اور

آشکارا ہوتی ہے کہ انہوں نے قرآن مجید کے ان مطالب فرمائی پر بعض مقامات پر ایسی تنقید بھی کی ہے جو خود قرآن مجید کی بجائے آریہ سماجیوں کے لٹریچر پر وارد ہوتی ہے۔ ایسے مقامات پر مولانا ثناء امرتسری کا قلم تحقیق اور وسعت مطالعہ کی بلند یوں پر دکھائی دیتا ہے۔

مولانا امرتسری کے نزدیک سوامی جی کے ۱۸۵۹ء اعتراضات علم و تحقیق کی میزان میں بہت بڑے ہیں۔ وہ شاید پانچ بنیادی اعتراضات بھی وضع نہیں کر سکے۔ ہر طور پر یہ بتا کر کاش کے اس متعصب باب میں پہلے تو سوامی جی نے ناگری میں ترجمہ قرآن کی آیت کو لکھا ہے پھر محقق کے عنوان سے اس پر اپنا تبصرہ کیا ہے یا اپنے اعتراضات کو وارد کیا ہے۔ تحقیقی لوازم کے پیش نظر مولانا محترم نے ناگری زبان سے خود ترجمہ کی بجائے اس کا وہ اردو متن اختیار کیا ہے جو پر قی مذہبی سبھا پنجاب نے اپنے خاص مقاصد کے تحت کر لیا ہے۔ یوں اعتراض کی حد تک متن کی ثبات کا اہتمام کیا گیا ہے۔ اس کے بعد مولانا امرتسری ”مد حق“ کے عنوان سے ان اعتراضات کے جواب دیتے ہیں۔ ان جوابات کے مطالعے سے جہاں ایک طرف قرآنی وجوہ کا بھرپور افحاح ہوا ہے وہاں آریہ سماجیوں کی جانب سے کتاب و سنت کے بارے میں پھیلائی گئی گمراہیوں اور اشکالات کا بھرپور ازالہ ہوا ہے۔ مولانا امرتسری نے ۱۸۵۹ء کی بجائے اعتراضات کی تعداد اپنی طرف سے ۴۰ ذکر کر دی ہے۔ آخری اعتراضات مولانا کی اختراع ہے جس سے ان کے غرقانہ ذہن کی تاریکیوں اور لطافتوں کا اندازہ ہوتا ہے۔

یہ آخری اعتراضات سورہ انفاس کے متن سے یہ ایسا ہے جس کو قارئین اس کتاب کے آخر میں ملاحظہ فرما سکتے ہیں۔ یوں اس ملاحظہ انگیز اور اقتباس آمیز کتاب کے اعتراضات کو رفع کرنے کے بعد مولانا نے آریہ سماجیوں کے ایک مذہبی اصول کا حوالہ دے کر انہیں قرآنی تعلیمات کی جانب راغب کرنے اور قبول کرنے کی دعوت دی ہے۔ آریہ سماجیوں کا وہ اصول یہ ہے۔

”ی کے قبول کرنے اور جس کے بھروسے میں جوش تیار رہنا چاہیے۔“ (اند) کی شان دیکھئے کہ سوامی ایماند سرسوتی کی اس ناپاک کوشش کو خود ہندوؤں کے مختلف فرقوں نے بھی پسندیدگی کی نظر سے دیکھا ہے۔ کرم چند موہن داس مہاتما گاندھی جن دغوب پروڈیجیل میں تھے انہیں کسی نے ستیا رتھ پر کاش مطالعہ کے لئے بھجوائی۔ جس پر

ان کا تادیب ساز تاثر نوٹ کرنے کے لائق ہے۔

”میں نے اسے بڑے ریاض مرکی تصنیف کردہ اس سے زیادہ مایوس کن کتاب کوئی نہیں پڑھی۔“

یہ ایک ریکارڈ بات ہے کہ حق پر کاش ابھی تک ایک کالم صدی گزرنے کے باوجود ”ستیا رتھ پر کاش“ کا منکبت اور مدلی ہو اب ہے۔ شیخ الاسلام ابو الوفا ثناء اللہ امرتسری کی یہ کاوش ۱۹۰۰ء میں پہلی مرتبہ شائع ہوئی مگر گزشتہ بیسویں صدی میں کوئی آریہ ملٹی رہنمایا دانشور حق پر کاش کا جواب نہیں دے سکا اور حقیقت یہ ہے کہ یہ ممکن بھی نہیں۔ آریہ سماجیوں کے ایک رسالہ ”آریہ مسافر“ میں جواب دینے کی کوشش کی گئی۔ مگر اس کی چند اقساط ہی شائع ہوئی تھیں کہ یہ سلسلہ بند ہو گیا۔ ان چند اقساط کا بھی جواب سیالکوٹ سے نکلنے والے ایک رسالے ”انوار الاسلام“ میں دیا گیا۔ اس طرح سوامی ورشمانند نے اپنے ماہوار رسالے ”مہات“ میں حق پر کاش کا جواب دینے کی کوشش کی مگر چند اقساط کے بعد یہ سلسلہ بھی منقطع ہو گیا۔ یوں حق پر کاش نے اپنی اشاعت اول کے بعد ایک صدی میں اپنے وقار اور علمی افکار کا مظاہرہ کیا ہے۔ حق پر کاش بنوڑ اپنے موضوع پر ایک حرفِ ناطق کی حیثیت رکھتی ہے۔

اس معلومات افزا کتاب کا ایسا ایڈیشن ۱۹۰۰ء میں شائع ہوا اور پھر آخری مرتبہ اس کی اشاعت جولائی ۱۹۲۳ء میں ہوئی، ہو اس کتاب کا پانچواں ایڈیشن تھا اب یوں صدی بعد اس کا چھٹا ایڈیشن قارئین کے پیش خدمت ہے۔ اکیسویں صدی عیسوی میں اس کی اشاعت کا ایک خاص محل ہے۔ ان دنوں ہندوستان میں کانگریس کے مقابلے میں جو سیاسی قوتیں برسرِ اقتدار ہیں ان کی اسلام دشمنی اور مسلمان کشی کسی سے پوشیدہ نہیں ہے۔ راتھریہ سیکھ (آر ایس ایس) کے انتہا پسند اند نظریات مذہبی بنونیوں کی ایک ایسی نسل کو پروان چڑھا رہے ہیں جو مسلمانوں کی مساجد کو گرا کر ان کی جگہ مندر تعمیر کرانا چاہتے ہیں۔ ابھی ماضی قریب میں اب دھوا میں انتہا پسند ہندو بنونیوں نے بابری مسجد کو شہید کر کے اس کی جگہ رام چندر کا مندر تعمیر کرنے کی کوشش کی ہے۔ اس انتہا پسندی میں آر ایس ایس کے علاوہ بالی نہ کر کے کی تنظیم شیعہ جیٹا اور بجرنگ ول بھی متغصب اور اسلام دشمن تحریکیں اور جتنے شامل ہیں جو شدھی سنگٹھن کی تحریکوں کی طرح ہندوستان سے

ویباچہ

پہلے مجھے دیکھئے

سوامی ❶ دیانندی نے ایک کتاب ”ستیارتھ پرکاش“ ناگری میں لکھی تھی جس میں تمام مذاہب ❷ مروجہ کاکھنڈن (اردو) اور اپنے معمولی مسائل کا بیان کیا تھا۔ کتاب مذکور کے چودھویں باب یا حصے میں ان میں سے چودھویں باب میں قرآن شریف پر معترض ہوئے ہیں۔ جب تک کتاب مذکور ناگری میں تھی بوجہ نہ ہونے عام فہم زبان کے چند اس شہرت نہ تھی۔ ہم نے اس کو ناگری میں بھی مطالعہ کیا تھا۔ جب ہی سے ہمارا خیال تھا کہ جس قدر قرآن سے اس کا حصہ متعلق ہے اس کا جواب اردو میں دیا جائے۔ اس وقت اس کا جواب دینے میں یہ وقت تھی کہ ناگری کا ترجمہ بھی ہمیں ہی کرنا پڑا۔ اللہ کی شان! یہ کام چونکہ اللہ کو ہم سے کرنا منظور تھا۔ اس کا سبب بھی اللہ نے آریوں ہی کو بنایا۔ کہ انہوں نے کتاب مذکور کا ترجمہ ملک کی عام زبان (اردو) میں کر کے ہزار ہا جلدیں شائع کیں۔ پھر تو کیا تھا، ایک تو ہمارا ذاتی خیال، دوم دوستوں نے بھی اس عاجز کو محض اپنی حسن فہمی سے اس خدمت کے قابل سمجھتے تھے، اس کے جواب کا تقاضہ شروع کیا۔

❶ سوامی دیانندی صاحب نے اردو میں بھی ایک کتاب ”ستیارتھ پرکاش“ لکھی ہے۔
 ❷ ہندوؤں کے چار مذہب ہیں۔ ۱۔ برہمنی، ۲۔ جین، ۳۔ سکھ، ۴۔ بون۔
 ❸ ہندوؤں کے چار مذہب ہیں۔ ۱۔ برہمنی، ۲۔ جین، ۳۔ سکھ، ۴۔ بون۔
 ❹ ہندوؤں کے چار مذہب ہیں۔ ۱۔ برہمنی، ۲۔ جین، ۳۔ سکھ، ۴۔ بون۔

چنانچہ ہم اللہ کر کے خاکسار نے اس کام کو شروع کر دیا اور اللہ نے پورا فرما دیا۔
 فالحمد للہ

اس بات کا اختیار کچھ ضروری نہیں کہ سوای بی کے سوالات صوبہ قائد ضعیف یعنی
 جس اس لئے کہ حق کو قبول کرنے سے پیش غلط فہمی ہی مانع ہو کر تی ہے اور نہ حق کی سمجھ
 ناقص بخوبی آجائے تو پھر کسی راستی پسند کے دل سے مخالفت نہیں اٹھا کر تی ہاں اس
 بات کا افسوس ہمیں ضرور ہے کہ اس جواب سے پہلے سوای بی کی تیز زبانی اور ناقص فہمی کی
 نسبت ہندوؤں کی شکایتیں سن کر ہم ان کو مذہبی تعصب اور تافق کی عداوت پر مبنی اور
 مبالغہ آمیز سمجھا کر رہے تھے۔ مگر سب ہم پر گزری تو ہمیں پڑا بھاری صدمہ ہوا کہ ہماری یہ
 فہمی رائے غلط ثابت ہوئی۔ جس سے آئندہ کو ہم ہندوؤں کی شکایت کو واجبی تسلیم کرنے
 پر مجبور ہیں۔

سوای بی نے قرآن شریف کا اردو ترجمہ ناگری میں کرنا کہا سو پچھلے آگے
 بچھے ایسے کے بغیر جو کچھ دل میں آیا لکھ مارا۔ گو انہوں نے ترجمہ کا نام نہیں بتلایا۔ مگر قرآن
 سے معلوم ہوتا ہے کہ جس ترجمہ پر سوای بی نے مدار رکھا ہے وہ مشافہ رفیع الدین
 صاحب کا الفکی ترجمہ ہے جو یوں مغایرت محاورہ آرد اور عربی کے واضح مطلب خیر نہیں۔
 محاورہ اس کے سوای بی اس میں اپنی ایجاد سے بھی باز نہیں رہے۔ چنانچہ ناظرین موقع
 موقع دیکھیں گے۔

سوای بی نے سواہوں پر نمبر بھی لگائے ہوئے ہیں۔ کل نمبر ۵۹ ہیں۔ مگر ہم ان کی
 غلطی ان کی وکالت میں ایک نمبر اور زیادہ کر کے پچرے ۱۶۰ کریں گے۔ اگر ہمارے ساتھی
 دوست کہتے تو ایسے نمبروں کی تعداد ہم ہزاروں تک ان کو پہنچا دیتے۔ کاش سوای بی
 ہمارے نمبر ۵۹ کے صرف ۵۹ بلکہ ان میں سے بھی ۹ کے اعداد کو اٹا کر صرف ۵۰ سوال ہی
 لیکر لے جاتے تو وہ ان (مطلوبہ) معقول سوال کا قیاس دے سکتے تھے۔ خیر بہر حال جو کچھ سوای
 بی سے ہوا وہ بھی ۵۹ یا ہماری وکالت کی مدد سے ۱۶۰ نمبر ہیں جن کو ہم جیسے طرف بخلاف
 کسی کی عداوت میں پچرے پچرے نقل کر کے جواب دیں گے۔

سوائی میں نے جیسا کہ ناظرین دیکھیں گے یہ طرز رکھی ہے کہ پہلے قرآن شریف کا لفظی ترجمہ نقل کرتے ہیں۔ پھر اپنا نام محقق لکھ کر اس پر اعتراض کرتے ہیں اس لئے بغرض مناجات محقق کے مقابلہ میں جواب کے سرے پر مدقق لکھ کر جواب شروع ہو گا

یہ نیک سوانحی جی کے اکثر سوال ایسے بھی ہیں جو ویڈیو کے دھوم یا آریہ سماج کے مسئلہ مذہب کے بھی خلاف ہیں۔ اس لئے عموماً ہم نے ان کی تحریر اور ان کے مسلمات سے جواب الٹرا بعد میں حقیقی جواب بھی دیے ہیں۔

مواہبی کی تصنیف ہی سے وہ جو اگلے دکھادیں گے انشاء اللہ تعالیٰ۔

نیز واضح رہے کہ ہم نے اس جواب میں کسی سماجی مصنف کو مخاطب نہیں کیا۔
کیونکہ ہم جانتے ہیں کہ جس قدر اسلام سے دوری ہوتی ہے وہ صرف سماجی کی غلط فہمی
سے ہوتی ہے۔ اس لئے ان کے لیے ”انچہ استاد ازل کتب اہل بیت و آلِ محمد“ کی
تہ آن پاک تصور نہیں۔

میں نے اس کا تصور نہیں۔
 طبعِ اول میں یہ کتاب "الہامی کتاب" کے ساتھ اس مناسبت سے لکائی گئی تھی
 کہ اس میں آریوں سے مباحثہ تھا۔ مگر طبعِ ثانی سے دوستوں کی خواہش کے مطابق اس کو
 الگ کر دیا گیا اور اس کا نام بھی مناسبت کے لحاظ سے حق پر کاش بھجوا دیا۔
 حق پر کاش تجویز تھا۔

طبع اول پر آریوں میں ایک غیر معمولی خوش چیرا ہوا۔ جواب الجواب کا شمار

بھی نکلا بلکہ رسالہ آر یہ مسافر میں کسی قدر جواب بھی نکلا۔ لیکن آخر وہی مثل صادق ہوئی۔

جواب: بحر کو دیکھو یہ کیسا سر اٹھاتا ہے کبر و دہری شے ہے کہ فوراً لوٹ جاتا ہے ہم منتظر تھے کہ پورا جواب الجواب نکلتے تو طبع ثانی میں اس کی طرف بھی روئے سخن ہوتا جائے۔ مگر افسوس چند نمبروں میں جو ابھی مبادی میں تھے کہ مجیب صاحب الوپ (Elope) (غائب) ہو گئے۔ (بکھٹی فرار ہو گئے)

6 ستمبر ۱۹۰۲ء ۱۱ اپریل ۱۹۰۲ء پھر جواب الجواب کی مشک نہ آئی۔ بلکہ بوقت طبع خامس (جولائی ۱۹۲۳ء) تک بھی ان کی آواز نہ آئی۔

دل کی دل ہی میں رہی بات نہ ہونے پائی حیف صد حیف ملاقات نہ ہونے پائی جس قدر مضمون رسالہ آر یہ مسافر میں نکلا تھا اس کا جواب انہی دنوں میں رسالہ انوار الاسلام سیالکوٹ میں فوراً نکل گیا تھا۔ تاہم بعض باتوں کا جواب جو خاکسار سے بالخصوص تعلق رکھتی ہیں موقع بموقع عرض کیا جائے گا۔ جواب الجواب کی عبارت سے پہلے مزید کالفت ہو گا۔ جیسے کہ سوامی جی کی عبارت کے سرے پر تحقیق کا لفظ ملے گا۔ مزید صاحب نے جواب کے دیباچہ میں مجھ پر الزام لگایا ہے کہ ستیا رتھ پر کاش تصنیف ہوئے ۲۶ برس بعد تمہیں جواب سوجھا۔ مگر افسوس کہ انہوں نے یہ نہیں سمجھا کہ ۲۶ سال اگر گزرے ہیں تو ناگری ہی میں گزرے ہیں۔ لیکن جب ملک کی عام زبان اردو میں آپ لوگوں نے اس کا جلوی دکھایا تو جواب کی ضرورت بھی محسوس ہوئی پھر فوراً قرضہ ادا کیا گیا۔ علاوہ اس کے یہ الزام تو سوامی جی پر بھی ہے کہ قرآن کو نازل ہوئے تیرہ سو برس گزرے اور اب سوامی سے بعد مشکل یہ بن پڑا جو آگے آتا ہے۔ اگر کہیں کہ سوامی جی تو پیدا ہی اب ہوئے ہیں۔ وہ تیرہ سو سال پہلے کیونکر قرآن پر اعتراض کرتے تو گزارش یہ ہے کہ یہ خاکسار بھی تو سوامی جی کے زمانہ کے بعد ہی بالغ اور تحصیل علم سے فارغ ہوا۔ اگر خاکسار کو ان سے نیاز حاصل ہوتا تو غالباً ان کو ستیا رتھ پر کاش لکھتے ہوئے چودھویں سلاسل لکھنے کی حاجت نہ ہوتی۔

مسلمانوں کے وجود اور ان کے مذہبی آچار کو مٹانے کے ورپے ہیں۔ ان حالات میں ابوالوفاء ثناء اللہ امرتسری کی اس کتاب کی اشاعت ہندوؤں میں 'آریہ سماجی رہنمائی' اور ہندو مذہب کی مختلف شکلوں کو ان کے لڑچکے کے آئینے میں دیکھنے اور سمجھنے کی سہولت پیدا کرے گی۔

حق پر کاش سے جہاں شیخ الاسلام امرتسری کے وسعت مطالعہ اور افاق نظر کا اندازہ ہوتا ہے جہاں قابل ادیان و مذاہب کی بصیرت حاصل ہوتی ہے۔ جہاں ان کے استثنائے علمی کا مظاہرہ ہوتا ہے وہاں ان کے اسلوب تحقیق پر بھی روشنی پڑتی ہے۔ ہم پہلے عرض کر چکے ہیں کہ اردو ادبیات میں دینی اور علمی اسلوب کی سالمیت اور تشکیل میں مولانا ممدوح کے قلم سے نفی ہوئی سینکڑوں نگارشات گوشت و ہیئت حاصل ہے۔ یوں مذہبی تحریروں کا اپنا ایک مزاج ہوتا ہے مگر قابل ادیان کے موضوع پر ایک خاص نوعیت کے تحقیقی اسلوب کی ضرورت ہوتی ہے اور ہمارے ممدوح مصنف اس اسلوب کی ضرورتوں سے بخوبی آگاہ ہیں۔ اس کتاب میں متعدد کتابوں کے حوالے اور اسناد جس انداز میں فراہم کی گئی ہیں اس سے دینی ادب میں اصول تحقیق کی اہمیت و عظمت کا احساس ہوتا ہے۔

حق پر کاش کی اس صدیقی اشاعت کا اردو خواں مسلم دنیا میں ان شاء اللہ خیر مقدم کیا جائے گا۔ ہندوؤں کے ساتھ ہماری جمادی کشش میں یہ کتاب فکر و جنالی کا کردار سرانجام دے گی۔ نعمانی کتب خانہ کی یہ مطابقت پیش کش اہل علم میں ان شاء اللہ پیرائی حاصل کرے گی۔ میں اس ادارے کو شیخ الاسلام ابوالوفاء ثناء اللہ امرتسری کی اس کیاب جگہ نمایاب کتاب کی اشاعت پر جو یہ تو یک پیش کرتا ہوں۔

یکم جون ۲۰۰۹ء

پروفیسر عبد الجبار شاکر

ڈائریکٹر بیت العلم

۱۰۹ حبیب پارک ملتان روڈ لاہور۔

www.only1or3.com

www.onlyoneorthree.com

جواب ہذا حق پر کاش کی صورت میں شائع ہونے کے بعد سوامی درشنائنہ آنجھانی کو جواب کا خیال پیدا ہوا چنانچہ انہوں نے اپنے ماہوار رسالہ "مباحث" کے ایک دو فیروں میں جواب دینا شروع کیا۔ اسے دیکھ کر ہم مدت تک فتنہ رہے کہ سوامی جی قسم کریں تو اس جواب الجواب کا فیصلہ بھی طبع ثالث میں کر دیں۔ مگر افسوس کہ سوامی درشنائنہ بھی ایک دو قدم چل کر ایسے گرے کہ دنیا سے کوچ کرنے تک ادھر رخ نہ کیا۔

ناظرین! آریوں کے مشن میں جس قدر مذہبی تصنیفات ہوتی ہیں انھما کی حاجت نہیں۔ مگر حق پر کاش کے جواب پر جو مصلہ نہ ہونا کیا وجہ رکھتا ہے؟ یہی ان کاظم بھی اسی بات کا فیصلہ کرتا ہے کہ سوامی دیانندی کے اعتراضات پشتیبانی سے مضبوط نہیں ہو سکتے۔

حشت اول چوں ند معمار کج تا شیراے رود ایوار کج

خاکسار

مصنف

طبع اول..... امرتسر (اندازاً) ۱۹۰۰ء

طبع چہم..... جولائی ۱۹۲۳ء

طبع ہشتم..... مئی ۱۹۴۰ء

۱۔ آء! آء! ۲۔ کج معمار کج ہے ہوا میں۔ آریوں میں ہائی ٹی کے آری تھے، یہی کج طبع کہہ کے مباحث میں کج صاحب ۳۔ ستارہ جی تھے۔ ارشد گوئی۔ اول آری، لی کہ ستارہ سے آریوں کی عبارت ہے۔ ان میں نہ تھی۔

www.only1or3.com

www.onlyoneorthree.com

حق پر کاش

بجواب

ستیارتھ پر کاش

(۱) سورۃ فاتحہ: شروع ساتھ نام اللہ بخشش کرنے والے مہربان کے

(آیت اول)

مسلمان لوگ ایسا کہتے ہیں کہ یہ قرآن خدا کا کلام ہے۔ لیکن اس قول سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کا بنانے والا کوئی دوسرا ہے۔

محقق:

کیونکہ اگر خدا کا بنایا ہوتا تو ”شروع ساتھ نام اللہ کے“ ایسا نہ کہتا بلکہ ”شروع واسطے چاہت انسانوں کے۔“ ایسا کہتا۔ اگر انسانوں کو نصیحت کرتا ہے کہ تم کو تو بھی درست نہیں کیونکہ اس سے گناہ کا شروع بھی خدا کے نام سے ہونا صادق آنے کا اور اس کا نام بھی بدنام ہو جائے گا۔ اگر وہ بخشش اور رحم کرنے والا ہے تو اس نے اپنی مخلوق میں انسانوں کے آرام کے واسطے دوسرے جانداروں کو مار تخت، ایذا والا اور ذبح کر کر کر گوشت کھانے کی (انسان کو) اجازت کیوں دی؟ کیا وہ ذی روح بے گناہ اور اللہ کے بنائے ہوئے نہیں ہیں اور یہ بھی کہنا تھا کہ ”خدا کے نام پر عمدہ باتوں کا شروع“ خواب باتوں کا نہیں۔ یہ الفاظ مبہم ہیں۔ کیا چوری، زنا کاری، دروغ گوئی اور حرم کا آغاز بھی

خدا کے نام پر کیا جائے؟ اس وجہ سے دیکھ لو کہ قصاب وغیرہ مسلمان گائے وغیرہ کی گردن کاٹنے میں بھی۔ ”بسم اللہ“ اس کلام کو پڑھتے۔ جب یہی اس کاٹدے کو رہ بالا مطلب ہے تب ہی تو برائیوں کا آغاز بھی مسلمان خدا کے نام پر کرتے ہیں اور مسلمانوں کا خدا رحیم بھی ثابت نہیں ہوتا۔ کیونکہ اس کا رحم ان حیوانات کے لئے نہیں ہے اور اگر مسلمان لوگ اس کا مطلب نہیں جانتے تو اس کلام کا نازل ہونا۔ بے فائدہ ہے۔ اگر مسلمان اس کے معنی اور کرتے ہیں تو پھر اصل مطلب کیا ہے۔

(۱) **مدقق** : سوای جی اگر رکوبہ منتر اول کا ملاحظہ کر لیتے تو یہ بیجا اعتراض منہ پر نہ لاتے۔

ساجیو! غور سے سنو!

ہم لوگ اس انجی کی تعریف کرتے ہیں جو کہ اناراج رہتہ کرنے والا کیوں کاہوں کرنے والا۔ روشن سوسوں کی تبدیلی کرنے والا۔ جملہ جواہرات کا پید کرنے والا ”رکوبہ منتر“ (کتاب آرہ)۔

بتلاؤ! اگر انجی سے (بقول آپ لوگوں کے) خدا انرا ہے اور وہ بھی خدا کا کلام ہے تو اس کلام کا قائل کون ہے؟ اس کے علاوہ رگ وید ادھیائے ایکس منتر ۱۱۸ اور رکوبہ اشک ۶ ادھیائے ۱۰ ورگ ۶ منتر نمبر ۵ اور رگ وید ادھیائے ۳۳ منتر نمبر ۱۳ اور رگ وید ادھیائے ۲۰ منتر نمبر ۵ اور اتھرو وید کاٹھ ۶ انوداک ۱۰ ورگ ۶۸ منتر نمبر ۱ اور رگ وید ادھیائے ۱۵ منتر نمبر ۵۴ وغیرہ کو بھی ملاحظہ کر لیجئے۔ خیر یہ تو انجی ہی ہے۔ اب تحقیقی سنئے!

الہامی کتابوں کا محاورہ اور طریق کلام کی قسم کا ہوتا ہے۔ کبھی تو خدا خود شکم کے صیغہ سے اور وہ مطلب فرماتا ہے اور کبھی غائب سے۔ اور کبھی کوئی ایسا مطلب جو بخور و عاء یا التماس کے بندوں کو سکھانا منظور ہو اس کو بندوں کی زبان پر صیغہ شکم جاری کرایا جاتا ہے۔ سورہ فاتحہ بھی اخیر قسم سے ہے۔ جس پر سوای جی نے بوجہ نادانقی کتب ربانی کے اعتراض جما دیا۔

ہاں! یہ خوب کہی کہ گناہ کا شروع بھی خدا کے نام سے ہو گا۔ جس کا جواب یہی

کافی ہے۔ "خُن شناس نئی دلہرا خطا" منجاست "نہیں معلوم آپ کو اتنی جلدی کیا تھی کہ قرآن شریف اور دیگر الہامی کتابوں کا رد کرنے بیٹھ گئے۔ بلا سے کسی عربی مدرسہ میں رہ کر قرآن کو سمجھ لیتے مگر وہاں ہی سچائی کے اپنا اظہار کئے بغیر نہیں رہ سکتی۔ سو امی جی فقرہ نمبر ۷۳ میں فرماتے ہیں:-

"جو مذہب دو سرے مذہبوں کو کہ جن کے ہزاروں کروڑوں آدمی معتقد ہوں بھونٹا ٹاڈے اور اپنے کو سچا ٹھہر کرے۔ اس سے بڑھ کر بھونٹا مذہب اور کون ہو سکتا ہے۔" (ستیارتھ پر کاش باب ۱۲ نمبر ۷۳)

پس سو امی جی صارا جی اور ان کے چیلوں کے لئے اتنا ہی کافی ہے کہ قرآن شریف کے ماننے والے کروڑ ہا آدمی ہیں پھر جو تم اس کی تعلیم کو بھونٹا اور ٹاڈے کو تو تم سے زیادہ۔۔۔۔۔ کون ہے؟

سماجیو! منہ نہ چھپاؤ۔ ہو کیا۔ اگر شاگرد بننے کا اقرار کرہ تو ہم تم کو ایک جواب سکھاتے ہیں:-

سنو! صاف کہہ دو کہ سو امی جی کوئی الہامی نہ تھے کہ ان کی ساری باتیں واجب تسلیم ہوں۔ بلکہ وہ سنان کے ایک نمبر تھے جن سے غلطی بھی ممکن تھی۔ اس قول میں بھی وہ غلط چال چلے کہ کثرت رائے کو مستلزم حقیقت سمجھا۔ پس اگر تم یہ کہہ دو گے تو تم بری ہو جاؤ گے۔ لیکن چونکہ ہم اس وقت سو امی جی کے مقابل ہیں۔ ان کے جواب دینے کو ان کے اقوال کا نقل کرنا کافی ہو گا۔

مطلب آیت کا صاف ہے کہ ہم خدا کی تعریف کو جو آئندہ کلام میں آتی ہے خدا کے نام سے شروع کرتے ہیں۔ ہاں اگر کوئی کام بھی ٹیک یا جائز ہو اور خدا کے نام سے شروع کیا جاوے تو موجب برکت ہے۔ حرام کام کو بسم اللہ سے شروع کرنا یا حرام چیز کو بسم اللہ کر کے کھانے سے آدمی کافر ہو جاتا ہے۔ ہاں ذبح حیوانات کی طرف بھی اس موقع پر اشارہ کیا ہے۔

سو امی جی! واقعی یہ بڑے رحم کی بات ہے کہ بے زبان جانوروں کو ذبح کر کے ان کے ایام قید پر سے کرائے جاگیں جس سے دو فائدے متصور ہیں ایک تو وہ روحمیں جو (بقول آپ کے) برے اعمال سے ان حیوانی قابلوں کی قید میں آکر پھنس رہی ہیں (دیکھو

اپنی پیش منجری صفحہ ۶۰ قید سے رہائی پائیں۔ وہ مٹا دیے! اگر وہ انسانوں کی طرح بیمار ہو کر اپنی موت سے مرے تو کتنی تکلیفوں سے ان کی روح قبض ہو، سو امی جی کا ہمیں کہیں روشن ہو جائے تو ہم ان سے پوچھیں کہ موت کی کتنی کیسی تسکین امر ہے۔ پس اس سختی کے مقابلہ میں ذبح کی سختی کوئی جتنے نہیں۔ انسان کو بیماری اور قبض روح سے پر سختی ہوتی ہے۔ سو امی جی اس کا اندازہ لگاتے تو یہ اعتراض بھی منہ پر نہ لاسے بلکہ سماج کا اول اصول یہی قرار دیتے کہ صبح اٹھ کر ہر ایک سماجی کافر صبح ہے کہ بد وقت ٹیکر دس پانچ چیزوں کو نہیں تو کھینچوں ہی کو مارا کرے۔ حالانکہ انسان اپنی تکالیف کا اظہار بخوبی کر سکتا ہے اور طبیعوں کے مشورے سے ان کی تکالیف میں بسا اوقات کمی بھی ممکن ہے۔ مگر پچھارے بے زبان حیوانات کیا کہیں اور کس کو کہیں؟

کون سنتا ہے فغان درویش قمر درویش بہ جانہ درویش ہاں کوئی صاحب یہ سوال کرے کہ اسی طرح انسان کو بھی ذبح کر کے موت کی سختی سے بچالینا چاہئے تو ہم کہیں گے۔ "نہیں" اس لئے کہ انسان اشرف المخلوقات ہے۔ اسی لئے ہر زمانہ میں ہر حکومت انسان کو قتل کرنے سے سزا دیتی ہے۔ علاوہ اس کے انسان کے رشتہ دار اور دوست کبھی اس بات کی اجازت نہیں دے سکتے۔ کیونکہ اس کے مرتے دم تک ان کو اس کی امید زیت ہوئی جس سے ان کی بہت کچھ امیدیں وابستہ ہوتی ہیں۔ پس ان وہوہ سے انسان کو مارنے میں فساد کا اندیشہ ہے۔ اس لئے نہ کسی حاکم وقت نے نہ جسے شریعت نے اس کی اجازت دی۔ ہاں حیوانات کے ذبح میں چونکہ کوئی فساد نہیں۔ اس لئے عموماً مذہب معتبرہ میں ذبح حیوانات کی اجازت پائی جاتی ہے۔ یہاں تک کہ ہندو دھرم شاستر آمو سرتی وغیرہ میں بھی۔

سو امی جی! نظام عالم سے بڑھ کر کوئی عمدہ دیکھلی نہیں۔ نظام عالم ہمیں سبق دے رہا ہے کہ دنیا میں خدا نے اپنی مخلوق کو وہی قسم پیدا کیا ہے۔ مستعمل اور تنہا والی اور مستعملہ قابل استعمال! کچھ شک نہیں کہ انسان سب چیزوں کا مستعمل ہے اور سب چیزیں اس کی مستعملہ ہیں۔ سو امی جی کیا یہ ایسا کار کا تم نہیں! کہ اس نے ہماری سواری کیلئے باقی "اونٹ" گھوڑا وغیرہ اور مل چلانے کو قتل کیلئے وغیرہ پیدا کئے۔ کیا اس سے

زیادہ بھی کوئی شخص رحم کر کے ترس کھا کر اپنی سواری پر دس کوس چل کر دو کوس کیلے اُس کو بھی اپنے اوپر اٹھانا چاہے تو تمام دودان اور سور کھ لوگ اُس کو احمق نہ کہیں گے۔ حالانکہ آپ کی سمجھ کے مطابق یہ کیا رحم ہے کہ ایک ذی روح دو سری ذی روح چنے کو ناحق اتار دے کہ تمام دن رات اُس پر سواری کرے۔ آپ ایک قدم بھرنے چلے اور وہ بیچارہ اُس کو اٹھائے پھرے اور سوار رحم نہ کھائے۔

سماجیو! تمام عالم سے سختی حاصل کرو۔ جو سب گردن کا گرد ہے مصنوعی گردن سے غلطی ممکن ہے۔ اس میں ذرہ بھر غلطی نہ پائے گے۔

علامہ اس کے اگر ہم ان حیوانوں کو ذبح نہ کریں تو کیا کریں۔ دیکھنے سے ہم کو فائدہ کیا۔ بعض حیوان تو دودھ وغیرہ بھی دیں۔ مگر بعض ایسے ہیں کہ دودھ بھی نہیں دیتے اور دودھ دینے والے بھی ایک عمر کو پہنچ کر نہیں دیتے۔ حالانکہ ہم اُن کو کھاتا دیں۔ حفاظت بھی کریں۔ مثلاً مرغ، مرغی، وغیرہ بچہ قسم۔ اگر ان کے انڈے کھائیں۔ تو آپ اس کی بھی اجازت نہیں دیتے اور اگر انڈوں کے بچے لکھوائیں تو پھر کیا ہی پرمان دیں گے۔ پس یا تو سوای جی ایسے جانوروں کے کھانے کی اجازت دیں۔ جن سے بنی آدم کو کچھ فائدہ نہ ہو یا کوشش کر کے اُن سے کوئی فائدہ دلوائیں۔ مگر یاد رہے کہ قدرت کا مقابلہ کر کے فائدہ تو دلوا نہیں سکتے۔ ہاں اگر دبی زبان سے خود دونوں کی اجازت دیں تو وہی سوال وارد ہو گا کہ کیا وہ ذی روح اور بے گناہ اور خدا کے بنائے ہوئے نہیں؟ اور اگر یہ بھی نہ کریں اور حیوانوں کو انسانوں کے برابر ہی حقوق دلوانا چاہیں۔ تو صربانی کر کے پہلے دو سری قسم کے حقوق میں مساوات کرائیں۔ پھر اس کا نام لیں۔

ہمارے پاس وید منتروں کے حوالے بھی ہیں۔ جن سے ثابت ہوتا ہے کہ پہلے زمانہ میں ہون میں گائے گھوڑے وغیرہ ذبح کئے جاتے تھے۔ مگر چونکہ وہ ترجمہ سوای جی کا کیا ہوا نہیں بلکہ یہ رچین جانوں کا کیا ہوا ہے۔ خطرہ ہے کہ ہمارے علمی دوست جو سوای جی کے معتقد ہیں اُس ترجمہ سے منکر ہو جائیں۔ اس لئے جہاں اُن منتروں کے سوای جی کے کلام کا حوالہ دینا ہی ضروری ہے۔ آپ اسی کتاب کے پانچویں صفحہ میں فرماتے ہیں کہ جو مذہب دو سرے مذہبوں کو کہ جن کے بڑا ہوں گردنوں آدمی معتقد ہوں۔ بھلا بتاتا ہے۔

اور اپنے کو سچا ظاہر کرے اس سے بڑھ کر جھوٹا اور مذہب کون ہو سکتا ہے، ستیا رتھ پر کاش صفحہ ۶۹۔

پس سنا جیو! ہلاؤ گوشت خوردوں کی تعداد کتنے ہو؟ گھنٹے ہوئے پہلے اپنی ماس * پارٹی سے شروع کرنا۔

مولوی صاحب! آپ نے سوامی جی کے اعتراض کو کیا سمجھا جس کا **موید** : جو آپ دیا۔ سوامی جی نے جو اعتراض کیا تھا۔ وہ یہ تھا کہ قرآن پور نکہ بقول محمدیاں کلام ربانی ہونے سے ازلی وابدی ہے۔ لہذا اس کا شروع نہیں ہو سکتا۔ پھر شروع کرنے کا کھڑے ہے معنی ہے۔

2. خدا کا یہ کلام خدا کے نام پر شروع کرنا اور بھی حیرت انگیز ہے۔ کیونکہ اس کی ضرورت خدا کو نہیں۔ بلکہ انسان کو ہے اور انسان کے لئے خدا کا کلام بطور ہدایت نامہ کے ہوتا ہے۔ پس ہدایت واسطے انسانوں کے ہونا چاہئے تھا۔

3. مولوی صاحب! آپ نے شاید یہ سمجھا کہ سوامی جی نے اس کے ضمیر شکم ہونے نہ ہونے پر اعتراض کیا ہے۔ ہرگز نہیں۔ ان کا یہ اعتراض تھا کہ اللہ کو یہ کلام اپنے نام سے شروع کرنے کی کیا ضرورت تھی، اللہ کے نام سے تو انسان شروع کیا کرتے ہیں۔ (آریہ مسافر، مارچ ۱۹۰۲)

قربان! ایسے علم پر کیا ہی کج ہے۔ جی اس لئے چاند مرے اس ہے **مدقق** : پرانند۔ پورا مطلب تو اس عبارت کا موید ہی نے سمجھا ہو گا۔ ہم نے تو بعض آریوں کو بھی یہ عبارت دکھائی۔ گھمبہ بھی کانوں پر ہاتھ رکھ گئے۔ بہر حال کچھ ہی ہو۔ سوامی جی کے اصل سوال پر کسی شرح یا حاشیہ چڑھانے کی ضرورت نہیں۔ چنانچہ وہ خود ہی لکھتے ہیں۔

"کیونکہ اگر خدا کا نام اللہ تبارک و تعالیٰ شروع ساتھ نام اللہ کے نہ کہتا بلکہ شروع واسطے ہدایت انسانوں کے، ایسا کہتا۔"

۱۱. آریوں کی عبادت گاہیں، ایکہ گوشت کھاتے ہیں، ان کو ماس پارٹی کہتے ہیں، ایکہ نہیں کھاتے انھیں کھاس پارٹی کہتے ہیں، انکی آہیں کی پیشکش، خدا، آریہ گوشت اور یہ کاش سے خوب واضح ہو گئی ہے۔

دیکھئے سوای جی کو شروع کے لفظ پر کوئی اعتراض نہیں کیونکہ اگر شروع کے لفظ پر کوئی اعتراض ہو تا تو اپنی اصلاح میں شروع کا لفظ کیوں لاتے۔ جس سے یہ صاف سمجھا جاتا ہے کہ آپ کی تائید کا نمبر اول یعنی ازلی ہونے کی وجہ سے شروع نہ ہونا بالکل بے سمجھی کی تائید ہے۔

مزید صاحب کی تائید کا نمبر سوم بھی حیرت سے خالی نہیں اس کا مطلب بھی وہ خود بھی سمجھے ہو گئے۔ بہر حال کچھ ہی ہو۔ مطلب وہی ہے جو ہم بتلا آئے ہیں کہ بندوں کی ہدایت کے لئے ایسا کیا گیا۔ ہاں سوای کا یہ اعتراض کہ گناہ کا شروع بھی اللہ کے نام سے لازم آوے گا۔ اس کا جواب بھی ہو چکا۔ کہ یہاں سب کاموں کا شروع خدا نہیں۔ بلکہ اسی کام کا۔ جو بسم اللہ کے آگے ہے یعنی الحمد للہ یا کوئی اور اسی قسم کا نیک کام۔

مزید صاحب نے یہ بھی اعتراض کیا ہے کہ ہسٹم اللہ پارسیوں کے کلام سے لیا گیا ہے۔ یعنی بنام ہشتائندہ دادگر۔ افسوس ہے کہ ان لوگوں کو اعتراض کرنے کی راہ کیوں ایسی نکال کر دی ہے کہ دوسرے کے کلام کے معنی سمجھنے سے پہلے ہی متعدد اعتراض جما دیتے ہیں۔ حالانکہ سوای جی دیباچہ ستیارتھ میں بڑی تاکید سے لکھتے ہیں ”کہ ہر کلام کا مطلب منظم کے منشاء پر ہونا چاہئے۔“ اگر یہ بات تسلیم بھی کی جائے کہ بسم اللہ پارسیوں کے کلام کا ترجمہ ہے تو مسلمانوں کے مذہب کے مطابق اس کے الہامی ہونے پر کیا اعتراض ہمارا تو یہ مذہب نہیں کہ الہامی کلام وہ ہوتا ہے۔ جس سے پہلے نہ تو وہ اور نہ اس کا ترجمہ دنیا میں گمیں ہو۔ نہ ہوا ہو۔ کچھ قرآن مجید صاف لفظوں میں کتب سابقہ کی تصدیق کرتا ہے اور کچھ لفظوں میں کہتا ہے۔

وَلَقَدْ وَصَّيْنَا الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ مِنْ قَبْلِكَ بِاتِّخَاذِ الْاٰیٰتِ
اَنْتَقُوْا لِلّٰہِ

ترجمہ تم مسلمانوں کو اور تم سے پہلے کتاب والوں کو یہی حکم دیا جاتا تھا کہ خدا کا خوف دل میں رکھو۔

یونکہ آریوں کی غلطی کا یہاں ہی پتھر میں بنا بھی ہے کہ الہامی کلام کا غیر مسنون ہونا ان کے نزدیک شرط ہے۔ یعنی یہ کہتے ہیں کہ الہام وہی ہے جو شروع دنیا میں اس سے بعد

کوئی امام نہیں اس لئے تو ریت 'انجیل' اور قرآن وغیرہ کو الہامی نہیں مانتے۔ پس ہم چاہتے ہیں کہ ان کی اس غلطی کی اصلاح اسی جگہ کر دیں۔

گویہ دعوے ان کا وید ❶ کے امام پر بھی مشکلات پیدا کرتا ہے کیونکہ وید میں بھی لکھا ہے جس طرح زمانہ قدیم کے صاحب علم و معرفت۔ راستی شعار ہمارے بزرگ تمام علوم سے ماہر گزر چکے ہیں۔ مجھ کا راسخون اعظم کے حکم کی تعمیل کرتے رہے ہیں۔ تم بھی اسی دھرم کے پابند ہو۔ تاکہ وید میں بتائے ہوئے دھرم کا تم کو بلا ٹک و شبہ علم ہو جائے۔"

(رگوید اشک ۸، ادھیاء ۸، اورگ ۳۵ منتر ۱۰) استدراج بہو مکا صفحہ ۶۳

اس عبارت سے صاف سمجھ میں آتا ہے کہ وید کسی ایسے زمانہ میں بنائے کہ اس زمانہ میں دنیا کی آبادی اس کثرت سے ہو چکی تھی کہ اس وقت کے موجودہ لوگوں کو بزرگوں کے حال سے سبق دینے کی مصلحتیں کو یا یوں کہتے کہ وید کے مصنفوں یا معلموں کو حاجت پڑتی تھی۔ اور وہ انکی نظیر لوگوں کو بتاتے تھے۔ اگر کہیں کہ دنیا کا سلسلہ چونکہ ہمارے (آریوں کے) نزدیک قدیم سے ہے تو اس دنیا کے شروع ہی میں اس وقت کے موجودہ لوگوں کو پہلے لوگوں کی جو پہلی دنیا میں ہو چکے تھے چال اختیار کرنے کی ترغیب دی گئی ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ ایسا کلام جیسا کہ وید کا مذکورہ بالا حکم ہے اس موقع پر بولا جایا کرتا ہے۔ جہاں مخاطبوں کو پہلے بزرگوں کا علم اور واقفی ہو۔ حالانکہ اس دنیا کے پیدا شدہ لوگوں کو پہلے بزرگوں کی کوئی خبر نہیں تھی کسی کو اگر ہو تو اٹلائے۔

خلاوہ اس کے بڑی مشکل یہ ہے کہ آریوں کے مذہب میں وید خدا کے گیان (علم) کا نام ہے۔ تو جب سے خدا ہے تب سے وید ہے گو وید کے لفظ موجودہ دنیا کے فنا ہونے سے فنا ہو جاتے ہیں مگر اس کے معانی خدا کے علم میں موجود رہتے ہیں۔ اس لئے کہا جاسکتا ہے کہ یہ منتر جو ہم نے نقل کیا ہے۔ اس دنیا سے پہلی دنیا میں بھی ہو گا۔ بلکہ جب سے خدا ہے تب سے ہو گا۔ حالانکہ خدا سے پہلے کوئی زمانہ نہیں جس میں وہ بزرگ گزر چکے ہیں جن کی چال اختیار کر لیا ان موجودہ لوگوں یا ہم کو حکم ہوتا ہے ❶

❶ اس مسئلہ کی تفصیل ہمارے رسالہ خدا وند وید میں ملتی ہے۔

❷ اس کی تفصیل ہمارے رسالہ خدا وند وید میں ہے۔

حکم مسلمانوں اور عیسائیوں کا مذہب یہ نہیں کہ الہام دنیا کے شروع ہی میں ہو گا تو صحیح و درست غلط۔ بلکہ اصل یہ ہے کہ خدا کی طرف سے ایک مضمون کا بغیر کسب کے دل میں ڈالا جانا الہام ہے کسی مصنف کے دل میں کسی مضمون کا آجانا بھی گو ایک معنی سے الہام ہے مگر یہاں پر جس الہام سے بحث ہے۔ وہ یہ نہیں۔ بلکہ وہ مراد ہے جو کسی مشق یا فکر کا نتیجہ نہ ہو بلکہ محض القاء الہی سے ہو تو وہ وہ مضمون اس الہام سے پہلے تمام لوگوں کو معلوم ہو یا نہ ہو۔ خواہ دنیا کے شروع میں ہو یا وسط میں یا اخیر میں ہو۔ کیونکہ اس بات سے کوئی دلیل مانع نہیں کہ ایک کتاب یا ایک مضمون جو پہلے کسی نبی کو الہام ہوا تھا۔ اس کے بعد بھی کسی نبی کو الہام ہو جائے۔ اس کی مثال ایسی سمجھ کہ کسی شخص کو امتحان پاس ہونے کی خبر کسی ذریعہ سے بغیر سرکاری گزٹ کے پہنچ گئی مگر اس سے بعد اسے سرکاری گزٹ میں بھی اطلاع آگئی۔ ٹھیک اسی طرح انبیاء کو کسی سابق نبی کے الہام کے ذریعہ سے کوئی بات معلوم ہو جایا کرتی ہے۔ تاہم نئے سرے سے بھی وہی مضمون الہام ہو کر موجب مزید یقین ہو جائے۔

ٹھیک یہی تمام کتب سابقہ اور قرآن مجید کی مثال ہے۔ مسلمانوں میں جو یہ مشہور ہے کہ توہرات انجیل قرآن سے منسوخ ہیں اس کے بھی یہی معنی ہیں کہ قرآن کے ذریعہ سے مضامین حقہ پہنچ کر گویا رہنمائی کی طرح محفوظ اور مضبوط ہو چکے ہیں۔ ایسے کہ اس سے پہلے نہ تھے۔ کیونکہ ان کے مضمون کے بعد ان کتابوں پر دست تصرف بہت کچھ چھڑا ہوا تھا۔ مگر جو یہ مضمون قرآنی الہام کے ذریعے پہنچے تو اس کی نسبت یہ شبہ بالکل دور ہو گیا اور یہی معنی ہیں قرآن شریف کی آیت کے ﴿انزلنا الذین الکتاب بالحق مضبوطاً لئلا یبدلہ و ھم یمسکنا علیہ﴾ یعنی قرآن پہلی کتابوں کی تصدیق کرتا ہے اور ان پر نگہبان بھی ہے کہ لوگوں کی دست درازیوں سے اصلی مضامین کو الٹ کر نہ آئے اور ساتھ ساتھ انھوں میں کتاب ہے۔ ﴿یا اھل الکتاب لا تغلو﴾ یعنی دینکم غیر الحق الایہ یعنی اسے کتاب والو! اپنے دین میں ناحق کی زیادتی نہ کرو اور خدا کی نسبت جتنی بات کہنا کر دو۔ یہ مت کہو کہ مسیح خدا کا بیٹا یا خدا ہے!

پس ہم اللہ سے پتے۔ ہم اللہ کا ترجمہ دنیا میں موجود ہونا اس کے الہامی ہونے کے برخلاف نہیں۔ مگر جب پیغمبر علیہ السلام کو یہ مضمون خدا کی طرف سے القاء ہوا تو الہامی

ہو گیا۔

شکر ہے کہ جو یہ معتر ہم نے شروع جواب میں نقل کئے تھے ان کی نسبت مزید صاحب نے بھی چوتھے اور چھپکے سے خاموش ہو کر پاس سے گزر گئے بلکہ الفاہوشی ہم رضائے اطلاع دی۔

www.only1or3.com

www.onlyoneorthree.com

مزید صاحب نے گوشت خوردگی پر ایک اور اعتراض بھی کیا ہے کہ مفید جانور تو کھا لیتے ہو اور خوشوار و درندوں (شیر چیتا وغیرہ) کو حرام سمجھتے ہو۔

یہ سوال مفید صاحب کا اس وقت مناسب تھا۔ بسبب وہ گوشت خوردگی کو جانور مان لیتے اور انکی تفصیل پر ان کو اعتراض ہوتا، لیکن جس صورت میں وہ مطلق گوشت خوردگی کے منکر ہیں تو پھر اس تفصیل کا پیش کرنا ان کا کیا حق ہے؟ کیا اگر ہم ہر ایک قسم کے جانوروں کو کھالیا کریں تو آپ یہ لوگ ہم سے مطلق ہو جائیں گے ہرگز نہیں۔

چونکہ لالہ صاحب اور ان کے دیگر ہم مشرہوں کے قلم سے یہ سوال پیشہ نکلا کرتا ہے۔ اس لئے مناسب ہے کہ اس کا جواب بھی دے دیا جائے گو ترش ہی کیوں نہ ہو۔

لالہ صاحب! اگر طبی اور ڈاکٹری اصول کو ملحوظ رکھتے تو کبھی یہ اعتراض نہ ہوتا۔ علم طب کی چھوٹی چھوٹی کتابوں میں یہ بات ملتی ہے کہ جو غذا آدمی کھاتا ہے وہ ہر بدن ان کو اپنا اثر کرتی ہے۔ اس طبی تحقیق سے بڑھ کر شرعی تحقیق ہے۔ کیونکہ طب تو صرف جسم کی حفاظت ہے مگر شریعت جسم اور روح دونوں کی حفاظت ہے۔ لیکن ان دونوں حفاظتوں میں روح کی حفاظت اس کی نظر میں مقدم ہے۔ جسم کی حفاظت کے معنی تو سب جانتے ہیں کہ ظاہری تکالیف اور اذیتوں سے محفوظ رکھا جائے۔ روح کی حفاظت کے معنی یہ ہیں کہ اسے بد اخلاقیوں سے بچایا جائے۔ جو اس کے لئے وہ سری زندگی میں موجب تباہی ہوں۔ پس جو چیزیں یا جانور شریعت نے حرام کئے ہیں وہ اسی اصول کے لحاظ سے کئے ہیں۔ ان درندے جانوروں کو تو آپ بھی خوشوار مانتے ہیں۔ جن کے کھانے سے واقعی آدمی پر راسخ تو نیم خوشوار ہو جائے گا۔ کیا آپ بتا سکتے ہیں کہ جو دمی کے مال سے پوری کچھ دمی یا بھائی خرید کی ہوئی کیوں حرام ہے۔ بظاہر ہسانی نقصان تو اس میں کوئی نظر نہیں آتا مگر چونکہ وہ سری زندگی میں اس کا نقصان ظاہر ہو گا اس لئے حرام ہے۔ پس اسی طرح

تمام محرمات شرع کو سمجھنے کہ ہو چیز انسان کی دوسری زندگی یا اسی زندگی میں اس کے اخلاق پر برا اثر کرتی ہو۔ اس کو شریعت نے حرام کیا۔

آپ لوگ اخلاقی اثر کی تفصیل سے واقف نہ ہونگے۔ اخلاقی اثر کبھی تو یہ ہوتا ہے کہ اس کام کے کرتے وقت آدمی کوئی نامناسب حرکت کر گزرتا ہے، جیسا شرابی حالت مستی میں تاجان حرکات کیا کرتا ہے۔ ایک اخلاقی اثر یہ ہوتا ہے کہ اس کام کے کرنے سے یا اس چیز کے کھانے سے آئندہ گو اس کی لہجہ پر برا اثر پڑتا ہے کہ نیک کاموں کی طرف اس کی طبیعت نہیں جھکتی۔ پھر اگر وہ اس کا جلدی سے علاج نہ کرے تو آہستہ آہستہ اسکی طبیعت یہاں تک پہنچ جاتی ہے کہ بالکل مسلول یا بد توقع کی طرح لا علاج ہو جاتا ہے۔ پھر اسے کسی نیک کام میں توفیق نہیں ملتی۔ قرآن مجید سے اس وجہ سے لاشعور چاہو تو ہر ایک سورت اور پیارے سے مل سکتا ہے۔ ایک ہی آیت سنو۔ فَلَمَّا ذَاقُوا كُرْشًا شَدِيدًا لِّلْذَنبِ قَالُوا سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ (یعنی جب وہ لوگ نیز سے ہوئے تو اللہ نے ان کے دلوں کو نیز حاکم دیا) اور اگر اپنے سوا کسی نبی کے کلام سے سند چاہو تو سنو! سوا کسی نبی کو وہ دھول کے حق میں کیا لکھتے ہیں۔ فرماتے ہیں۔

انہوں نے وہ صحت والو اسے جس درجہ اپنی بدعت میں ترقی کی ہے جس کی نظیر ان کے سوا کسی دوسری ہوتی نہیں ملتی۔ چھین تو یہی ہے کہ وہ اور ایثار کی طاقت کرنا ان کو یہی نتیجہ ملا ہے (ستیا رتھ سلسلہ ۵۳۱ شمار ۱۲ نمبر ۱۱)

اس عبارت سے صاف معلوم ہوا کہ ایک گناہ دوسرے گناہ کا سبب ہو جاتا ہے جس جس درجہ میں کوئی فساد روحانی طور پر برا اثر کرنے والی ہوتی ہے۔ اسی انداز سے شریعت میں منع ہوتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ شریعت اسلام میں بعض چیزیں حرام ہیں اور بعض کسی قدر کم جن کو مکروہ کہتے ہیں۔

دردے جانوروں کی حرمت بھی اسی اصول پر مبنی ہے۔ فرض یہ ایک اصول ہے کہ تمام جزئیات اسی سے مقرر ہیں۔

ہاں! اس بات کی تلخیص کرنا کہ کوئی چیز بد اخلاقی اور روحانی زندگی میں برا اثر پیدا کرنے والی ہے اور کوئی چیز نہیں۔ ہر ایک کا کام نہیں بلکہ الہامیوں کا منصب ہے۔ جس سے آپ کو بھی انکار نہ ہو گا۔ کیونکہ الہام کی ضرورت تو آپ لوگ بھی مانتے ہیں بلکہ آپ

خود اپنے آپ کو اپنی کتاب جانتے ہیں۔ اسی اصول سے نبوت کی ضرورت معلوم ہوتی ہے۔ آگے پڑئے!

(۲) ترجمہ سب تعریف واسطے اللہ کے جو پروردگار عالموں کا بخشش کرنے والا
فرمان ہے۔ (سورہ فاتحہ: آیت ۳۰۲)

(۲) **محقق :** اگر قرآن کا خدا دنیا کا پروردگار ہوتا اور سب پر رحم اور بخشش کیا کرتا تو دوسرے مذہب والوں اور جیہ اناٹ وغیرہ کو بھی مسلمانوں کے ہاتھ سے قتل کرانے کا حکم نہ دیتا۔ اگر معاف کرنے والا ہے تو کیا انگاروں پر بھی رحم کریگا اور اگر کریگا تو آگے ذکر آئیگا کہ "کافروں کو قتل کرو۔" یعنی جو قرآن اور پیغمبر کو نہ مانیں وہ کافر ہیں۔ ایسا کیوں کہتا؟ اس لئے قرآن خدا کا کلام ثابت نہیں ہوتا۔

(۳) **مدقق :** اس فقرہ میں محقق جی نے جہاد کی طرف اشارہ کیا ہے اور حسب عادت شریفہ آگے بھی کئی ایک مواقع پر اشارہ کریں گے۔ اس لئے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ جہاد کی تحقیق دید اور قرآن سے اسی جگہ کر دی جائے اور آئندہ مواقع پر اسی جگہ کے حوالہ پر قناعت ہو۔ واضح رہے کہ دید اور دید کے علاوہ منہ سرتی کو غیرہ میں جن کو سوامی جی قابل سند اور معتبر مانتے ہیں جہاد کے متعلق مختلف قسم کی بدایتیں ہیں۔

وہ کی پہلی بدایت اسلحہ جنگ کی درستی کے متعلق ہے جو رنگیہ منڈل اول سکت ۲۶ منتر ۲ میں مرقوم ہے۔

"اے فرمانبردار لوگو! تمہارے اسلحہ آتھیں وغیرہ از قسم توپ و تفنگ تیرہ تو اور وغیرہ شتر خانوں کو مغلوب کرنے اور ان کو روکنے کے لئے قابل تعریف اور با احکام ہوں۔ تمہاری فوج مستوجب توصیف ہو۔ تاکہ تم ہمیشہ غلبہ پاؤ گے رہو۔"

میں اس محافظہ کائنات صاحب جاہ و جلال ایک مقام پر دعا یوں مرقوم ہے :

نمائت زور آور اور قاتل کل تمام کائنات کے راہہ قادر مطلق اور سب کو قوت عطا کرنے والے پریشور کو جس کے آگے تمام زیر دست بہادر سر اطاعت قلم کرتے ہیں اور جو انصاف سے مخلوقات کی حفاظت کرنے

والا اندر ہے۔

ہر جنگ میں فتح پانے کیلئے مدد کرنا ہوں اور پناہ لیتا ہوں

(بحر وید ادھیاء ۲۰ منتر ۱۵)

ایک جگہ : پریشور فرما رہا ہے۔

"اے انسان! تمہارے آئیہ و بیٹی تو پ بندوق ① وغیرہ آتش گیر اسلحہ اور تیر و کمان، تلواریں وغیرہ ہتھیار میری عنایت سے مضبوط اور فتح نصیب ہوں۔ بد کردار دشمنوں کی شکست اور تمہاری فتح ہو۔ تم مضبوط اور طاقتور اور کار فرمایاں کرنے والے ہو تم دشمنوں کی فوج کو ہزیمت دیکر انہیں روگردان و پسپا کرو۔ تمہاری فوج جوار و کار گزار اور نامی گرامی ہو تاکہ تمہاری مالکیت حکومت روئے زمین پر قائم ہو اور تمہارا حریف ناہیار (ایسی جنگی آنا تلواریں میان کن) شکست یاب ہو اور نیچا دیکھے۔ (جیسا مادی کمور غزنوی مرحوم اور محمد غوری مغفور نے ایجاد کیا؟)

(رگ وید اسٹک اول ادھیاء کے ۳ ورگ ۱۸ منتر ۲)

ایک جگہ : پرمان ہے۔

اے دشمنوں کے مار لیوالے اصول جنگ میں ماہر ہے خوف و ہراس پر جادو جانی عزیز و اور ہو انہو کو تم سب روٹا کے لوگوں کو خوش رکھو پریشور کے حکم پر چلو اور یہ فرجام دشمن کو اب تمہارا راج آتی کیسکی؟ شکست دینے کیلئے لڑائی کا سراں انجام کرو۔ تم نے پہلے میدانوں میں دشمنوں کی فوج کو ہیتا ہے۔ تم نے جو اس کو مغلوب اور روئے زمین کو فتح کیا ہے تم رو میں تن اور فدا و بازو ہو اپنے زور شجاعت سے دشمنوں کو تھک کر و تاکہ تمہارے زور بازو اور ایثار کے لطف و کرم سے ہماری فتح ہو۔"

(اتھرو وید کا ۱۰۶، ۱۰۷ اور ۱۰۸ ورگ ۴۵ منتر ۳)

منوجی : کیا پرمان یہ ہے ۔

”جب راجا یاور راہا کوئی اپنے سے بھلا خواہے اور خواہے جنگ کے لئے طلب کرے تو کشتیوں کے دھرم کو یاد کر کے میدان جنگ میں جانے سے ہرگز پہلہ صی نہ کرے لگ بوی جو شکاری کے ساتھ ان سے جنگ کرے۔ جس سے اپنی سگائی ہو۔“
(۱۷۰-۱۸۵ ستیارتھ ص ۶ نمبر ۱۲۹)

ایک جگہ : حکم ہے ۔

”کسی وقت مناسب سمجھے تو حق کو چاروں طرف سے محاصرہ کر کے روک رکھے اور اس کے کہ کو تکلیف پہنچا کر چارہ ۛ خوراک پانی اور تیزم کو تلف اور خراب کر دے۔“ (۱۷۰-۱۸۵ ستیارتھ پر کاش ص ۶ نمبر ۱۵۳)

ایک جگہ : پرمان ہے ۔

”مطلب براری کے لئے مناسب یا غیر مناسب وقت میں دشمن کے ساتھ نہ اپنا کسی دوست کا فطادار ہو لڑنا پنا پچھ اسی اور قسم کی بنا پر جنگ کرنی کا ہے۔“
(منوجی ۱۷۰-۱۸۵)

مندرجہ ستیارتھ پر کاش صفحہ ۲۰۵ ص ۶ نمبر ۳۶

کیا اتنے حوالجات کے بعد بھی تحقیقی اور ان کے چلے جہاد کو منہ پر لاویں گے اور کہیں گے کہ ”اگر قرآن کا خدا دنیا کا پروردگار ہو گا اور سب پر بخشش اور رحم کیا کرے تو دوسرے مذہب والوں اور حیوانات وغیرہ کو مسلمانوں کے ہاتھ سے قتل کرنے کا حکم نہ دیتا۔“ ۛ

ناظرین ! یہ ہے سوامی جی کا انصاف اور یہ ہے انکی ایمانداری اور پھر لیڈر قوم

اللہ سے ایسے حسن پہ یہ بے نیازیوں بندہ نواز آپ کسی کے خدا نہیں بنارے ان ویدک حوالجات سے جہاں جہاد کا مسئلہ حل ہو گیا۔ وید کی تداست اور ابتدا سے لے لیا ہے ہو نا بھی باطل ہو۔ ناظرین بغور دیکھیں !

ۛ مدارج مہتمما کا کیا کما جی

ۛ اس مسئلہ میں اگر ایک درجہ مستقل ہے جس کا سر جہاد ہے

اب تحقیقی جواب سنے! قرآن میں کہیں مذکور نہیں کہ کافروں کو ان کے کفری وجہ سے مار دیا اور قتل کرو۔ بلکہ صاف ارشاد ہے قَاتِلُوا الَّذِينَ يَبَايِعُونَكُمْ وَلَا تَعْتَذِرُوا ۚ اللَّهُ لَا يُبْغِیُ الْمُشْكَدِیْنَ "جو تم سے لڑیں تم ان سے لڑو اور لڑنے میں زیادتی مت کرو۔ بیشک اللہ زیادتی کرنے والوں سے محبت نہیں کرے۔"

سوامی جی! اگر کافروں کو کفری وجہ سے مارنے کا حکم ہو تا تو کافروں کو رحمت بنا کر کیوں رکھا جاتا۔ یہ مسئلہ ہماری تصانیف کے متعدد مواقع میں منسلک مذکور ہے۔ آگے بھی سوامی جی کو جن جن آیات میں شبہ ہو گا۔ دُور کیا جائے گا۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

ناظرین! محقق جی کا انصاف دیکھئے کہ یہ آیت (الحمد للہ آخر تک) ایسی مستفہ پاکیزہ تعلیم سے بھری ہوئی ہے مگر محقق جی کو بالائی بھی حلق سے نہیں اتری کیوں نہ ہو۔ مسلمانوں کے ہاتھ سے چھوٹ ہے۔

موید جی! ہے یہ تو نہ ہو سکا کہ ان ویدک حوالجات سے انکار کرتے یا ہمارے تحقیقی جواب ہی کو دیکھتے۔ بحث سے یہ لکھ مارا کہ۔

آپ نے جس قدر متغیض کئے ہیں۔ ان میں سے کسی ایک میں بھی یہ ہدایت نہیں کہ تم آپ نہ سب پھیلائے گی خاطر اوروں سے لادیا ان کو قتل کرو وہاں تو سیاست مدنی کے متعلق عدل و انصاف کی بناء ملی ہے بلا تمیز رنگ و قوم مذہب و ملت تمام انسانوں کیلئے یکساں مائیکر ہدایتیں ہیں۔ جن کا کسی خاص قوم یا مذہب سے ذرا بھر تعلق نہیں۔ ہاں یہی ① مضمون قرآن میں درج ہے۔ جس پر ہمارا اعتراض ہے اور تمہاری چون و چرا کر ناظفا۔ (آر یہ مسافر بابت ستمبر ۱۹۰۲ء)

موید صاحب اگر انصاف سے ہمارے تحقیقی جوابات کو دیکھتے تو یہ فکر نہ نہ لائے کہ قرآن میں مذہب پھیلائے کیلئے جہاد ہے اور وہ جس ملک گیری اور سیاست کیلئے۔ ہم منتظر تھے کہ لالہ صاحب قرآن سے دعویٰ ثابت دیں گے۔ مگر انتہائی انتظار رہا موید صاحب لیجئے! ہم اور بھی واضح لفظوں میں لکھتے ہیں کہ قرآن شریف ایمان بالغیر کو کن لفظوں میں ناپسند کرتا ہے۔ غور سے سنو!

اَقَالَتْ لَنَكْرِهَ الشَّامِ حَتَّى يَكُونُوا مُؤْمِنِينَ" کیا تو اسے رسول لوگوں کو مجبور کر چکا کہ وہ مسلمان ہو جائیں۔ یعنی ایسا کرنا کسی طرح جائز نہیں۔ "علاوہ اس کے یہ بھی غلط ہے کہ وید کے منتر ہی لڑائی کے لئے نہیں بلکہ سیاست مدنی کے لئے ہیں۔ کیونکہ ان منتروں میں جن لوگوں کو خطاب ہے۔ یعنی جن لوگوں کی سلطنت تمام دنیا پر قائم کرنے کی خواہش کی گئی ہے۔ وہ کون لوگ ہیں یا تو وہ جو ویدک مذہب کے پابند ہو گئے یا کوئی بھی ہوں جو اس وقت دنیا میں حاکم تھے خواہ بت پرست ہوں یا صلیب پرست۔ مسلمان ہوں یا یہودی لیکن الہامی اور مذہبی کتابوں سے یہ مطلب کو سوں دور بلکہ بعید اور ناممکن ہے کہ ایسے احکام ان لوگوں کیلئے جاری کرے جو اس کتاب کے بیرون ہوں بلکہ ایسے احکام انہی لوگوں کے لئے ہوتے ہیں جو اس کتاب کے پابند ہوتے ہیں۔ پس ان معنی کو ملحوظ رکھ کر ویدک منتروں کو بغور دیکھیں کہ یہ نکر ویدک و حرم کی سلطنت اور اشاعت تمام ملک میں کرنے کی ہدایت ہے۔

بھلا اگر دو ملکوں مثلاً پنجاب اور بنگال میں ویدک و حرم کے پیرو رہتے ہیں اور ان میں اگر کسی بات پر بگاڑ ہو جائے تو دونوں قومیں ان منتروں کو پڑھ پڑھ کر ایک دوسرے پر حملہ آور ہو گئی، اور مویہ صاحب کی شرح پیش کریں گی؟ کہ یہ منتر سیاست ملکی سے متعلق ہیں بنگالی کہیں گے کہ پنجابی ہمارے خلاف فساد پھیلانے میں کوشش کرتے ہیں اور پنجابی کہیں گے کہ بنگالی ایسا کرتے ہیں۔ جس طرح ہو سکے ہم ان کو ذرا پرکھتے رہیں گے۔ کیونکہ وید مقدس میں ایثار نے ہمارے ہی سلطنت کو دنیا پر قائم کیا ہے۔

کچھ شک نہیں کہ ایسے موقع کے لئے نہ تو مویہ صاحب اور نہ سوامی جی ان منتروں کا تعلق بتا دیئے پھر بتا دیئے یہ منتر ہی لڑائی سے متعلق نہ ہوئے تو کس سے ہوئے ہاں ایک بات میں قرآن شریف کا واقعی قصور ہے کہ اس نے برخلاف تمام قوموں اور سلطنتوں کے دنیا کو صلح سے رہنے کی ایک نرالی تجویز تقاضی ہے تمام قوموں اور سلطنتوں میں یہ دستور ہے کہ جب تک فریق مقابلہ سر تسلیم خم نہ کرے یعنی تابع فرمان نہ ہو۔ لڑائی موقوف نہیں کرتے خواہ ہم قوم ہو یا ہم مذہب۔ اگر بڑوں اور یوتروں پر جبریہ و فرانس وغیرہ کی لڑائیاں حتمیاً موجود ہیں اسلام اور قرآن نے یہ تجویز تو منظور کی۔ چنانچہ ارشاد

ہے۔ (وَالَّذِينَ جَاءُوا بِلِسْلَمٍ فَأَخِيخَ لَهَاوِ تَوَكَّلْ عَلَى اللَّهِ) اگر کافر صلح چاہیں تو تم بھی صلح پسند کرو اور اللہ پر بھروسہ کرو اس کے علاوہ دوسرا طریق بھی بتلایا جس کا ہم اس موقع پر ذکر کرنے کو ہیں۔ جس سے اکثر مخالفین کو غلط فہمی ہوئی ہے۔ وہ یہ ہے کہ اگر فریق مخالف مسلمان ہو جائیں تو جنگ کا خاتمہ ہے۔ غور سے سنو! فَإِنِ تَانُوا وَأَقَامُوا الصَّلَاةَ وَآتَوُا الزَّكَاةَ فَخَلُّوا سَبِيلَهُمْ (یعنی اگر کفار مسلمان ہو کر اسلامی احکام کے پابند ہو جائیں تو ان کا تعرض چھوڑ دو)۔

یہی آیت ہے جس سے بے سوچے سمجھے مخالفین کو شبہ ہوتا ہے کہ اسلامی جنگیں لوگوں کو جبراً مسلمان بنانے کے لئے تھیں مگر حقیقت الامر اس کے خلاف ہے یہ تو قرآن شریف کا احسان عام اور ایک جدید طریق ہے صلح جوئی کا جو آج تک کسی مذہب قوم کو نصیب نہیں ہوا کہ فریق مقابل کے ہم مذہب ہونے پر جنگ کا خاتمہ کیا جائے کیا ۱۹۰۰ء کی انگریزوں اور پورٹوں کی جنگ کو ذرا بھول گئی ہے کہ جب تک انگریزوں نے ملک کو زیرِ تلمیں نہیں کر لیا نہیں چھوڑا۔ خواہ وہ ہزار دفعہ مسیح اور صلیب کو جھونکرتے رہے۔ ہاں قرآن شریف یہی الامر اس صورت میں عائد ہو سکتا تھا کہ صرف یہی ایک طریق صلح اور خاتمہ جنگ کا ہو تا لیکن جس صورت میں اس طریق کے علاوہ دوسرا طریق بھی موجود ہے کہ مقابل پیشک اپنے مذہب بلکہ ہمت پرستی پر بھی تے رہیں مگر صلح کی درخواست کریں (یہ بھی شرط نہیں کہ وہ اسلامی خلیفہ کو شہنشاہ منظور کریں) تو فوراً لڑائی بند کی جائے گی جنگ ثبوت اور بیان ہو چکا۔ اب فریق مقابل کو اختیار ہے کہ وہ جس میں اپنا فائدہ سمجھے اختیار کرے لیکن اسلام اور خلیفہ اسلام کی طرف سے اس پر جبر نہ ہو گا کہ وہ مسلمان ہی ہوں تو جنگ ختم ہوگی۔ نہیں بلکہ درخواست صلح پر آزاد وار میت بن کر بھی صلح کر سکتے ہیں۔ مگر شر و فساد سے نہیں غور سے پڑھو!

فَانْلَوْهُمَ حَتَّى لَا يَكُونُ فِتْنَةً (لڑو ان سے جب تک فتنہ فرو ہو جائے)
مختصر یہ کہ مذہب قوموں میں صلح کا ایک ہی طریق ہے۔ مگر قرآن مجید میں دو طریق ہیں اور یہی قرآن کی بڑی عزت ہے۔ اس لئے قرآن بڑا نال حال کہتا ہے۔
مجھ میں اک عیب ہے کہ وہ قادر ہیں میں ان میں دو صف ہیں جو خوبی ہیں خود کام بھی ہیں

(۳) ترجمہ : خداوندون انصاف کا۔ تجھ ہی کی عبادت کرتے ہیں ہم اور تجھ ہی سے مدد چاہتے ہیں ہم۔ دکھا، منکوراہ سید علامہ آیت ۱۵۴

(۳) محقق : کیا خدا ایسا انصاف نہیں کرتا۔ کسی خاص انصاف کرتا ہے تو امداد کی بات ہے۔ اسی کی عبادت کرتا اور

اسی سے مدد چاہتا ہے تو ٹھیک ہے لیکن کیا یہی بات میں مدد کا چاہنا درست ہے اور سید صاحب راستہ کیا صرف مسلمانوں ہی کا ہے یا دوسروں کا بھی۔ سید صاحب راستے کو مسلمان قبول کیوں نہیں کرتے؟ کیا سید صاحب راستہ برائی کی طرف کا تو نہیں چاہتے؟ اگر اچھی باتیں سب کی سب یکساں ہیں تو پھر مسلمانوں میں کچھ خصوصیت نہ رہی اور اگر دوسروں کی اچھی باتیں نہیں مانتے تو متعجب ہیں۔

(۳) مدقق : خدا ہمیشہ انصاف کرتا ہے۔ قرآن کو پڑھو تو معلوم کرو۔ عَمَّا أَصَابَكُمْ مِنْ فَضِيلَةٍ فَبِمَا كُنْتُمْ

کیا سید صاحب ارشاد ہے خاص اس روڈ کو انصاف کا دن اس لئے کہا کہ اس دن کا انصاف سب لوگ چشم خود دیکھیں گے اور کوئی مکتب تکذیب نہ کر سکے گا فَبِمَا كُنْتُمْ الْيَوْمَ حَدِيثًا ۝ کو غور سے پڑھو۔

برے کاموں میں خدا سے مدد مانگنے کا ذکر نہیں یہ تو آپ کی سمجھ کا پھیر ہے۔ بلکہ نیک کاموں میں خدا سے مدد مانگی گئی ہے، چنانچہ اس جگہ عبادت کا قرینہ بھی موجود ہے۔ ہاں سوائی نبی و پیر بھگوان کی طرح چاہتے ہو گئے کہ آسمانی خواہشوں کے (وہ بھی ایسی کہ محالات سے ہوں) پورا ہونے کی دعا کیوں نہیں سکھائی گئی؟ وہ ستر

اے بھوان! آپ کی عنایت سے ہماری تمام خواہشیں پوری یا چھری ہوں یعنی ہماری تسخیر عالم اور اقبال و شہرت حاصل ہونے کی خواہشیں با مراد بے اثر نہ ہو۔ ۱۰ (پیر و پادھیائے ۲ منتر ۱۰)

۱۰۔ ۱۱۔ ۱۲۔ ۱۳۔ ۱۴۔ ۱۵۔ ۱۶۔ ۱۷۔ ۱۸۔ ۱۹۔ ۲۰۔ ۲۱۔ ۲۲۔ ۲۳۔ ۲۴۔ ۲۵۔ ۲۶۔ ۲۷۔ ۲۸۔ ۲۹۔ ۳۰۔ ۳۱۔ ۳۲۔ ۳۳۔ ۳۴۔ ۳۵۔ ۳۶۔ ۳۷۔ ۳۸۔ ۳۹۔ ۴۰۔ ۴۱۔ ۴۲۔ ۴۳۔ ۴۴۔ ۴۵۔ ۴۶۔ ۴۷۔ ۴۸۔ ۴۹۔ ۵۰۔ ۵۱۔ ۵۲۔ ۵۳۔ ۵۴۔ ۵۵۔ ۵۶۔ ۵۷۔ ۵۸۔ ۵۹۔ ۶۰۔ ۶۱۔ ۶۲۔ ۶۳۔ ۶۴۔ ۶۵۔ ۶۶۔ ۶۷۔ ۶۸۔ ۶۹۔ ۷۰۔ ۷۱۔ ۷۲۔ ۷۳۔ ۷۴۔ ۷۵۔ ۷۶۔ ۷۷۔ ۷۸۔ ۷۹۔ ۸۰۔ ۸۱۔ ۸۲۔ ۸۳۔ ۸۴۔ ۸۵۔ ۸۶۔ ۸۷۔ ۸۸۔ ۸۹۔ ۹۰۔ ۹۱۔ ۹۲۔ ۹۳۔ ۹۴۔ ۹۵۔ ۹۶۔ ۹۷۔ ۹۸۔ ۹۹۔ ۱۰۰۔ ۱۰۱۔ ۱۰۲۔ ۱۰۳۔ ۱۰۴۔ ۱۰۵۔ ۱۰۶۔ ۱۰۷۔ ۱۰۸۔ ۱۰۹۔ ۱۱۰۔ ۱۱۱۔ ۱۱۲۔ ۱۱۳۔ ۱۱۴۔ ۱۱۵۔ ۱۱۶۔ ۱۱۷۔ ۱۱۸۔ ۱۱۹۔ ۱۲۰۔ ۱۲۱۔ ۱۲۲۔ ۱۲۳۔ ۱۲۴۔ ۱۲۵۔ ۱۲۶۔ ۱۲۷۔ ۱۲۸۔ ۱۲۹۔ ۱۳۰۔ ۱۳۱۔ ۱۳۲۔ ۱۳۳۔ ۱۳۴۔ ۱۳۵۔ ۱۳۶۔ ۱۳۷۔ ۱۳۸۔ ۱۳۹۔ ۱۴۰۔ ۱۴۱۔ ۱۴۲۔ ۱۴۳۔ ۱۴۴۔ ۱۴۵۔ ۱۴۶۔ ۱۴۷۔ ۱۴۸۔ ۱۴۹۔ ۱۵۰۔ ۱۵۱۔ ۱۵۲۔ ۱۵۳۔ ۱۵۴۔ ۱۵۵۔ ۱۵۶۔ ۱۵۷۔ ۱۵۸۔ ۱۵۹۔ ۱۶۰۔ ۱۶۱۔ ۱۶۲۔ ۱۶۳۔ ۱۶۴۔ ۱۶۵۔ ۱۶۶۔ ۱۶۷۔ ۱۶۸۔ ۱۶۹۔ ۱۷۰۔ ۱۷۱۔ ۱۷۲۔ ۱۷۳۔ ۱۷۴۔ ۱۷۵۔ ۱۷۶۔ ۱۷۷۔ ۱۷۸۔ ۱۷۹۔ ۱۸۰۔ ۱۸۱۔ ۱۸۲۔ ۱۸۳۔ ۱۸۴۔ ۱۸۵۔ ۱۸۶۔ ۱۸۷۔ ۱۸۸۔ ۱۸۹۔ ۱۹۰۔ ۱۹۱۔ ۱۹۲۔ ۱۹۳۔ ۱۹۴۔ ۱۹۵۔ ۱۹۶۔ ۱۹۷۔ ۱۹۸۔ ۱۹۹۔ ۲۰۰۔ ۲۰۱۔ ۲۰۲۔ ۲۰۳۔ ۲۰۴۔ ۲۰۵۔ ۲۰۶۔ ۲۰۷۔ ۲۰۸۔ ۲۰۹۔ ۲۱۰۔ ۲۱۱۔ ۲۱۲۔ ۲۱۳۔ ۲۱۴۔ ۲۱۵۔ ۲۱۶۔ ۲۱۷۔ ۲۱۸۔ ۲۱۹۔ ۲۲۰۔ ۲۲۱۔ ۲۲۲۔ ۲۲۳۔ ۲۲۴۔ ۲۲۵۔ ۲۲۶۔ ۲۲۷۔ ۲۲۸۔ ۲۲۹۔ ۲۳۰۔ ۲۳۱۔ ۲۳۲۔ ۲۳۳۔ ۲۳۴۔ ۲۳۵۔ ۲۳۶۔ ۲۳۷۔ ۲۳۸۔ ۲۳۹۔ ۲۴۰۔ ۲۴۱۔ ۲۴۲۔ ۲۴۳۔ ۲۴۴۔ ۲۴۵۔ ۲۴۶۔ ۲۴۷۔ ۲۴۸۔ ۲۴۹۔ ۲۵۰۔ ۲۵۱۔ ۲۵۲۔ ۲۵۳۔ ۲۵۴۔ ۲۵۵۔ ۲۵۶۔ ۲۵۷۔ ۲۵۸۔ ۲۵۹۔ ۲۶۰۔ ۲۶۱۔ ۲۶۲۔ ۲۶۳۔ ۲۶۴۔ ۲۶۵۔ ۲۶۶۔ ۲۶۷۔ ۲۶۸۔ ۲۶۹۔ ۲۷۰۔ ۲۷۱۔ ۲۷۲۔ ۲۷۳۔ ۲۷۴۔ ۲۷۵۔ ۲۷۶۔ ۲۷۷۔ ۲۷۸۔ ۲۷۹۔ ۲۸۰۔ ۲۸۱۔ ۲۸۲۔ ۲۸۳۔ ۲۸۴۔ ۲۸۵۔ ۲۸۶۔ ۲۸۷۔ ۲۸۸۔ ۲۸۹۔ ۲۹۰۔ ۲۹۱۔ ۲۹۲۔ ۲۹۳۔ ۲۹۴۔ ۲۹۵۔ ۲۹۶۔ ۲۹۷۔ ۲۹۸۔ ۲۹۹۔ ۳۰۰۔ ۳۰۱۔ ۳۰۲۔ ۳۰۳۔ ۳۰۴۔ ۳۰۵۔ ۳۰۶۔ ۳۰۷۔ ۳۰۸۔ ۳۰۹۔ ۳۱۰۔ ۳۱۱۔ ۳۱۲۔ ۳۱۳۔ ۳۱۴۔ ۳۱۵۔ ۳۱۶۔ ۳۱۷۔ ۳۱۸۔ ۳۱۹۔ ۳۲۰۔ ۳۲۱۔ ۳۲۲۔ ۳۲۳۔ ۳۲۴۔ ۳۲۵۔ ۳۲۶۔ ۳۲۷۔ ۳۲۸۔ ۳۲۹۔ ۳۳۰۔ ۳۳۱۔ ۳۳۲۔ ۳۳۳۔ ۳۳۴۔ ۳۳۵۔ ۳۳۶۔ ۳۳۷۔ ۳۳۸۔ ۳۳۹۔ ۳۴۰۔ ۳۴۱۔ ۳۴۲۔ ۳۴۳۔ ۳۴۴۔ ۳۴۵۔ ۳۴۶۔ ۳۴۷۔ ۳۴۸۔ ۳۴۹۔ ۳۵۰۔ ۳۵۱۔ ۳۵۲۔ ۳۵۳۔ ۳۵۴۔ ۳۵۵۔ ۳۵۶۔ ۳۵۷۔ ۳۵۸۔ ۳۵۹۔ ۳۶۰۔ ۳۶۱۔ ۳۶۲۔ ۳۶۳۔ ۳۶۴۔ ۳۶۵۔ ۳۶۶۔ ۳۶۷۔ ۳۶۸۔ ۳۶۹۔ ۳۷۰۔ ۳۷۱۔ ۳۷۲۔ ۳۷۳۔ ۳۷۴۔ ۳۷۵۔ ۳۷۶۔ ۳۷۷۔ ۳۷۸۔ ۳۷۹۔ ۳۸۰۔ ۳۸۱۔ ۳۸۲۔ ۳۸۳۔ ۳۸۴۔ ۳۸۵۔ ۳۸۶۔ ۳۸۷۔ ۳۸۸۔ ۳۸۹۔ ۳۹۰۔ ۳۹۱۔ ۳۹۲۔ ۳۹۳۔ ۳۹۴۔ ۳۹۵۔ ۳۹۶۔ ۳۹۷۔ ۳۹۸۔ ۳۹۹۔ ۴۰۰۔ ۴۰۱۔ ۴۰۲۔ ۴۰۳۔ ۴۰۴۔ ۴۰۵۔ ۴۰۶۔ ۴۰۷۔ ۴۰۸۔ ۴۰۹۔ ۴۱۰۔ ۴۱۱۔ ۴۱۲۔ ۴۱۳۔ ۴۱۴۔ ۴۱۵۔ ۴۱۶۔ ۴۱۷۔ ۴۱۸۔ ۴۱۹۔ ۴۲۰۔ ۴۲۱۔ ۴۲۲۔ ۴۲۳۔ ۴۲۴۔ ۴۲۵۔ ۴۲۶۔ ۴۲۷۔ ۴۲۸۔ ۴۲۹۔ ۴۳۰۔ ۴۳۱۔ ۴۳۲۔ ۴۳۳۔ ۴۳۴۔ ۴۳۵۔ ۴۳۶۔ ۴۳۷۔ ۴۳۸۔ ۴۳۹۔ ۴۴۰۔ ۴۴۱۔ ۴۴۲۔ ۴۴۳۔ ۴۴۴۔ ۴۴۵۔ ۴۴۶۔ ۴۴۷۔ ۴۴۸۔ ۴۴۹۔ ۴۵۰۔ ۴۵۱۔ ۴۵۲۔ ۴۵۳۔ ۴۵۴۔ ۴۵۵۔ ۴۵۶۔ ۴۵۷۔ ۴۵۸۔ ۴۵۹۔ ۴۶۰۔ ۴۶۱۔ ۴۶۲۔ ۴۶۳۔ ۴۶۴۔ ۴۶۵۔ ۴۶۶۔ ۴۶۷۔ ۴۶۸۔ ۴۶۹۔ ۴۷۰۔ ۴۷۱۔ ۴۷۲۔ ۴۷۳۔ ۴۷۴۔ ۴۷۵۔ ۴۷۶۔ ۴۷۷۔ ۴۷۸۔ ۴۷۹۔ ۴۸۰۔ ۴۸۱۔ ۴۸۲۔ ۴۸۳۔ ۴۸۴۔ ۴۸۵۔ ۴۸۶۔ ۴۸۷۔ ۴۸۸۔ ۴۸۹۔ ۴۹۰۔ ۴۹۱۔ ۴۹۲۔ ۴۹۳۔ ۴۹۴۔ ۴۹۵۔ ۴۹۶۔ ۴۹۷۔ ۴۹۸۔ ۴۹۹۔ ۵۰۰۔ ۵۰۱۔ ۵۰۲۔ ۵۰۳۔ ۵۰۴۔ ۵۰۵۔ ۵۰۶۔ ۵۰۷۔ ۵۰۸۔ ۵۰۹۔ ۵۱۰۔ ۵۱۱۔ ۵۱۲۔ ۵۱۳۔ ۵۱۴۔ ۵۱۵۔ ۵۱۶۔ ۵۱۷۔ ۵۱۸۔ ۵۱۹۔ ۵۲۰۔ ۵۲۱۔ ۵۲۲۔ ۵۲۳۔ ۵۲۴۔ ۵۲۵۔ ۵۲۶۔ ۵۲۷۔ ۵۲۸۔ ۵۲۹۔ ۵۳۰۔ ۵۳۱۔ ۵۳۲۔ ۵۳۳۔ ۵۳۴۔ ۵۳۵۔ ۵۳۶۔ ۵۳۷۔ ۵۳۸۔ ۵۳۹۔ ۵۴۰۔ ۵۴۱۔ ۵۴۲۔ ۵۴۳۔ ۵۴۴۔ ۵۴۵۔ ۵۴۶۔ ۵۴۷۔ ۵۴۸۔ ۵۴۹۔ ۵۵۰۔ ۵۵۱۔ ۵۵۲۔ ۵۵۳۔ ۵۵۴۔ ۵۵۵۔ ۵۵۶۔ ۵۵۷۔ ۵۵۸۔ ۵۵۹۔ ۵۶۰۔ ۵۶۱۔ ۵۶۲۔ ۵۶۳۔ ۵۶۴۔ ۵۶۵۔ ۵۶۶۔ ۵۶۷۔ ۵۶۸۔ ۵۶۹۔ ۵۷۰۔ ۵۷۱۔ ۵۷۲۔ ۵۷۳۔ ۵۷۴۔ ۵۷۵۔ ۵۷۶۔ ۵۷۷۔ ۵۷۸۔ ۵۷۹۔ ۵۸۰۔ ۵۸۱۔ ۵۸۲۔ ۵۸۳۔ ۵۸۴۔ ۵۸۵۔ ۵۸۶۔ ۵۸۷۔ ۵۸۸۔ ۵۸۹۔ ۵۹۰۔ ۵۹۱۔ ۵۹۲۔ ۵۹۳۔ ۵۹۴۔ ۵۹۵۔ ۵۹۶۔ ۵۹۷۔ ۵۹۸۔ ۵۹۹۔ ۶۰۰۔ ۶۰۱۔ ۶۰۲۔ ۶۰۳۔ ۶۰۴۔ ۶۰۵۔ ۶۰۶۔ ۶۰۷۔ ۶۰۸۔ ۶۰۹۔ ۶۱۰۔ ۶۱۱۔ ۶۱۲۔ ۶۱۳۔ ۶۱۴۔ ۶۱۵۔ ۶۱۶۔ ۶۱۷۔ ۶۱۸۔ ۶۱۹۔ ۶۲۰۔ ۶۲۱۔ ۶۲۲۔ ۶۲۳۔ ۶۲۴۔ ۶۲۵۔ ۶۲۶۔ ۶۲۷۔ ۶۲۸۔ ۶۲۹۔ ۶۳۰۔ ۶۳۱۔ ۶۳۲۔ ۶۳۳۔ ۶۳۴۔ ۶۳۵۔ ۶۳۶۔ ۶۳۷۔ ۶۳۸۔ ۶۳۹۔ ۶۴۰۔ ۶۴۱۔ ۶۴۲۔ ۶۴۳۔ ۶۴۴۔ ۶۴۵۔ ۶۴۶۔ ۶۴۷۔ ۶۴۸۔ ۶۴۹۔ ۶۵۰۔ ۶۵۱۔ ۶۵۲۔ ۶۵۳۔ ۶۵۴۔ ۶۵۵۔ ۶۵۶۔ ۶۵۷۔ ۶۵۸۔ ۶۵۹۔ ۶۶۰۔ ۶۶۱۔ ۶۶۲۔ ۶۶۳۔ ۶۶۴۔ ۶۶۵۔ ۶۶۶۔ ۶۶۷۔ ۶۶۸۔ ۶۶۹۔ ۶۷۰۔ ۶۷۱۔ ۶۷۲۔ ۶۷۳۔ ۶۷۴۔ ۶۷۵۔ ۶۷۶۔ ۶۷۷۔ ۶۷۸۔ ۶۷۹۔ ۶۸۰۔ ۶۸۱۔ ۶۸۲۔ ۶۸۳۔ ۶۸۴۔ ۶۸۵۔ ۶۸۶۔ ۶۸۷۔ ۶۸۸۔ ۶۸۹۔ ۶۹۰۔ ۶۹۱۔ ۶۹۲۔ ۶۹۳۔ ۶۹۴۔ ۶۹۵۔ ۶۹۶۔ ۶۹۷۔ ۶۹۸۔ ۶۹۹۔ ۷۰۰۔ ۷۰۱۔ ۷۰۲۔ ۷۰۳۔ ۷۰۴۔ ۷۰۵۔ ۷۰۶۔ ۷۰۷۔ ۷۰۸۔ ۷۰۹۔ ۷۱۰۔ ۷۱۱۔ ۷۱۲۔ ۷۱۳۔ ۷۱۴۔ ۷۱۵۔ ۷۱۶۔ ۷۱۷۔ ۷۱۸۔ ۷۱۹۔ ۷۲۰۔ ۷۲۱۔ ۷۲۲۔ ۷۲۳۔ ۷۲۴۔ ۷۲۵۔ ۷۲۶۔ ۷۲۷۔ ۷۲۸۔ ۷۲۹۔ ۷۳۰۔ ۷۳۱۔ ۷۳۲۔ ۷۳۳۔ ۷۳۴۔ ۷۳۵۔ ۷۳۶۔ ۷۳۷۔ ۷۳۸۔ ۷۳۹۔ ۷۴۰۔ ۷۴۱۔ ۷۴۲۔ ۷۴۳۔ ۷۴۴۔ ۷۴۵۔ ۷۴۶۔ ۷۴۷۔ ۷۴۸۔ ۷۴۹۔ ۷۵۰۔ ۷۵۱۔ ۷۵۲۔ ۷۵۳۔ ۷۵۴۔ ۷۵۵۔ ۷۵۶۔ ۷۵۷۔ ۷۵۸۔ ۷۵۹۔ ۷۶۰۔ ۷۶۱۔ ۷۶۲۔ ۷۶۳۔ ۷۶۴۔ ۷۶۵۔ ۷۶۶۔ ۷۶۷۔ ۷۶۸۔ ۷۶۹۔ ۷۷۰۔ ۷۷۱۔ ۷۷۲۔ ۷۷۳۔ ۷۷۴۔ ۷۷۵۔ ۷۷۶۔ ۷۷۷۔ ۷۷۸۔ ۷۷۹۔ ۷۸۰۔ ۷۸۱۔ ۷۸۲۔ ۷۸۳۔ ۷۸۴۔ ۷۸۵۔ ۷۸۶۔ ۷۸۷۔ ۷۸۸۔ ۷۸۹۔ ۷۹۰۔ ۷۹۱۔ ۷۹۲۔ ۷۹۳۔ ۷۹۴۔ ۷۹۵۔ ۷۹۶۔ ۷۹۷۔ ۷۹۸۔ ۷۹۹۔ ۸۰۰۔ ۸۰۱۔ ۸۰۲۔ ۸۰۳۔ ۸۰۴۔ ۸۰۵۔ ۸۰۶۔ ۸۰۷۔ ۸۰۸۔ ۸۰۹۔ ۸۱۰۔ ۸۱۱۔ ۸۱۲۔ ۸۱۳۔ ۸۱۴۔ ۸۱۵۔ ۸۱۶۔ ۸۱۷۔ ۸۱۸۔ ۸۱۹۔ ۸۲۰۔ ۸۲۱۔ ۸۲۲۔ ۸۲۳۔ ۸۲۴۔ ۸۲۵۔ ۸۲۶۔ ۸۲۷۔ ۸۲۸۔ ۸۲۹۔ ۸۳۰۔ ۸۳۱۔ ۸۳۲۔ ۸۳۳۔ ۸۳۴۔ ۸۳۵۔ ۸۳۶۔ ۸۳۷۔ ۸۳۸۔ ۸۳۹۔ ۸۴۰۔ ۸۴۱۔ ۸۴۲۔ ۸۴۳۔ ۸۴۴۔ ۸۴۵۔ ۸۴۶۔ ۸۴۷۔ ۸۴۸۔ ۸۴۹۔ ۸۵۰۔ ۸۵۱۔ ۸۵۲۔ ۸۵۳۔ ۸۵۴۔ ۸۵۵۔ ۸۵۶۔ ۸۵۷۔ ۸۵۸۔ ۸۵۹۔ ۸۶۰۔ ۸۶۱۔ ۸۶۲۔ ۸۶۳۔ ۸۶۴۔ ۸۶۵۔ ۸۶۶۔ ۸۶۷۔ ۸۶۸۔ ۸۶۹۔ ۸۷۰۔ ۸۷۱۔ ۸۷۲۔ ۸۷۳۔ ۸۷۴۔ ۸۷۵۔ ۸۷۶۔ ۸۷۷۔ ۸۷۸۔ ۸۷۹۔ ۸۸۰۔ ۸۸۱۔ ۸۸۲۔ ۸۸۳۔ ۸۸۴۔ ۸۸۵۔ ۸۸۶۔ ۸۸۷۔ ۸۸۸۔ ۸۸۹۔ ۸۹۰۔ ۸۹۱۔ ۸۹۲۔ ۸۹۳۔ ۸۹۴۔ ۸۹۵۔ ۸۹۶۔ ۸۹۷۔ ۸۹۸۔ ۸۹۹۔ ۹۰۰۔ ۹۰۱۔ ۹۰۲۔ ۹۰۳۔ ۹۰۴۔ ۹۰۵۔ ۹۰۶۔ ۹۰۷۔ ۹۰۸۔ ۹۰۹۔ ۹۱۰۔ ۹۱۱۔ ۹۱۲۔ ۹۱۳۔ ۹۱۴۔ ۹۱۵۔ ۹۱۶۔ ۹۱۷۔ ۹۱۸۔ ۹۱۹۔ ۹۲۰۔ ۹۲۱۔ ۹۲۲۔ ۹۲۳۔ ۹۲۴۔ ۹۲۵۔ ۹۲۶۔ ۹۲۷۔ ۹۲۸۔ ۹۲۹۔ ۹۳۰۔ ۹۳۱۔ ۹۳۲۔ ۹۳۳۔ ۹۳۴۔ ۹۳۵۔ ۹۳۶۔ ۹۳۷۔ ۹۳۸۔ ۹۳۹۔ ۹۴۰۔ ۹۴۱۔ ۹۴۲۔ ۹۴۳۔ ۹۴۴۔ ۹۴۵۔ ۹۴۶۔ ۹۴۷۔ ۹۴۸۔ ۹۴۹۔ ۹۵۰۔ ۹۵۱۔ ۹۵۲۔ ۹۵۳۔ ۹۵۴۔ ۹۵۵۔ ۹۵۶۔ ۹۵۷۔ ۹۵۸۔ ۹۵۹۔ ۹۶۰۔ ۹۶۱۔ ۹۶۲۔ ۹۶۳۔ ۹۶۴۔ ۹۶۵۔ ۹۶۶۔ ۹۶۷۔ ۹۶۸۔ ۹۶۹۔ ۹۷۰۔ ۹۷۱۔ ۹۷۲۔ ۹۷۳۔ ۹۷۴۔ ۹۷۵۔ ۹۷۶۔ ۹۷۷۔ ۹۷۸۔ ۹۷۹۔ ۹۸۰۔ ۹۸۱۔ ۹۸۲۔ ۹۸۳۔ ۹۸۴۔ ۹۸۵۔ ۹۸۶۔ ۹۸۷۔ ۹۸۸۔ ۹۸۹۔ ۹۹۰۔ ۹۹۱۔ ۹۹۲۔ ۹۹۳۔ ۹۹۴۔ ۹۹۵۔ ۹۹۶۔ ۹۹۷۔ ۹۹۸۔ ۹۹۹۔ ۱۰۰۰۔ ۱۰۰۱۔ ۱۰۰۲۔ ۱۰۰۳۔ ۱۰۰۴۔ ۱۰۰۵۔ ۱۰۰۶۔ ۱۰۰۷۔ ۱۰۰۸۔ ۱۰۰۹۔ ۱۰۱۰۔ ۱۰۱۱۔ ۱۰۱۲۔ ۱۰۱۳۔ ۱۰۱۴۔ ۱۰۱۵۔ ۱۰۱۶۔ ۱۰۱۷۔ ۱۰۱۸۔ ۱۰۱۹۔ ۱۰۲۰۔ ۱۰۲۱۔ ۱۰۲۲۔ ۱۰۲۳۔ ۱۰۲۴۔ ۱۰۲۵۔ ۱۰۲۶۔ ۱۰۲۷۔ ۱۰۲۸۔ ۱۰۲۹۔ ۱۰۳۰۔ ۱۰۳۱۔ ۱۰۳۲۔ ۱۰۳۳۔ ۱۰۳۴۔ ۱۰۳۵۔ ۱۰۳۶۔ ۱۰۳۷۔ ۱۰۳۸۔ ۱۰۳۹۔ ۱۰۴۰۔ ۱۰۴۱۔ ۱۰۴۲۔ ۱۰۴۳۔ ۱۰۴۴۔ ۱۰۴۵۔ ۱۰۴۶۔ ۱۰۴۷۔ ۱۰۴۸۔ ۱۰۴۹۔ ۱۰۵۰۔ ۱۰۵۱۔ ۱۰۵۲۔ ۱۰۵۳۔ ۱۰۵۴۔ ۱۰۵۵۔ ۱۰۵۶۔ ۱۰۵۷۔ ۱۰۵۸۔ ۱۰۵۹۔ ۱۰۶۰۔ ۱۰۶۱۔ ۱۰۶۲۔ ۱۰۶۳۔ ۱۰۶۴۔ ۱۰۶۵۔ ۱۰۶۶۔ ۱۰۶۷۔ ۱۰۶۸۔ ۱۰۶۹۔ ۱۰۷۰۔ ۱۰۷۱۔ ۱۰۷۲۔ ۱۰۷۳۔ ۱۰۷۴۔ ۱۰۷۵۔ ۱۰۷۶۔ ۱۰۷۷۔ ۱۰۷۸۔ ۱۰۷۹۔ ۱۰۸۰۔ ۱۰۸۱۔ ۱۰۸۲۔ ۱۰۸۳۔ ۱۰۸۴۔ ۱۰۸۵۔ ۱۰۸۶۔ ۱۰۸۷۔ ۱۰۸۸۔ ۱۰۸۹۔ ۱۰۹۰۔ ۱۰۹۱۔ ۱۰۹۲۔ ۱۰۹۳۔ ۱۰۹۴۔ ۱۰۹۵۔ ۱۰۹۶۔ ۱۰۹۷۔ ۱۰۹۸۔ ۱۰۹۹۔ ۱۱۰۰۔ ۱۱۰۱۔ ۱۱۰۲۔ ۱۱۰۳۔ ۱۱۰۴۔ ۱۱۰۵۔ ۱۱۰۶۔ ۱۱۰۷۔ ۱۱۰۸۔ ۱۱۰۹۔ ۱۱۱۰۔ ۱۱۱۱۔ ۱۱۱۲۔ ۱۱۱۳۔ ۱۱۱۴۔ ۱۱۱۵۔ ۱۱۱۶۔ ۱۱۱۷۔ ۱۱۱۸۔ ۱۱۱۹۔ ۱۱۲۰۔ ۱۱۲۱۔ ۱۱۲۲۔ ۱۱۲۳۔ ۱۱۲۴۔ ۱۱۲۵۔ ۱۱۲۶۔ ۱۱۲۷۔ ۱۱۲۸۔ ۱۱۲۹۔ ۱۱۳۰۔ ۱۱۳۱۔ ۱۱۳۲۔ ۱۱۳۳۔ ۱۱۳۴۔ ۱۱۳۵۔ ۱۱۳۶۔ ۱۱۳۷۔ ۱۱۳۸۔ ۱۱۳۹۔ ۱۱۴۰۔ ۱۱۴۱۔ ۱۱۴۲۔ ۱۱۴۳۔ ۱۱۴۴۔ ۱۱۴۵۔ ۱۱۴۶۔ ۱۱۴۷۔ ۱۱۴۸۔ ۱۱۴۹۔ ۱۱۵۰۔ ۱۱۵۱۔ ۱۱۵۲۔ ۱۱۵۳۔ ۱۱۵۴۔ ۱۱۵۵۔ ۱۱۵۶۔ ۱۱۵۷۔ ۱۱۵۸۔ ۱۱۵۹۔ ۱۱۶۰۔ ۱۱۶۱۔ ۱۱۶۲۔ ۱۱۶۳۔ ۱۱۶۴۔ ۱۱۶۵۔ ۱۱۶۶۔ ۱۱۶۷۔ ۱۱۶۸۔ ۱۱۶۹۔ ۱۱۷۰۔ ۱۱۷۱۔ ۱۱۷۲۔ ۱۱۷۳۔ ۱۱۷۴۔ ۱۱۷۵۔ ۱۱۷۶۔ ۱۱۷۷۔ ۱۱۷۸۔ ۱۱۷۹۔ ۱۱۸۰۔ ۱۱۸۱۔ ۱۱۸۲۔ ۱۱۸۳۔ ۱۱۸۴۔ ۱۱۸۵۔ ۱۱۸۶۔ ۱۱۸۷۔ ۱۱۸۸۔ ۱۱۸۹۔ ۱۱۹۰۔ ۱۱۹۱۔ ۱۱۹۲۔ ۱۱۹۳۔ ۱۱۹۴۔ ۱۱۹۵۔ ۱۱۹۶۔ ۱۱۹۷۔ ۱۱۹۸۔ ۱۱۹۹۔ ۱۲۰۰۔ ۱۲۰۱۔ ۱۲۰۲۔ ۱۲۰۳۔ ۱۲۰۴۔ ۱۲۰۵۔ ۱۲۰۶۔ ۱۲۰۷۔ ۱۲۰۸۔ ۱۲۰۹۔ ۱۲۱۰۔ ۱۲۱۱۔ ۱۲۱۲۔ ۱۲۱۳۔ ۱۲۱۴۔ ۱۲۱۵۔ ۱۲۱۶۔ ۱۲۱۷۔ ۱۲۱۸۔ ۱۲۱۹۔ ۱۲۲۰۔ ۱۲۲۱۔ ۱۲۲۲۔ ۱۲۲۳۔ ۱۲۲۴۔ ۱۲۲۵۔ ۱۲۲۶۔ ۱۲۲۷۔ ۱۲۲۸۔ ۱۲۲۹۔ ۱۲۳۰۔ ۱۲۳۱۔ ۱۲۳۲۔ ۱۲۳۳۔ ۱۲۳۴۔ ۱۲۳۵۔ ۱۲۳۶۔ ۱۲۳۷۔ ۱۲۳۸۔ ۱۲۳۹۔ ۱۲۴۰۔ ۱۲۴۱۔ ۱۲۴۲۔ ۱۲۴۳۔ ۱۲۴۴۔ ۱۲۴۵۔ ۱۲۴۶۔ ۱۲۴۷۔ ۱۲۴۸۔ ۱۲۴۹۔ ۱۲۵۰۔ ۱۲۵۱۔ ۱۲۵۲۔ ۱۲۵۳۔ ۱۲۵۴۔ ۱۲۵۵۔ ۱۲۵۶۔ ۱۲۵۷۔ ۱۲۵۸۔ ۱۲۵۹۔ ۱۲۶۰۔ ۱۲۶۱۔ ۱۲۶۲۔ ۱۲۶۳۔ ۱۲۶۴۔ ۱۲۶۵۔ ۱۲۶۶۔ ۱۲۶۷۔ ۱۲۶۸۔ ۱۲۶۹۔ ۱۲۷۰۔ ۱۲۷۱۔ ۱۲۷۲۔ ۱۲۷۳۔ ۱۲۷۴۔ ۱۲۷۵۔ ۱۲۷۶۔ ۱۲۷۷۔ ۱۲۷۸۔ ۱۲۷۹۔ ۱۲۸۰۔ ۱۲۸۱۔ ۱۲۸۲۔ ۱۲۸۳۔ ۱۲۸۴۔ ۱۲۸۵۔ ۱۲۸۶۔ ۱۲۸۷۔ ۱۲۸۸۔ ۱۲۸۹۔ ۱۲۹۰۔ ۱۲۹۱۔ ۱۲۹۲۔ ۱۲۹۳۔ ۱۲۹۴۔ ۱۲۹۵۔ ۱۲۹۶۔ ۱۲۹۷۔ ۱۲۹۸۔ ۱۲۹۹۔ ۱۳۰۰۔ ۱۳۰۱۔ ۱۳۰۲۔ ۱۳۰۳۔ ۱۳۰۴۔ ۱۳۰۵۔ ۱۳۰۶۔ ۱۳۰۷۔ ۱۳۰۸۔ ۱۳۰۹۔ ۱۳۱۰۔ ۱۳۱۱۔ ۱۳۱۲۔ ۱۳۱۳۔ ۱۳۱۴۔ ۱۳۱۵۔ ۱۳۱۶۔ ۱۳۱۷۔ ۱۳۱۸۔ ۱۳۱۹۔ ۱۳۲۰۔ ۱۳۲۱۔ ۱۳۲۲۔ ۱۳۲۳۔ ۱۳۲۴۔ ۱۳۲۵۔ ۱۳۲۶۔ ۱۳۲۷۔ ۱۳۲۸۔ ۱۳۲۹۔ ۱۳۳۰۔ ۱۳۳۱۔ ۱۳۳۲۔ ۱۳۳۳۔ ۱۳۳۴۔ ۱۳۳۵۔ ۱۳۳۶۔ ۱۳۳۷۔ ۱۳۳۸۔ ۱۳۳۹۔ ۱۳۴۰۔ ۱۳۴۱۔ ۱۳۴۲۔ ۱۳۴۳۔ ۱۳۴۴۔ ۱۳۴۵۔ ۱۳۴۶۔ ۱۳۴۷۔ ۱۳۴۸۔ ۱۳۴۹۔ ۱۳۵۰۔ ۱۳۵۱۔ ۱۳۵۲۔ ۱۳۵۳۔ ۱۳۵۴۔ ۱۳۵۵۔ ۱۳۵۶۔ ۱۳۵۷۔ ۱۳۵۸۔ ۱۳۵۹۔ ۱۳۶۰۔ ۱۳۶۱۔ ۱۳۶۲۔ ۱۳۶۳۔ ۱۳۶۴۔ ۱۳۶۵۔ ۱۳۶۶۔ ۱۳۶۷۔ ۱۳۶۸۔ ۱۳۶۹۔ ۱۳۷۰۔ ۱

اور سنئے!

"اے درویش! میرا کل اثاثہ راہی نظریہ حیات سے مجھ کو استعارہ حیات کی خواہش کو پورا کرنے کے لئے تمام سکھ یا تمام عالم کی حکومت عطا کر۔"

(بکرہ وید اوشیا ۲۱ مقرر ۲۲)

محقق جی! اگر کل جہان کے لوگ یہی ادا مانگیں کہ مجھے تمام دنیا کی حکومت عطا کر تو سب کی قبول ہوگی؟

کلاہ خسروی و تاج شاهی بہر گل کے رسمہ حاشاہ کا
 بیشک اسلام ہی سیدھی اور درست راہ ہے کیا ویدک مت کے سوا اور سراسر گمراہی
 مذہب سیدھا نہیں جو آپ سیدھا تھوڑے کاش صفحہ ۷۳ پر لکھ آئے ہیں کہ "وید کا منکر ملحد
 اور زہریہ ہے۔" راہی کی راہ بیشک ایک ہی ہوتی ہے ہم سب مذہب کی اچھی باتیں مانتے
 ہیں۔ کسی مذہب کی عمدہ باتوں سے انکار نہیں۔ مگر آپ کو معلوم نہیں کہ مذہب کس چیز کا نام
 ہے۔ مذہب معمولی اخلاق کا نام نہیں ہوتا۔ اصل مذہب معرفت الہی اور طریق عبادت کا
 نام ہے۔ باقی معمولی اخلاق تو ہر مذہب میں برابر ملتے ہیں۔ اگر اپنے ہی مذہب کو صحیح سمجھنا
 تعصب ہے تو آپ اول درجہ کے متعصب ہیں جو لکھتے ہیں۔

"اگر کوئی پوچھے کہ تمہارا عقلا کیا ہے تو میں جواب دینا چاہتا ہوں کہ ہمارا عقلا وہ ہے
 یعنی "کچھ ویدوں میں بیان کیا گیا ہے ہم اس کو مانتے ہیں۔" استعارہ تھوڑے کاش عبادت
 نمبر ۱۸

آگے چلئے۔

(۳) ترجمہ : "راہ ان لوگوں کی کہ نعمت کی ہے تو نے اوپر ان کے
 سوائے ان کے جو قصہ کیا کیا ہے اوپر ان کے اور نہ
 گمراہوں کے راستہ ہم کو دکھا۔"

(۳) محقق : جب مسلمان لوگ تاج اور پہلے کئے ہوئے گناہ اور
 ثواب نہیں مانتے تو بعض لوگوں پر رخصت کرنے اور
 بعض لوگوں پر نہ کرنے سے خدا طرفدار ٹھہرتا ہے کیونکہ گناہ و ثواب کے بغیر رنج و

راحت کا دینا صرف بے انصافی کی بات ہے اور بلا سبب کسی پر رحم اور کسی پر غضب کی نظر کرنا بھی اس کی فطرت سے بعید ہے۔ بلا وجہ وہ رحم یا غضب نہیں کر سکتا اور سبب اُن کے سابقہ "سنت" گناہ و ثواب ہی نہیں تو کسی پر رحم اور کسی پر غضب کرنا یہ بات ہی نہیں بن سکتی اور اس صورت کی شرح میں یہ الفاظ کہ "یہ سورت اللہ صاحب نے آدمیوں کے دل سے کھائی کہ بیشک اس طرح سے کہا کریں اور بنیں اگر یہ بات درست ہے تو "الف۔ ب" حروف بھی خدا ہی نے پڑھائے ہوں گے۔ اگر کو کہ بلا حروف جاننے کے اس سورت کو کیسے پڑھ سکتے تو سوال یہ ہے کہ کیا حلق ہی سے بلائے اور بولتے گئے۔ اگر یہ درست ہے تو سب قرآن ہی زبانی پڑھایا ہو گا۔ یہ سمجھنا چاہئے کہ اس کتاب میں طرف داری کی باتیں پائی جائیں وہ کتاب خدا کی بنائی ہوئی نہیں ہو سکتی۔ مثلاً عربی زبان میں نازل کرنے سے عرب والوں کو اس کا پڑھنا سہل اور دوسری زبان بولنے والوں کو مشکل ہو جاتا ہے اس سے خدا طرف دار ٹھہرتا ہے۔ اور جس طرح کہ خدا نے کلی دنیا کے رہنے والے آدمیوں پر نظر انصاف سے سب ملکوں کی زبانوں سے زبانی سسکرت زبان میں جو کہ سب ملک والوں کیلئے یکساں محنت سے حاصل ہوتی ہے۔ وہی وہ کو نازل کیا ہے۔ ایسی ہی زبان میں اگر نازل کرتا تو یہ نقص عائد نہ ہو۔

(۳) **مدقق** : کیا یہی نئی منطق ہے محقق جی! کیا پہلے اعمال کی وجہ ہی سے رحم اور انعام ہو سکتا ہے اس جنم کے اعمال کوئی شے

نہیں۔ سنئے اور غور سے سنئے! اسی جنم کے نیک اعمال اُن کے لئے موجب انعام ہوئے تھے۔ دوسری آیت ان معنی کی شرح کرتی ہے۔ جہاں خدا تعالیٰ نے ان انعام پانے والوں کو خود ہی بتا کر آپ کے لایعنی سوال کو حل کر دیا ہے۔ غور سے پڑھو!

أُولَئِكَ الَّذِينَ أَلَعَمَ اللَّهُ عَلَيْهِم مِّنَ التَّيْسِيلِ وَالْبَصِيرَةِ
وَالشَّهَادَةِ وَالصَّالِحِينَ وَحَسُنَ أُولَئِكَ رَفِيقًا

ترجمہ "جن پر اللہ نے انعام کیا وہ نبی اور پیغمبر سے ہے اور نیک صالح لوگ ہیں۔"

ہاں! یہ خوب سمجھی کہ خدا نے عرف پڑھائے۔ محقق جی کے ہمنام

بھائے بچوں کے سے سوال سن کر یہ اختیار نہی آتی ہے۔ پھر جب ایسے شخص کو ایک قوم کا لایہ رختے ہیں تو کیا تکلف زبان پر جاری ہوتا ہے۔

”بہت بھی خدائی کرتے ہیں قدرت خدا کی ہے“

سوامی جی! جس طرح وید آپ کے علموں کو نکالنے گئے تھے اسی طرح قرآن بھی مسلمانوں کو سکھایا گیا۔ ذرا مذکورہ ہاں سنتوں پر غور کیجئے۔

بیک۔ جس کتاب میں طرفداری کی باتیں ہوں وہ خدا کی نہیں ہوتی۔ مگر یہ تو فرمائیے کہ شعور کے گھر کا پکا ہوا کھانے سے جو آپ منع کر آئے ہیں، خواہ کیسا ہی بھلا مانس کیوں نہ ہو (ستیا رتھ پر کاش مجلس نمبر ۱۰) یہ کس کتاب کا حکم ہے اور یہ آپ کی طرف داری تو نہیں۔

محقق جی! عربی زبان میں قرآن کے نازل ہونے کی وجہ تو قرآن نے خود ہی بتلائی ہوئی ہے سو خدا فرماتا ہے۔

وَلَوْ جَعَلْنَاهُ قُرْآنًا عَرَبِيًّا لَقَالُوا لَا فُصِّلَتْ الْآيَاتُ ۚ
أَعْرَبِيٌّ وَعَرَبِيٌّ

ترجمہ: ”اگر ہم قرآن کو عربی کے سوا کسی اور زبان میں اتارتے تو عربی لوگ کہتے کہ اس کے حکموں کو واضح کیوں نہیں کیا کلام عجیب اور مخاطب عربی۔“

چونکہ اول مخاطب اس کے عرب کے لوگ تھے۔ اس لئے اس زبان میں نازل ہوا انہوں نے اس کو سمجھ کر وہ سرے لوگوں کو سمجھادیا۔ یہی عین انصاف ہے۔ فرق صرف آپ کی سمجھ کا ہے۔

”یہ کتاب جس میں حکم نہیں ہے نیز گاری کی راہ دکھلاتی ہے جو کہ ایمان لاتے ہیں ساتھ غیب کے اور قائم رکھتے ہیں نماز کو اور اس چیز سے کہ جو ہم نے دی طرح کرتے ہیں۔ وہ لوگ جو اس کتاب پر ایمان لاتے ہیں اور کہتے ہیں۔ ﴿میری طرف یا تجھ سے پہلے اتاری گئی﴾

اور یقین قیامت پر رکھتے ہیں۔ یہ لوگ اپنے پروردگار کی جدائی پر ہیں اور یہ بھی چھٹکارا پانے والے ہیں۔ تحقیق جو لوگ کافر ہوئے اور ان پر تیرا ڈر اٹانہ ڈرانا برابر ہے دے ایمان نہ لائیں گے، مگر اللہ نے اوپر دلوں ان کے اور اوپر کانوں ان کے اور ان کی آنکھوں پر پردہ ہے اور ان کے واسطے عذاب ہے۔" (سورہ بقرہ: آیت ۲۵۷)

(۵) **محقق** : کیا اپنے ہی منہ سے اپنی کتاب کی تعریف کرنا خدا کے دہش کی بات نہیں، جو پرہیزگار لوگ ہیں دے تو خود راہ

راست پر ہیں اور جو جھوٹی راہ پر ہیں ان کو یہ قرآن راہی نہیں دکھلا سکتا۔ تو پھر کس کام کار ہا؟ کیا گناہ و ثواب اور محنت کے بغیر خدا اپنے ہی خزانہ سے خرچ کرنے کو دیتا ہے؟ اگر دیتا ہے تو سب کو کیوں نہیں دیتا؟ اور مسلمان لوگ محنت کیوں کرتے ہیں؟ اگر بائبل، انجیل وغیرہ پر اعتقاد لانا لازم ہے تو مسلمان انجیل وغیرہ پر ایمان مثل قرآن کے کیوں نہیں لاتے؟ اور اگر لاتے ہیں تو قرآن کا نازل ہونا کس واسطے ہے؟ اگر کہیں کہ قرآن میں زیادہ باتیں ہیں تو کیا پہلی کتاب میں خدا لکھنا بھول گیا تھا اور اگر نہیں بھولا تو قرآن کا بنانا لا حاصل ہے ہم دیکھتے ہیں کہ بائبل اور قرآن کی چند باتیں آپس میں نہیں ملتیں اور بہت سی ملتی ہیں۔ ایک ہی کھل کتاب جیسی کہ دیکھتے ہیں نہ نازل کی؟ کیا قیامت پر ہی یقین رکھنا چاہئے اور کسی چیز پر نہیں۔ کیا عیسائی اور مسلمان ہی خدا کی ہدایت پر چلنے والے ہیں اور ان میں کوئی گناہ نہیں ہے؟ کیا وہ عیسائی اور مسلمان جو دیندار نہیں دے نجات پائیں گے اور دوسرے جو دیندار ہیں دے نہیں؟ کیا یہ سنت ہے انصافی اور اندہ ہیر کی بات نہیں ہے؟ کیا جو لوگ مسلمانی مذہب کو نہیں مانتے ان کو کافر کہنا ایک طرفہ اگر ہی نہیں ہے؟ اگر خدا ہی نے ان کے دل اور کانوں پر مہر لگائی ہے اور اسی وجہ سے دے گناہ کرتے ہیں، تو ان کا کچھ بھی قصور نہیں یہ قصور خدا ہی کا ہے۔ ایسی صورت میں ان کو سکھ یا لکھ یا گناہ و ثواب نہیں دے سکتا۔ پھر خدا ان کو جزا و سزا کیوں دیتا ہے؟ کیونکہ انہوں نے گناہ یا ثواب خود بخاری سے نہیں کیا۔

(۵) **مدقق** : افسوس! اس بھولے پن پر جو ہر گھڑی اللہ کا موباب ہو سواری جی کو اتنا بھی معلوم نہیں کہ دیکھو خود اپنی تعریف اس

سے کئی دہرہ بڑھ کر کرتے ہیں۔ سنو!

”پاک کرنے والے اعمال کو ظاہر کرنے والا جس میں قابلِ تشریف گیان (علم) کا وصف ہے ایسے اعلیٰ جملہ علوم کے دینے والا جو دیکھ کا کام ہے وہ جملہ فنون کی ماہیت سے ہم کو باخبر کرتا ہے۔“ (مرگوبہ مندرجہ آرہے مسافر صفحہ ۱۸ بجست ماہ ستمبر ۱۸۹۹ء)

اور سنئے!

”غلطی سے مبرا جملہ علوم کا مخزن جو وید شاستر ہے غیر مٹائی طاقت سے پر مشورہ ظاہر کیا۔“ (مندرجہ مساگیدوری صفحہ ۱۱ صفحہ ۱۱۱ بی)

سوامی جی! متقیوں کے لئے ہدایت ہونے کے وہی معنی ہیں جن معنی سے آپ ستیارتھ پر کاش عکاس نمبر ۱۰ میں لکھتے ہیں کہ صدیقی اور نا انصاف کو جواب نہ دینا چاہئے۔
سنئے قرآن خود اپنی تفسیر کرتا ہے خدا فرماتا ہے

وَنُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْآنِ مَا هُوَ بَشَافَةٌ وَرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِينَ وَلَا يَرْفَعُ الْبَاطِلُ لَيْلِينَ إِلَّا خَسَارًا

ترجمہ ”ہم (خدا) قرآن کو سب لوگوں کی بیماریوں کے لئے شفا اور ایمانداروں کے لئے رحمت بنا کر نازل کرتے ہیں اور ظالموں (مکروں) کو بجز نقصان دہی کے کچھ فائدہ نہیں دیتا۔“

سوامی جی! اگر کوئی مریض حکیم کے نسخے اور بتلائے ہوئے پر ہیروز عمل نہ کرے تو قصور کس کا؟

گر نہ سینہ بروز شیرہ چشم چشمہ آفتاب را چہ گناہ
سب کو وہ اپنے خزانہ سے محض اپنی مہربانی سے دیتا ہے۔ بدوں کا اس پر کوئی حق نہیں۔ وہ حکیم بھی ہے جتنا مناسب سمجھتا ہے دیتا ہے۔ سنو!

أَوَلَمْ يَرَوْا أَنَّ اللَّهَ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَن يَشَاءُ وَيَقْدِرُ إِنَّ هِيَ ذَٰلِكَ لَا يَأْتِ لِقَاؤُهُمْ يُؤْمِنُونَ

ترجمہ ”کیا مکر نہیں سوچتے کہ خدا جس کو چاہتا ہے رزق فراخ کرتا ہے اور جس کو چاہتا ہے تنگ کر دیتا ہے۔ بیشک اس میں ہمت سی اس کی قدرت کی نشانیاں ہیں۔“

قرآن کو اگر آپ نے کسی پانچھ شالہ (مدرسہ) میں پڑھا ہو تا تو بائبل کا سوال نہ

کرتے تھے! قرآن مانتا ہے کہ پہلے الہامی کتابیں آئی ہیں مگر ساتھ اس کے یہ بھی کہتا ہے کہ کجروں نے ان میں کجرونی ملا دی ہے۔ یہ مضمون قرآن کجج بتا دے اس کو کجج کججو اور جو غلط کئے غلط جانو۔ خدا فرماتا ہے۔

وَأَنزَلْنَا إِلَيْكَ الْكِتَابَ بِالْحَقِّ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ مِنَ الْكِتَابِ وَمُهَيِّمًا عَلَيْهِ

ترجمہ "ہم خدا اسے حقیقی طرف سے (نئی) قرآن اتار رہے ہیں۔ اس سے پہلے کتابوں کی تصدیق کرتا ہے اور ان پر مضاف بھی ہے۔" یعنی غلط کو صحیح سے الگ کرتا ہے۔

قیامت پر ایمان کا ذکر اس لئے کیا ہے۔ جس کو اللہ کی جزا و سزا کا یقین ہو جاتا ہے وہی نیک عمل کرتا ہے اور بدکاری سے بچتا ہے جو بے دہر ہو۔ اسے کیا غرض پائی ہے کہ اپنے امہ بلا لے بیٹائی ہدایت پر نہیں بلکہ صرف مسلمان وہ بھی نیک مسلمان جن کا اس آیت میں بیان ہے وہی ہدایت پر ہیں کیا جو وہ کو نہیں مانتے ان کو ناسک اور دہریت کہنا انصاف ہے؟ ستیا رتھ پر کاش حد اس ۱۰ نمبر ۹ کو دیکھ کر جواب دہشتے کا معر کا ہے۔ اب نمبر ۱۱ میں آتا ہے۔

(۶) **ترجمہ** "ان کے انگوٹوں میں بیماری ہے۔ اللہ نے ان کی بیماری بڑھا دی۔" (آیت ۱۰)

(۶) **محقق** : بھلا بلا قسم اللہ نے ان کی بیماری بڑھا دی۔ رحم نہ آیا۔ ان بیماریوں کو اتنی بڑی تکلیف دہ کی ہو گی۔ کیا یہ شیطان سے بڑھ کر شیطنت کا کام نہیں ہے۔ کسی کے دل پر معر کا کسی کی بیماری بڑھانا خدا کا کام نہیں ہو سکتا کیونکہ بیماری کا بڑھانا اپنے کانوں کا نتیجہ ہے۔

(۶) **مدقق** : خدا کسی کے دل پر باحق مہر نہیں لگا سکتا جسے اس کلام کے وہی معنی ہیں جو آپ ستیا رتھ پر کاش مٹا ۱۰ پر ہو ہوں کی بے ادبی اور گمراہی کے بارے میں کچھ چکے ہیں۔

انہوں نے جس درجہ اپنی اور دنیا بھارت کی ترقی کی ہے اس کی بھیج دیا ہے۔ ان کے دوسری جہی نہیں کئی۔ ہمیں آتی ہے کہ یہ وہ، ایشور سے مخالفت کرنے کا

ان کو یہی نتیجہ ملے گا۔ " ۱۱ سلا ۱۲ نمبر ۱۲

اور جس کو مجرورہ ادا کیا ہے ۲۵ منتر ۱۳ میں یوں ادا کیا ہے۔

"جو یہ میثور علم وغیرہ عطا کرنے والا اور جس کے نقل حسانت و پناہ و عنایت

سے محروم ہو ناہی موت یعنی متواتر بیٹے مرنے کے پیکر میں پڑتا ہے۔"

قرآن نے تو اپنی تفسیر و سرمد آیت میں خود کو یہی ہے سنئے!

كُذِّبَ إِلَيْكَ بِطَلْعِ الْفَجْرِ عَلَى كُلِّ قَلْبٍ مُّتَكَبِّرٍ جَبَّارٍ

ترجمہ "خدا متکبروں گردن کشوں کے دلوں پر مہر کر دیتا ہے۔"

بلکہ اسی آیت میں ایک لفظ ایسا بھی ہے جس کو آپ غور سے دیکھتے تو گو آپ کو

اعتراض کرنے کا شوق ہے تاہم یہ شوق کسی اور جگہ پورا کرتے سنئے۔

اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا سَوَآءٌ عَلَيْهِمْ ءَا نذَرْتَهُمْ اَوْ لَمْ تُنذِرْهُمْ

جس کا ترجمہ آپ نے نقل کیا ہے اس میں سَوَآءٌ عَلَيْهِمْ صلیت بدل ہے

اگر ظلم ہے تو سمجھو کسی عربی یا فاضل میں پڑھو پس آیت کے معنی بالکل صاف ہیں کہ خدا

کے عقوبتوں کے گردن کشی کرنے کا نتیجہ یہ ہوتا ہے۔ باقی جو اب فقرہ ۵ میں آیا۔ سوائی بی کو

زیادہ نہیں لینے کا شوق ہے۔ اسی جواب میں شیطانی باتوں کا جواب بھی ملے گا۔

محقق جی! رگ وید اشک ۱ ادا کیا ہے ۳ اور گ ۱۸ منتر ۲ کو غور سے دیکھئے۔ جو

اس کے ارتحہ ہیں وہی اس آیت کے معنی ہیں اگر آپ کو یا آپ کے پیلوں کو دیکھنے کا موقع

نہ ملے تو سنئے ہم نکالے دیتے ہیں غور سے سنئے یہ میثور کتاب ہے۔

"میں یہ کار ظالموں کو کبھی آشیر باد (ایک دعا) نہیں دیتا۔" یعنی انکو یہ آیت یا

برکت نہیں کرے گی۔

(۷) ترجمہ : جس نے تمہارے واسطے زمین کو بچھو نا اور آسمان کی

چست بنائی (آیت ۳۲)

(۸) محقق : اے آسمان چست کسی کی ہو سکتی ہے اے اہل علمات کی بات

ہے آسمان کو چست کے مانند ماننا تسخر کی بات ہے۔ اور

کسی اور کر کا زمین کو آسمان مانتے ہوں تو ان کے گھر کی بات ہے۔

(۷) **مدقق** : آسمان نیگاون مثل چھت کے نظر آ رہا ہے عربی میں ہر بلند شے کو جو سرے اوپر ہو سقفل کہا کرتے ہیں۔ اسی بناء

پر آسمان کو سقفل اچھت اکھا گیا۔ سو امی بی کی بنا کو عرض تھی کہ ایسی تحقیق کرتے۔ نیز ان کو اپنے معمولی مسخر اپن سے فرصت بھی نہیں تھی باقی لبر ۸ میں دیکھو۔

(۸) **ترجمہ** : جو تم اس چیز سے شک میں ہو جو ہم نے اپنے بطور کے اوپر اتار دی تو اس جیسی ایک سورۃ کے اور شاہدوں اپنے کو

پکارو سوائے اللہ کے اگر ہو تم بچے اور ہرگز نہ کرو گے تم اس آگ سے ڈرو کہ جس کا ایہ من آدمی ہیں اور کافروں کیلئے پھر ۱۰ تیار کئے گئے ہیں۔ (آیت ۲۳'۲۵)

(۸) **محقق** : بھلا یہ کوئی بات ہے کہ اس کے مانند کوئی سورت نہ بنے؟ کیا اکبر بادشاہ کے زمانہ میں مولوی فیضی نے بے

نقطہ قرآن نہیں بنالیا تھا۔ وہ کونسی دوزخ کی آگ ہے؟ کیا اس دنیا کی آگ نہ سے ڈرنا چاہئے۔ اس آگ میں بھی جو کچھ پڑے وہ اس کا ایہ من ہے۔ جیسے قرآن میں لکھا ہے کہ کافروں کے واسطے پھر چار کئے گئے ہیں۔ ویسے پرانوں میں لکھا ہے۔ میچوں کیلئے گھور نک بنا ہے۔ اب کہنے کس کی بات تھی مائیں؟ اپنے قول سے تو وہ تو بہشت میں جانے والے اور ایک دوسرے کے مذہب کی رو سے دونوں دوزخی ہوتے ہیں۔ پس ان سب کا جھڑا جھوٹا ہے۔ ہاں جو دھار مک ہیں وہ سکھ اور یو پانی ہیں وہ سب مذہبوں میں دکھ ہی پائیں گے۔

(۸) **مدقق** : محقق ہی کو یہ تو بخ نہیں کہ بے نقطہ عبارت کیا ہوتی ہے اور فصیح کیا۔ انہوں نے کسی سے سن لیا کہ فیضی نے بے نقطہ

تفسیر لکھی تھی تو وہ سمجھے کہ قرآن کا مقابلہ ہو گیا۔ بھلا سو امی جی! اگر فیضی کی تفسیر قرآن کی طرح بے مثل ہوتی تو پہلے فیضی ہی کو کیوں قرآن کی نسبت شبہ نہ ہوتا اور وہ کیوں اس غور میں اسلام سے پریشان نہ ہوتا کہ میں نے قرآن کی مثل کھام بنالیا ہے۔ پس آپ کے جواب میں یہی کافی ہے۔

آپ کا اختیار ہے آپ اس آگ سے بھی ڈریں۔ کون آپ کو کہتا ہے کہ نہ ڈریں۔ بات تو صرف یہ ہے کہ دلائل کی آگ چو تک مشرکوں اور ضدیوں کی مزا ہے اس لئے اس سے ڈرنے کے یہ معنی ہیں کہ ایسے کام کو چھوڑ دو۔ یہ محقق جی کی واقعیت ہے۔ لکھتے ہیں کہ قرآن میں کافروں کے واسطے چتر تیار کئے گئے ہیں۔ آگے بھی کئی جگہ سواہی جی نے اپنی لیاقت کا اظہار کیا ہے خود سہروردہ یہ اسلام کا مجروح ہے کہ آپ جیسے علمدار بھی ایسی ہنسی ہنسی باتیں کرنے لگ جاتے ہیں مگر قرآنی اور پرانی اپنے اپنے قول سے ہنستی ہیں۔ آپ تو دونوں کے قول سے دوڑتی ہیں اپنی فکر کیجئے۔ ”تھو کو پرانی کیا پائی اپنی نیز تو۔“ دیکھتا یہ ہے کہ دونوں میں سے حق پر کون ہے سو اس کی شناخت کیجئے باقی باتوں سے کیا فائدہ؟ یہ ٹھیک ہے کہ جو پائی ہیں وہ سب مذہبوں میں دکھائی پائیں گے۔ مگر اس سے زیادہ باپ کیا ہو گا؟

”جس مذہب کو کروڑوں آدمی مانتے ہوں اس کو برا کہا جائے۔“ (غور سے دیکھو
ہیتھارتھ پر کاش صفحہ ۷۹، محاسن ۱۳، نمبر ۷۳)

(۹) ترجمہ : "اور خوشخبری دے ان لوگوں کو کہ ایمان لائے اور کام کئے، چھ یہ کہ واسطے ان کے جہنم میں چلتی ہیں پیچھے سے ضرور جب پہلے جانیں گے اس میں سے میوؤں سے رزق کیسے گے یہ وہ چیز ہے جو دینے گئے تھے ہم پہلے اس سے اور واسطے اُنکے پیو یاں ہیں ستھری اور ہمیشہ وہاں رہنے والی ہیں۔" (آیت ۲۶)

(۹) محقق : بھلا اس قرآن کی بہشت میں دنیا سے بلا کر کوئی عمدہ شے ہے؟ جو چیزیں دنیا میں ہیں وہی مسلمانوں کی بہشت میں ہیں اور اتنی زیادتی ہے کہ یہاں جیسے آدمی مرتے اور پیدا ہوتے اور آتے جاتے ہیں۔ اسی طرح بہشت میں نہیں مگر یہاں عورتیں پیشہ نہیں رہتیں اور وہاں بیبیاں پیشہ رہتیں ہیں۔ جس تک قیامت کی رات ۱۰ نہ آئے گی۔ تب تک ان پچار بچوں کے دن کس طرح گزرتے ہو گئے؟ ہاں اگر خدا کی آن پر صبر مانی ہو تی ہو گی۔ اور خدا کے سہارے

وقت گزارتی ہوں گی یہی ٹھیک ہو سکتا ہے۔ مسلمانوں کا ہشت گونے گناہوں کے گواہ مقرر کی طرح معلوم ہوتا ہے۔ جہاں کہ عورتوں کی تعلیم و تہذیب بہت ہے۔ آدمیوں کی نہیں۔ اسی طرح خدا کے گھر میں عورتوں کی قدرت ہے اور ان سے خدا کی محبت بھی آدمیوں کی نسبت زیادہ تر ہے۔ کیونکہ خدا اے عورتوں کو ہشت میں بیشہ کیلئے رکھا ہے نہ کہ مردوں کو۔ دس بیسیاں بلا خدا کی مرضی ہشت میں کیونکر ٹھہر سکتی ہیں؟ اگر یہ بات ایسی ہی ہے تو خدا بھی عورتوں میں خلطان ہے۔

(۹) **مدقق:** سو امی بی! جس کلام کو آدمی نے سمجھا اس پر اعتراض کرنے سے نہ امت ہوتی ہے۔ آپ خود ہی دیا چاند میں ٹیڑھ ہب پر

غور و فکر کرنا ضروری کہہ آئے ہیں کیا وہ اوروں کیلئے ہے آپ کیلئے نہیں؟ ہم نے تو جتنے اعتراضات آپ کے دیکھے ہیں۔ ان سے یہی ثابت ہوتا ہے کہ آپ اس اصول سے مستثنیٰ ہیں۔ ہشت میں سب کچھ آرام اور ہر طرح کے بیش و عشرت اگر مسلمانانہ کے سامان خدا کی طرف سے ہو گئے۔ آپ اس کو انبیاء کی سی سمجھتے ہیں کیا آپ نے ہاوا ناکہ جی کا قول بھی نہیں سنا "ناکہ نکلیا سب سنار" پھر آپ انبیاء کو ہشت کی طرح سمجھیں تو کس کا قصور ہے۔ سو امی بی! دنیا میں کوئی مجلس بھی کسی حالت میں بہم نہ دہو۔ عافیت میں نہیں ہو سکتا۔ کوئی نہ کوئی رنج اسکو داسکیں رہتا ہے۔ مال سے ہو یا اولاد سے۔ دوستوں سے ہو یا دشمنوں سے ہنسائی ہو۔ یا روحانی عمر بخت میں سب طرح سے امن

www.onlyfor3.com

www.onlyoneorthree.com

ہو گا۔ سنو!

لَا يَنْفَعُهُمْ فِيهَا نَصَبٌ وَمَا هُمْ مِنْهَا بِمُخْرَجِينَ

ترجمہ "نہ جنت والوں کو کوئی تکلیف ہوگی اور نہ اس سے باہر کے جائیں گے۔"

ان بے چاریوں کی فکر تو جب کرتے کہ قرآن کی کسی آیت سے دکھاتے کہ وہ ابھی سے پیدا بھی ہو چکی ہیں اور خاوندوں کی چاہت میں جہنم ہیں۔ محقق جی! جھوٹ بولنا ہر ایک مذہب میں برا ہے مردوں سے عورتوں کی کم قدر کو کسی آیت سے آپ نے سمجھی

جے۔ اسی پرستے پر آپ سوامی بیٹے ہیں کہ آپ کو اتنی بھی خبر نہیں کہ قرآن میں صیغہ مذکر وار د ہے یعنی خدا دن جس کے معنی ہیں نیک مرد، عیث جنت میں رہنے والے ہو گئے۔ آپ کو کسی نے "واسلے" کا لفظ "وانی" کر کے سنایا تو آپ کے کان میں والی (والی) اپڑ گئی۔ پس آپ کا سارا کاروبار دفن ہو گیا۔ قرآن کے محاورہ میں خود تیں مردوں کے حکم کی تابع ہوتی ہیں یعنی جو حکم یا انعام مردوں کو ہوتا ہے۔ وہ عورتوں کو بھی ہوتا ہے۔ سو اس کے جو مخصوص کیا جائے۔

(۱۰) **ترجمہ :** "آدم کو سارے نام سنھائے۔ پھر فرشتوں کے سامنے کر کے کھڑا ہو تم سچے ہو۔ مجھے ان کے نام بتاؤ۔" کیا اسے آدم بتا دے ان کو نام ان کے ہیں جب بتا دیتے ان کے نام تو خدا نے فرشتوں سے کہا۔ کہ کیا میں نے تم سے نہ کہا تھا کہ تحقیق میں زمین اور آسمان کی چھٹی چیزیں اور ظاہر اور چھپے اعمالوں کو جانتا ہوں۔" (آیت ۳۲، ۳۳)

(۱۰) **محقق :** بھلا اس طرح پر فرشتوں کو دھوکا دیکر اپنی بڑائی کرنا خدا کا کام ہو سکتا ہے؟ یہ تو ایک دہرہ کی بات ہے۔ اس کو کوئی عالم مان نہیں سکتا اور نہ ایسی لاف زنی کر سکتا ہے کیا ایسی باتوں سے خدا اپنی کرامات جمانا چاہتا ہے؟ ہاں جنگلی لوگوں میں کوئی کیسا ہی پاکھنڈ چلا لیں چل سکتا ہے۔ شاہکستہ آدمیوں میں نہیں۔

(۱۰) **مدقق :** محقق جی کو اصل مطلب سے تو مطلب ہی نہیں سمجھا اپنے ناظرین کو اس آیت کا مطلب بتاتے ہیں۔ وہ یہ ہے کہ خدا نے حضرت آدم جیسا کو پیدا کرنے اور دنیا میں خلیفہ بنانے کی فرشتوں کو اطلاع دی۔ فرشتوں نے اپنی نواہش عقلی رکھ کر عرض معروض کئے جس کا مطلب یہ تھا کہ ہم شرف خلافت کے مستحق ہیں کیونکہ ہم تیری عبادت میں گئے رہتے ہیں اور دل میں یہ بات بھی رکھی کہ ہم کو سب جیواں کا حکم بھی ہے جو خلافت کا مستلزم ہے چونکہ یہ دعویٰ ہمہ دانی کا لفظ تھا۔ اس لئے خدا نے ان کی تکلیف راستے کیلئے آدم جیسا کو سب چیزوں کے نام اور ماریت بتائی جس طرح انکی "واپ" "تکرہ" "ملھان" کو دید بتائے (ادیکھو ستیار تھ پر کاش عہد اس نے نمبر ۷)۔

پھر فرشتوں سے ان کے دعوے کی تصدیق کرائے کہ ان سب چیزوں کے نام یہ تھے وہ نہ ظاہر تھے آخر اپنے تصورِ علم کے قائل ہو گئے۔ مضمون صاف ہے۔ مگر محقق کی نہ سمجھیں تو تصور کس کا؟ افسوس سوامی جی ہر بار اپنا اصول بھول جاتے ہیں۔

”ہم مذہب اور سرسنگدہ مذہب کو جس کو ہزاروں کروڑوں مانتے ہوں ہم سمجھو گے اور اپنے کو سچ ظاہر کہ جس سے یہ مذہب کہ ہم ۱۵ کروڑوں مذہب ہو سکتا ہے۔“ (قرن ۱۳ء، ص ۱۳)

(II) **ترجمہ :** جب ہم نے فرشتوں سے کہا سجدہ کرو آدم کو۔ پس سب نے سجدہ کیا۔ شیطان نے نہ مانا اور دیکھ کر کیا کیونکہ وہ بھی ایک کافر تھا۔ (آیت ۳۶)

(II) **محقق :** اس سے ثابت ہوا کہ خدا سجدہ دان نہیں۔ یعنی ماضی حال استقبال کی باتیں پورے طور پر نہیں جانتا تو شیطان کو یہ اتنی کیوں کیا؟ اور خدا میں کچھ جلال بھی نہیں ہے۔ کیونکہ شیطان نے خدا کا حکم ہی نہ مانا اور خدا اس کا کچھ بھی نہ کر سکا اور دیکھتے ایک کافر شیطان نے خدا کے بھی چنگے چھڑا دیئے۔ مسلمانوں کے خیال میں جہاں کروڑوں کافر ہیں وہاں مسلمانوں کے خدا اور مسلمانوں کی کچھ بیش چل سکتی ہے؟ ابھی بھی خدا ابھی کسی کی بیماری بڑھا دیتا اور کسی کو گمراہ کر دیتا ہے۔ خدا نے یہ باتیں شیطان سے سیکھی ہو گئی اور شیطان نے خدا سے کیونکہ سوائے خدا کے شیطان کا استاد اور کوئی نہیں ہو سکتا۔

(II) **مدقق :** بھولے پنڈت جی! اس آیت سے معلوم ہوا کہ خدا کو علم نہیں اگر شیطان کے پیروا کرنے سے خدا بے علم ثابت ہو گا ہے تو پریشور نے جینیوں کو کیوں پیر کیا؟ اور بقول آپ کے ہات پرستی کے بانی مہاتی ہو گئے۔ جن کی بابت ستیا رتھ پر کاش میں آپ لکھتے ہیں۔

مورتی پر پا کا ہنڈا بھلا چلا ہے وہ سب جینیوں کے گھر سے نکلا ہے اور پانچھندوں کی جی میں جن مذہب ہے۔“ (صفحہ ۵۸۳، ص ۱۶ نمبر ۱۱۹)

اور سنئے! خدا نے غازی محمود کو کیوں پیدا کیا۔ جس نے آریہ ورست کی کلیا پلٹ دی؟ اور بتلائیے انشور نے پرالوں کے مصنفوں کو کیوں (پیدا) کیا جنہوں نے (بقول

آپکے تمام پرانے کپڑے بھر کر آریہ ورت کو گمراہ کروایا؟ اور سنئے! خدا نے مسلمان کیوں بنائے کہ وہ ایک دہرم کا تمام تاریخ وہی ٹوٹ گیا۔ جب آپ ان سوالوں کا جواب دیں گے۔ تو ہم بھی بتا دیں گے کہ شیطان کو کیوں پیدا کیا؟

اصل یہ ہے کہ شیطان کسی کی گمراہی کیلئے علت نامہ نہیں بلکہ وہ صرف ایک مشیر بد کی طرح برے خیالات کا سوتھانے والا ہے چنانچہ اُس کا یہ بیان صدقہ قرآن مجید میں مذکور ہے۔

www.onlyfor3.com

www.onlyoneorthree.com

غور سے سنو!

فَاَسْكَنْ لِيْ عَلَيْنَكُمْ مِنْ سُلْطٰنٍ اِلَّا اَنْ ذَعُوْا تُكْذِبُوْا

”یعنی میرا گم پر زور نہ تھامیں نہ صرف تم کو بلایا تھا تم نے قبول کر لیا۔“

جیسے دنیا میں اور بد صحبتیں ہوتی ہیں ایسی شیطان کی بھی ایک بد صحبت ہے۔ اس سے زائد نہیں اس بد صحبت کے دفعیہ کیلئے خداوند تعالیٰ نے کئی ایک طاق بتائے ہیں۔ بڑا مضبوط طاق جو واقعی موثر ہے۔ ذکر الہی ہے چنانچہ قرآن شریف میں اس کا بھی ذکر ہے اِلَّا عِبَادَ الَّذِيْنَ اٰتٰهُمْ الْكِتٰبَ يَعْنِيْ خُدَا کے نیک بندوں پر شیطان کا کوئی داؤ نہیں چل سکتا۔ جو لوگ خدا تعالیٰ کے ذکر شغل میں وقت گزارتے ہیں اور فضولیات سے پرہیز کرتے ہیں۔ شیطان اُن کا کچھ نہیں بگاڑ سکتا۔ ہاں جو لوگ بیسودہ گوئی اور بد صحبتوں میں وقت ضائع کرتے ہیں۔ انہی پر شیطان بھی غلبہ پاتا ہے (استیاد تہذیب صفحہ ۵۴۱ کو غور سے پڑھیں)۔

پس شیطان کی مثال بالکل زہر کی سی سمجھو۔ جیسا کہ خدا نے زہر پیدا کر کے اُس کا طاق بھی بتا دیا ہے۔ ایسا ہی شیطان پیدا کر کے اس کا اثر پھیلانا طاق اتو پہ تائب اور اجازت انبیاء بتا دیا۔ مفسر بحث شیطان کی تفسیر ثنائی جلد اول حاشیہ قسم اللہ میں ملاحظہ ہو۔

ہاں! یاد آئے کہ دنیا میں اس وقت کروڑوں مسلمان، کروڑوں عیسائی، بدھ، یہودی وغیرہ قومیں انشور کے گیان (وید) کو نہیں مانتے بلکہ اُس کو بت پرستی کا مخزن جانتے ہیں۔ تو پرمیشور کیسا عاجز ہے کہ اُن کو سیدھا نہیں کر سکتا۔ کیا اُس کے جلال میں فرق تو نہیں آیا؟ ہرگز نہیں۔ اس لئے کہ ان گنت بھی تو ہیں۔ آخر کس کس سے بگاڑے اور کس کس کو

پکڑے (مہینہ ۲)

سوامی جی! نبو آتما (روح) فاعل مختار ہے (دیکھو ستیارتھ مہاس ۷ نمبر ۱۳۸) مذہبی امور میں خدا نے آزادی دی ہوئی ہے۔ جس کا نتیجہ چاہے تا بعد از ہو جو چاہے نہ ہو سنو! قرآن شریف بتلاتا ہے فَضْلٌ مَّشَاءَ فَلْيُؤْمِرْ مِنْ وَرَثَةِ مَنَ شَاءَ فَلْيَنْكَحْزَوْا مَنَ شَاءَ ایمان لانے اور جو چاہے کافر بنے ایسے ایک شیطان کیا عموماً دنیا کے تمام کافرا اس وقت خدا کی پاک کتاب پر منہ چڑھاتے ہیں مگر وہ سب کو امن و عافیت دیتا ہے۔ لیکن بکرے کی ماں کب تک خیر منائے گی۔ خدا کے گمراہ کرنے اور باقی شیطانی باتوں کے جوابات نمبر ۶ میں دیکھو۔

(۱۲) **ترجمہ :** ”اور کہا ہم نے اے آدم تو اور تیری جو رو بہشت میں رہ کر کھاؤ تم با فراغت جہاں چاہو اور مت نزدیک جاؤ اس درخت کے کہ گنہگار ہو جاؤ گے۔ شیطان نے ان کو گمراہ کیا اور ان کو بہشت کے عیش سے محروم کیا۔ تب ہم نے کہا کہ اترو بعض تمہارے واسطے بعض کے دشمن ہیں اور تمہارا ٹھکانا زمین پر ہے اور ایک وقت تک فائدہ ہے۔ پس سیکھ لیں آدم نے پروردگار اپنے سے کچھ باتیں۔ پس وہ زمین پر آگیا (آیت ۷۳-۷۴)“

(۱۳) **محقق :** دیکھئے خدا کی کم علمی ابھی تو بہشت میں رہنے کی وعادی (اور) ابھی کہا کہ نکلو۔ مگر آئندہ کی باتوں کو جاننا ہو تو دعا ہی کیوں دیتا؟ اور معلوم ہوتا ہے کہ بکائے والے شیطان کو سزا دینے سے خدا قاصر بھی ہے۔ وہ درخت کس کے لئے پیدا کیا تھا؟ کیا اپنے لئے یا دوسرے کیلئے اگر دوسروں کیلئے تو کیوں آدم کو روکا؟ اس لئے ایسی باتیں نہ خدا کی اور نہ اس کی بتائی ہوئی کتاب کی ہو سکتی ہیں۔

آدم صاحب خدا سے عقلی باتیں سیکھ آئے تھے اور جب زمین پر آدم صاحب آئے تب کس طرح سے آئے ”کیا وہ بہشت پہاڑ پر ہے یا آسمان پر“ اس سے کچھ گمراہ آئے کیا یہ نہ کی مانند اذکر یا پھر کی مانند مگر کر۔ یہ ظاہر ہوتا ہے کہ جب آدم صاحب خاک سے بنائے گئے تو ان کے بہشت میں

بھی خاک ہوگی اور بھٹنے وہاں فرشتے وغیرہ ہیں وہ بھی خاک ہی ہونگے کیونکہ خاک کے جسم بغیر اعضا نہیں بن سکتے اور خاکی جسم ہونے کی وجہ سے مرنا بھی ضرور لازم آئے گا۔ اگر وہاں موت ہوتی ہے تو وہاں سے بعد موت کہاں جاتے ہیں؟ اور اگر موت نہیں ہوتی تو ان کی پیدائش بھی نہیں ہوتی چاہئے۔ جب پیدائش ہے تو موت بھی ضروری ہے۔ ایسی صورت میں قرآن کا یہ لکھنا کہ یہیں ہمیشہ بہشت میں رہتی ہیں جھوٹا ہو جائے گا۔ کیونکہ انہیں مرنا بھی ہوگا۔ جب یہ حالت ہے تو بہشت میں جانے والوں کی بھی موت ضرور ہوگی۔

(۱۲) **مدقق:** سوامی جی! دیکھئے آپ کی بے علمی کہ اجازت کو آپ دعا سمجھ بیٹھے ہیں۔ اے صاحب! اُنسکُن صیغہ امر مخاطب کا

ہے جس کے معنی ہیں "رہو جنت میں۔" پھر سنا تھو ہی فرما بھی دیا کہ اس درخت کے قریب نہ جانا ورنہ تم نافرمان ہو جاؤ گے۔ جس سے نتیجہ صریح نکلا ہے۔ کہ یہ امر اُنسکُن کا ویسا ہی ہے۔ جیسے پر میثور کی طرف سے آپ کو حکم ہوتا ہے کہ میں نے تم کو کرم جوئی (مصل غاش) انسانی قالب دیا ہے۔ اس میں رہنا اور بد کاریاں اور بد اخلاقیات نہ کرنا ورنہ تم بند را اور سو رہنا گئے چنانچہ بہشت سے آریوں کو وہ دن دیکھنا نصیب ہوتا ہے۔ کہنے پر میثور کو گیان نہیں؟ بہشت بے شک کسی مرتفع مکان پر ہو گا شاید وہاں ہی ہو جہاں پر جیو آتما بقول آپ کے (نکتی) نجات کے بعد رہتا ہے۔ دیکھو ستیارش پرکاش سدا س نمبرہ تعجب ہے آپ پوچھتے ہیں کہ آدم برہما کو کتنی باتیں سکھائیں۔ بھولے پنڈت جی! سب باتیں جن کی بنی آدم کو ضرورت ہے سکھائیں۔ قرآن میں کُلّیہا کالفاظ دیکھئے محقق جی کے فیڑھے سوال دیکھئے کہ آدم جہنم زمین پر کس طرح خدا کی حفاظت میں آئے۔ اگر زیادہ کرید کرو تو سنو!

جس طرح غبارہ باز آرتے ہیں۔ اس طرح بھی آرتا ممکن ہے حاکم کسی مجرم کو سزا دینے سے تباہ ہو کر رہتا ہے کہ اس کی سزا کا وقت آچکا ہو اور پکڑ نہ سکے اور اگر وقت نہیں پانچا تو قبل از وقت قاصر کرنا آپ کے فہم قاصر کا قصور ہے ورنہ بتلائے سلطان محمود غزنوی مرحوم اور محمد غوری مغفور کو اتنی مدت عمر میں جس میں انہوں نے ہندوستان کی تاپا پٹ دی پر میثور نے کیوں سزا دی؟ جنگ جو خاکی چیز ہے وہ کل موت ہو سکتی ہے

لیکن اگر خدا کی طرف سے بدلہ یا تھیل ۱۰ پختا رہے اور خدا اس کی موت نہ چاہے تو کچھ ضرور نہیں کہ دوپکا ہو چکی مری جانے جبکہ ہم دیکھتے ہیں کہ بعض آدمی ایک روز بلکہ ایک سانس کی زندگی ٹیکر چل دیتے ہیں اور بعض سو برس سے متجاوز ہو جاتے ہیں تو یہ تفاوت ہمیں متنبہ کرتا ہے کہ ان کی تاریخ موت پر میثور کے ہاتھ میں ہے پس اسی طرح ہستیوں کی تاریخ موت خدا نے ہے امتحانِ زمان پر ذال دی ہو یا بالکل موت کو ان سے اٹھا ہی دیا ہو تو کیا اثر الی ہے؟

(۱۳) **ترجمہ:** اس دن سے ڈرو۔ کہ جب کوئی روح کسی روح پر بھروسہ نہ رکھے گی نہ اس کی سفارش قبول کے جائے گی نہ اس سے بدلہ لیا جائے گا۔ اور نہ وہ دے دیا جائے گا (آیت ۳۸)

(۱۳) **محقق:** کیا موجودہ دونوں میں نہ ڈریں، برائی کرنے سے بیش ڈرنا چاہئے۔ جب سفارش نہ مانی جائے گی تو پھر یہ بات کہ غیبر کی شہادت یا سفارش سے خدا اہستہ و ستہ گائیو گرج ہو سکے گی؟ کیا خدا اہستہ والوں ہی کا مددگار ہے۔ اور زرخ والوں کا نہیں؟ اگر ایسا ہے تو خدا اطر فدا رہے۔

(۱۳) **مدقق:** سو امی جی! بے ادبی معاف۔ سخن شناس نبی و لہجہ افلا۔ انجاست۔ "کسی دن سے ڈرنا۔" اور کسی دن میں ڈرنا ان دونوں عبارتوں میں فرق ہے۔ آپ کو کون کتا ہے کہ اس دن سے موجودہ دونوں میں نہ ڈریں۔ خدا آپ کو نصیب کرے۔ کیونکہ برائی کرنے سے بیش ڈرنا چاہئے۔

پندت جی "سے۔" کافلا جزا پر آیا ہے۔ چنانچہ آپ نے بھی برائی کرنے سے کھٹا ہے۔ چو نکہ مسلمانوں کے نزدیک کامل جزا و سزا اس دن میں ہوگی۔ اس لئے کہا گیا کہ اس دن سے ڈرو جس کے صاف معنی ہیں کہ برائی کرنے سے ڈرو سو امی جی! دیکھا

سے میں الزام ان کو دیتا تھا قصور اپنا نکل آیا اسی لئے ہم بار بار عرض کرتے ہیں کہ قرآن کو بھی کسی عربی پانڈہ شام میں رو کر پڑھ لیتے تو تصویر کا رخ اور ہوتا۔

۱۰۔ مراد انوکھی جاتی ہے۔ یہ لوگ انسان کے احساس فکر و عمل غفلت ہے ان کو بدلہ یا تھیل ملے گی۔

سفارش بغیر اذن خداوندی چہ نکد میں ہوگی۔ یعنی کسی نبی یا ولی کا ذاتی حق یا لحاظ نہیں ہو گا کہ بھرم کی سفارش کرے جس تک خدا اس کو اجازت خاص عرض معروض کی نہ دے۔ اس لئے یہ کہنا بالکل درست ہے کہ کسی کی سفارش قبول نہ ہوگی یعنی کوئی سفارشی سفارش ہی نہیں کرے گا ﴿لَا تَقْبَلُ أَذْنَ لَكَ الْمُؤْخَلِفُ وَقَالَ صُلَٰلًا﴾ خوب کسی "دو زخ و اہوں کا حامی نہیں تو طرفدار ہے۔"

سوامی جی! اور اوروں کی تکیا یا دہوئی۔ ایسے بھولے ہیں کہ اپنی بھی بھول جاتے ہیں سنے صیری اشیر یا د (دعا) انہیں لوگوں کیلئے ہے جو نیک اعمال اور نیک نصالی ہیں۔ نہ ان کے لئے جو رعیت کے لوگوں پر ظلم و ستم کرنے والے ہیں۔ میں بد کردار ظالموں کو بھی اشیر یا د نہیں دیتا (رگ وید ۱۰ اشک ۱۰) اور یہاں سورگ (۱۸) سما جیو! تلو اور پیشور طرفدار ہے یا نہیں؟

ہاتھ لا اور استاد کیوں کیسی کیسی
(۱۳) ترجمہ : ہم نے موسیٰ کو کتاب اور مجوزے دیئے۔ ہم نے ان کو کما تم دلیل بند ہو جاؤ۔ یہ ایک ذرا دکھایا ہو ان کے سامنے اور پیچھے تھے ان کو اور یہ ایت الیما کہ اوروں کو آیت ۵۳ ۶۶

(۱۳) محقق : اگر موسیٰ کو کتاب دی تھی تو قرآن کا ہونا فضول ہے۔ یہ بات نہ بائبل اور قرآن میں عکس ہے کہ اس کو مجوزے کرنے کی طاقت دی تھی قابل تسلیم نہیں۔ کیونکہ اگر ایسا ہوا تھا۔ تو اب بھی ہوتا۔ اگر اب نہیں ہوتا تو پہلے بھی نہیں ہوا تھا جیسے خود طرفین کو اب آج بھی جابلوں کے درمیان عالم میں جاتے ہیں۔ ویسے ہی اس زمانہ میں بھی فریب کیا ہو گا۔ کیونکہ خدا اور اس کی پرستش کرنے والے اب بھی موجود ہیں تو بھی اس وقت خدا مجوزے کرنے کی طاقت انہیں نہیں دیتا؟ اور نہ وہ مجوزے کر سکتے ہیں۔ اگر موسیٰ کو کتاب دی تھی تو دوبارہ

قرآن کے دینے کی کیا ضرورت تھی؟ کیونکہ اگر بھلائی برائی کرنے نہ کرنا اپدیش سب جگہ یکساں ہے تو دوبارہ مختلف کتابوں کے بنانے سے بچے ہوئے کے پینے کی مثال مانند ہوتی ہے۔ کیا خدا اس کتاب میں جو کہ موسیٰ کو دی تھی تو کچھ بھول گیا تھا اگر خدا نے دلیل بندر ہو جانا محض ڈرانے کیلئے کہا تو اس کا کہنا بھولنا ہوا۔ یا اس نے دھوکا دیا ہو ایسی باتیں کرتا ہے وہ خدا نہیں اور جس کتاب میں ایسی باتیں ہوں وہ خدا کی طرف سے نہیں ہو سکتی۔

(۱۴) **مدقق** : معجزوں کی بابت خوب پر شن (سوال) کیا سو امی جی!

بھول آپ کے ابتداء دنیا میں اگر آدمی جو ان جو ان پیدا ہوئے تھے (ستیا رتھ پر کاش ملباس) تو اب کیوں جو ان جو ان پیدا نہیں ہوتے اگر کو کہ وہ بچے پیدا ہوتے تو ان کی پرورش کیلئے دوسرے انسان درکار ہوتے (حوالہ مذکور) جس سے آپ کا مطلب یہ ہے کہ اب جو ان جو ان پیدا ہونے کی ضرورت نہیں تو ٹھیک اسی طرح جو۔۔۔ جنم کوئی نہیں۔ اس لئے معجزہ نمائی کی بھی حاجت نہیں۔ آپ نے یہ سوال تو کیا کہ معجزہ نمائی کی اب طاقت کیوں نہیں مگر یہ نہ سوچا کہ پہلے جو طاقت تھی وہ کن کو تھی؟ آج پنڈت جی ہوتے تو ہم ان سے پوچھتے کہ بتائیے آپ کی زندگی میں تو آریہ سماج کو ویدوں کی تفسیر لکھنے کی طاقت تھی اب کیوں نہیں۔ کیوں آپ ہی کی نگیر کے فقیر بنے ہوئے ہیں کیوں آپ کے پوتے و ویدوں کی نگیر (تفسیر) کو پورے دو بھی نہیں کر دکھاتے۔ لالہ صاحب!۔۔۔

کلیہ خسرو و تاج شاہی سرکل کے دسہ عاشا دکلا مزید تفصیل تفسیر ثنائی جلد ثالث میں ملاحظہ ہو۔ بائبل کے ہوتے قرآن کی ضرورت کے متعلق ہم پہلے فقرہ نمبر ۵ میں لکھ آئے ہیں اور سنئے! آپ ہی کے لفظوں میں سناتے ہیں۔

ایشوراکم فیہ فتاویٰ ہے یا نہیں؟ ہے تو پھر کس کام کے لئے؟ اگر کو کہ اپنے ہی لئے ہے تو کیا ایشوراکم اور پکارا دوسروں کی بھلائی انہیں کرتا۔ تم یہ کہو گے کہ کرتا ہے پھر اس سے کیا؟ اس سے یہ کہ علم اپنے لئے ہوتا ہے اور دوسروں کیلئے بھی۔ کیونکہ اسکو یہی دوسرے ہیں اگر ایشوراکم اپدیش (المام) نہ کرتا تو علم کا وہ سرا مستند فوت ہو جاتا اسلئے ایشوراکم اپنے علم (یعنی قرآن) کے اپدیش سے اس دوسرے مطلب کو

پورا لکھا ہے۔ یہ میثور زادہ جم ہے۔ اگر ایمان نہ کرتا تو بیٹ جہالت کا سلسلہ قائم رہتا اور انسان ہر روز مرنے والا ہوتا (کام امراء) اس کو نکال (نجات) کے حصول سے محروم رہ کر پریم انسانہ راحت اعلیٰ نہ پاسکتا۔ " (ارگ وید آری بھاشہ ص ۸)

بتلائیے! اگر قرآن نہ آتا تو عرب جیسے خوشنوا و حسنی اور شرک آلود ملک کو کون بدایت کرتا۔ وید دانوں کو تو وہ راستہ بھی معلوم نہ تھا نہ وہ غیروں کو بدایت کر کے اپنے میں دھرتے تھے۔ نہ وید میں یہ کشش تھی کہ غیر کو بھیج دے جس کا بد بھی ثبوت ہے کہ بتوں آپ کے دوا رب سال وید بنے کو ہو گئے آج تک کہیں کسی ملک میں بجز ہند کے کوئی بھی اس کا نام لیا نہیں کوئی اتنا بھی تو نہیں جانتا۔

ابھی اس راہ سے گزرا ہے کوئی کسے دیتی ہے شرفی نقش پا کی
توریت انجیل والوں کا حال یہ تھا کہ بچائے توحید کے تثلیث میں آج تک
بادجو و موسیٰ تہذیب اور "یہ" اور "وہ" سرشار ہیں سنئے قرآن اپنے بیان میں قاصر نہیں
ہے وہ اپنی وجہ آپ بتاتا ہے۔ وید کی طرح "مرداں ہے پر امد" کا تھنا نہیں۔ خدا
مروں کو مخاطب کر کے فرماتا ہے۔ کہ اَنْ تَقُولُوْا اِنَّمَا اَنْزَلَ الْكِتٰبَ عَلٰی
طٰلِفَتَيْنِ مِنْ قَبْلِنَا وَاِنْ كُنَّا عَنْ ذٰرِاسِبْنِهِمْ لَعٰفِلٰیْنَ

مربی میں قرآن اس لئے اتارا ہے تاکہ تم نہ کہنے لگو کہ ہم سے پہلے لوگوں پر کتاب
اتری تھی اور ہم ان کی تعلیم سے بے خبر تھے۔

پیشک واقعی ان کو بند رہنا تھا۔ بھوت کیوں ہوتا۔ مگر ایسے نہیں کہ آپ کو تناسخ
کی سوجھے بلکہ ان کے اسی جسم کو جس میں وہ تھے بند رہنا دیا تھا نہ کہ حسب معمول ماں کے
رحم میں جا کر جیسے وید کہ مت والے بنتے ہیں اور کہتے ہیں۔ مفصل رسالہ بحث تناسخ میں
دیکھو۔

(۱۵) **ترجمہ :** "اس طرح خدا مردوں کو زندہ کرتا ہے اور تم کو اپنی
نشانیوں دکھاتا ہے تاکہ تم سمجھو" (آیت ۷۷)

(۱۵) **محقق :** اگر مردوں کو خدا زندہ کرتا تھا تو اب کیوں نہیں کرتا؟
کیا وہ قیامت کی رات تک قبروں میں نہ رہیں گے؟ کیا آجکل دور سپرد ہیں؟ کیا اتنی ہی خدا کی نشانیاں ہیں۔ کیا زمین سو رنج چاند و لہرہ

(۱۶) **محقق** : چوتھ (روح) غیر متناہی گناہ و ثواب کربے کی طاقت نہیں رکھتے اس لئے بیش کیلئے بہشت یا دوزخ میں نہیں

رہ سکتے اور اگر خدا ایسا کرے تو وہ بے منصف اور لاعلم ٹھہرے۔ اگر قیامت کی رات انصاف ہو گا تو انسانوں کے گناہ و ثواب مساوی ہونے چاہئیں۔ اگر اعمال غیر متناہی نہیں ہیں تو ان کا شرہ غیر متناہی کیسے ٹھہرہ سکتا ہے؟ اور مسلمان لوگ دنیا کی پیدائش سات آٹھ ہزار برس سے بھی کم نکلتے ہیں۔ کیا اس سے پیشتر خدا انکھانہ پڑھا تھا؟ اور کیا قیامت کے چھپے بھی کھلا رہے گا۔ یہ باتیں لڑکوں کی باتوں کی مانند ہیں۔ کیونکہ یہ پیشور کے کام بیش قائم رہتے ہیں اور جس قدر کسی کے گناہ و ثواب ہوتے ہیں اس کے مطابق ہی اسکو وہ شرہ دیتا ہے لہذا قرآن کی یہ بات سچی نہیں ہے۔

(۱۶) **مدقق** : سوائی جی کو اگر عدالت مل جاتی تو شاید چور کو اتنی ہی مدت قید کرتے جتنی اس نے چوری کرنے میں خرچ کی

ہوتی۔ پندت جی اگر اعمال کے وقت جتنی جزا سزا ہے تو کرشن جی گیتا میں کیوں کہتے ہیں کہ روح نیک اعمال کر کے تاراج کے پھر سے چھوٹے جاتی ہے گو آپ اس کو کسی خاص وجہ سے نہ مانتے ہوں۔ لیکن کرشن جی کا پرمان آپ کے گمان سے کہیں بڑھ کر ہے۔ آپ کسی دلیل سے بتا دیں کہ اعمال کی وقت سے مساوی جزا سزا کا ہونا ضروری ہے۔ حالانکہ قانون شاہی میں ہم ایسے جرم بھی دیکھتے ہیں کہ تھوڑے سے وقت میں کئے جاتے ہیں۔ اور عمر بھر قید ان کی سزا ہے۔ چنانچہ آپ بھی بحوالہ منوجی اختیار تھ پر کاش صفحہ ۳۰۱ مجلس چھٹا نمبر ۱۳۲ پر لکھتے ہیں کہ "سرکاری ملازم کو رشوت لینے پر ضبطی جائیداد اور تمام عمر کیلئے جلا وطن اور جھوٹی گواہی دینے پر زبان کاٹ ڈالی جائے اور بعد مرگ راحت سے بے نصیب۔"

فرمائیے! مدت کے مساوی سزائی یا زیادہ۔ سچ پوچھو تو اپنی من گھڑت باتوں کا یہی نتیجہ ہوتا ہے کہ آدمی کو جو مدت کے کچھ نصیب نہیں ہوتا۔ ہاں یہ خوب دلیل ہے جو پندت جی نے فقرہ نمبر ۱۰۴ میں دی ہے۔

"اگر خطبائی روز رکھا یا جائے تو تھوڑے ہی دنوں میں زہر کی مانند مسموم ہونے لگتا ہے۔" (مجلس ۱۳) نمبر ۱۰۴

ابھلا سوا ہی جی! آپ نے بیٹھے کی مثال دی تو تمہیں کی کیوں نہ دی۔ اگر کوئی مدت مدید تک بیٹھا کھاتا رہے گا تو اسے کھانا اس کے مرغوب خاطر اس قدر نہیں ہو گا جس قدر تمہیں ہو گا ہے۔ پس وہ بیٹھے سے نہیں بلکہ غیر مرغوب چیز سے نفرت کر جاتا ہے کیا ہی سمجھ کا پیر ہے۔ بھلا اگر کوئی شخص دنیا میں بہت مدت تک بیٹھ و آرام میں رہے تو کسی وقت اس کا پی چاہتا ہو گا کہ میں قید خانہ میں بھی کچھ مدت گزار دوں؟
 ”سماجیو! نیم و حرم سے کہتے: آٹھ ہزار سال دنیا کی عمر آپ نے کہیں قرآن کے آیتوں میں؟“ پارہ میں تو نہیں دیکھی؟ کسی آیت یا حدیث میں یہ مضمون نہیں ملتا بلکہ محض آپ کا کیا آپ جیسوں کا خیال ہے۔

ہاں خوب کہی کہ اس سے پہلے خدا کا بیٹھا تھا پنڈت جی! لیکن ہم آپ کو بتاتے ہیں یہ تو آپ کی معمولی بات ہے کہ مسلمان بڑے پانی ہیں کہ ماسوی اللہ کل کائنات کو حادث (نویں) ضرور جانتے ہیں۔ کیونکہ کل کائنات مرکب ہیں اور مرکب کبھی قدیم (املاوی) نہیں ہو سکتا۔ اس تقریر کی وضاحت کیلئے آپ ہی کے کلام کو پیش کرنا مناسب ہے۔ آپ خود ٹاسکوں (ادبیوں) اس کے جواب میں لکھتے ہیں۔

”بغیر فاعل کے کوئی فعلی حرکت یا حرکت سے پیدا ہونے والی شے نہیں بن سکتی جو زمین وغیرہ اشیاء ترکیب خاص سے ملنے والی ہو لی نظروں سے دوری بھی نہیں ہو سکتی۔“

ستیارتھ پر کاش صفحہ ۲۸ (۸) نمبر ۱۲۸

www.only1or3.com

www.onlyoneorthree.com

صفحہ ۵۵۷ لکھتے ہیں۔

جو اتصال سے پیدا ہوتا ہے وہ الی الہی بھی نہیں ہو سکتا۔“ ستیارتھ پر کاش

(باب ۱۲)

پس فرمائیے کہ دنیا کی عمر کا ہے آپ نہیں ہی لکھیں اور کہتے ہی اس کے کپ ایا ہوا ہے۔ اٹلی کہیں مگر اس سے تو آپ انکار نہیں کر سکتے کہ دنیا مرکب ہے اور جو مرکب ہے حادث (نویں) ہے نتیجہ صاف ہے کہ دنیا کے حادث کی ابتدا ہے جس سے پہلے وہ نہ تھی۔ چنانچہ آپ خود لکھتے ہیں۔

"ہوشے اتصال سے بنتی ہے وہ اتصال سے پٹھر نہیں ہوتی۔ اور اتصال کے انھیں بھی نہیں رہتی۔" (صفحہ ۲۸۸ نمبر ۲۸۸ کورسٹاس (۸)۔ ج ۲۸)

پس آپ کے کلام سے بھی لازم آیا کہ خدا کسی وقت نکلا بیضا ہو گا۔ ایسا ہی کسی وقت نکلا بیٹھے گا۔ اگر آپ کہیں کہ گو موجودہ دنیا کی ابتدا و انتہا ہے۔ مگر اس کا سلسلہ ازلی ہے ایک دنیا کے بعد دوسری اور دوسری کے بعد تیسری علیٰ ہذا القیاس (ستیا رتھ پر کاش باب (۸) نمبر ۳۳) تو یہ آپ کے اصول سلسلہ کے خلاف ہے۔ کیونکہ اناری پدارتھ (قدیمی اشیاء) آپ نے صرف تین ہی گئی ہیں۔ پر میشر (خدا) ہیو (روح) پر کرتی (مادہ عالم) کا قابل تقسیم اجزا (ستیا رتھ پر کاش باب ۸)

پس! اگر ان چیزوں کے سوا دنیا کے سلسلہ کو بھی آپ نے قدیم اور ازلی مانا تو چار چیزیں کیوں ازلی نہیں مانتے ہو۔ جس سے دہریہ پن کی بنیاد دہشت ہو۔ یہ امر بالکل بدیہی ہے کہ اجزاء خارجیہ کو کل پر تقدم زمانی ہوتا ہے۔ جس کے صاف معنی یہ ہیں کہ ایک وقت ضرور ایسا ہوتا ہے کہ اجزاء ہوں۔ مگر کل جو ان سے بنا ہے نہ ہو۔ چنانچہ آپ بھی مانتے ہیں کہ "ہوشے اتصال سے بنتی ہے۔ وہ اتصال سے پٹھر نہیں ہوتی۔" (حوالہ کور) پس اس اصول کے ماننے والے بھی دنیا کے سلسلہ کو قدیم کہنا تھا تھیں کا قائل ہونا ہے جو داتاؤں سے بعید ہے۔ پس نتیجہ صاف ہے کہ دنیا کا سلسلہ کسی خاص وقت سے چلا ہے۔ جس کو خدا نے اس کیلئے مناسب سمجھا اس سے پہلے خدا بیکار ہو یا باکار۔ ہم دونوں کے سوچنے سے باہر ہے۔ ستارا تو صرف اتنی ہی قول ہے کہ خلقت کلّی مطلق وھو بکلّی مطلقہ علیہ" خدا نے سب چیزوں کو پیدا کیا اور وہ ہر چیز کو جانتا ہے۔

جب کچھ نہ تھا تب نرا کار تھا خلقت کا پیدا کرنا ستار تھا
(۱۷) ترجمہ : "اور جب لیا ہم نے عبد تمہارا وہ الو تم لو اپنے آپس کے اور نہ کمال دو کسی آپس کے اپنے کو گھروں اپنے سے۔ پھر اقرار کیا تم نے اور تم شاید ہو۔ پھر تم وہ لوگ ہو کہ مار ڈالتے ہو آپس اپنے کے اور کمال دیتے ہو۔ ایک فرمے کہ آپ میں سے گھروں ان کے سے۔ (آیت ۸۳-۸۵)

☆ اگر وہ ان کو کہتے ہیں کہ ان کے ہیں ان کے ہیں

☆ اسی طرح سورہ ۱۲

(۱۷) **محقق**

بھلا اقرار کرنا اور کرنا محض آدمیوں کی بات ہے یا خدا کی؟ جب خدا اور ان سے تو ایسی ہی ہو۔
 یا تمیں دنیا اور دوسروں کی بات کہیں کرنا؟ آپس میں کہو نہ بھلاؤ اور اپنے ہم نہ کہوں کو گھر سے
 نہ اٹھاؤ اور دوسرے نہ سب والوں کا سو بھانا اور گھر سے انہیں نکال دینا بھلاؤ کسی اچھی
 بات ہے؟ یہ تو یہ تو قوی اور طرف داری سے بھری ہوئی فضول بات ہے۔ کیا خدا ایسے ہی
 سے تمیں جانتا تھا کہ یہ اقرار کے خلاف کریں گے؟ اس سے واضح ہوتا ہے کہ مسلمانوں
 کا خدا بھی جیسا کہوں کی بہت ہی صفات رکھتا ہے اور یہ قرآن و دوسری کتب کا محتاج
 ہے۔ یہ کہ اس کی تھوڑی سی باتوں کو چھوڑ کر باقی سب بالکل کی ہیں۔

(۱۸) **مدقق**

ایسے ہی معنی اعتراض اٹھاتے ہیں اور کرنا تو اس کی شکایت
 بھی ہوتی۔ چند ہی کی طبیعت میں تو ایسی باتیں جاری
 ہوتی تھیں۔ اس لئے حکم "العادة طبعیہ" کا یہ کسی نہ رہنمائی میں۔ کیا جیسے منطق چھاتی
 ہے کہ اقرار کرنا بھی محض آدمیوں کا کام ہے۔ چند ہی خدا کے اقرار لینے
 کے معنی حکم کے ہوتے ہیں۔ اگر حکم دیا بھی محض آدمی کا کام ہے تو تمام وہ
 جگہ ان کی تفسیر لینے کی تکلیف کیوں گوارا کی تھی؟ آخر اس میں بھی حکم ان کا کام ہیں۔ باقی
 مرنے مارنے کا وہ اب غور نہیں میں آپ کا ہے۔ ہاں یہ خوب کئی کہ "پہلے نہیں جانتا تھا کہ
 یہ اقرار کے خلاف کریں گے۔" کیا یہ پیشور نہیں جانتا تھا کہ آریہ ورت کے آریوں
 نے میری جگہ وہ بد اقوال تو عمل کرنا نہیں۔ جس کا یہ کہ ان کو انہی میں محمود غزنوی
 اور محمود غوری سے دیا جائے گا۔ پھر کیوں اچھا کردوں کی صفائی اور نہیں دیکھنے کی ہدایت
 کرتا رہا (تیسرا) دیکھو نمبر (۲)۔ ہاتھ لانا استاد کیوں نہیں کہی؟

"جس سے کہتے لوگ اپنے خدا ہی ہوتے ہیں کہ وہ حکم کے خلاف فتنہ ماریں کیا کرتے
 ہیں۔ ان کی اصل تاریکی میں نہیں کرنا اکل ہو جاتی ہے۔" (۱) کیا یہ سب بھلاؤ، کمال
 ملوے

(۱۸) **ترجمہ**

"یہ وہ لوگ ہیں کہ میں لیا زندہ کئی دینا کو بدلے
 آخرت کے۔ پس نہ ہلا کیا جائے گا ان سے خدا اور

نہ وہ دیکھے جائیں گے۔ (آیت ۱۸۶)

(۱۸) **محقق :** بھلا یہی نفرت و حسد کی باتیں کبھی خدا کی طرف سے ہو سکتی ہیں جن لوگوں کے گناہ جگمگے جائیں گے۔ یا

جن کو بددینی چاہئے گی۔ وہ کون ہیں اگر وہ سے کچھ رہیں اور گناہوں کے بارے میں دینے جگمگے جائیں گے تو بے انصافی ہوگی۔ جو سزا دے کر جگمگے جائیں گے۔ تو جن کا بیان اس آیت میں ہے یہ بھی سزا پا کے جگمگے ہو سکتے ہیں اور سزا دیکر بھی جگمگے نہ کئے جائیں گے۔ تو بھی بے انصافی ہوگی۔ اگر گناہوں سے جگمگے چاہئے والوں سے مطلب پر نیز کاروں سے ہے تو ان کے گناہ تو آپ ہی جگمگے ہیں۔ خدا کیا کرے گا۔ اس سے معلوم ہوا کہ یہ تحریر کسی عالم کی نہیں اور واقعی دھرم کا قانون کو تسلیم اور دھرمیوں کو دکھان کے اعمالوں کے مطابق پیش دینا چاہئے۔

نہ تحقیق بود نہ دانشمند چار پایہ بردگتا ہے چند

(۱۸) **مدقق :** پنڈت جی! اتنی نفرت کہ "میں بدکار ظالموں کو کبھی شیرباد نہیں دیتا۔" (لوگ وید اشکبھا، اڑھیا ۲)

ورگ ۱۸ (سفر ۲) "اگر ہمارے" میں آپ نے جتنا وقت کھو یا کسی عربی پاٹھ شالامیں جانکر اس آیت کا مطلب پوچھ لیتے۔ کہ یہ لوگ کون ہیں تو اتنی تکلیف آپ کو نہ ہوتی۔ اسلام کی نسبت غلط فہمی پھیلانے کا آپ کو پاپ ہوتا۔ یہ وہی لوگ ہیں جن کو آپ بھی ستیا رتھ پر کاش باب (۱۰) میں بحوالہ منوبی کہہ آئے ہیں کہ۔

"جو شخص دین کی خدمت کرے وہی عظیم (مقدس) ہے۔"

بلکہ یہ وہی ہیں جن کی ہابیت وید میں کہا گیا ہے۔

"وہ پریشور کی عقل حمایت سے محروم رہ کر حیثیت کی موت یعنی جینے مرنے کے پکار میں

رہتے ہیں۔" (مکروید اڑھیا ۲۵ سفر ۱۳)

سنوادر غور سے سنو! اصل الفاظ قرآنی یہ ہیں۔

أُولَٰئِكَ الَّذِينَ اسْتَخْرُوا الْحَيَاةَ الدُّنْيَا بِالْآخِرَةِ فَلَا يَخَفُ

عَذَابُ الْعَذَابِ وَلَا هُمْ يَنْتَفِعُونَ

ترجمہ "انہی لوگوں نے دین کے بدلے دنیا کو پسند کیا۔ پس ان سے

عذاب میں تخفیف نہ ہوگی اور نہ ہی ان کو کسی سے مدد پہنچے گی۔"

”سماجیو! اگر عربی سمجھنے کی لیاقت رکھتے ہو تو ان الفاظ پر غور کرو۔ نہیں تو ترجمہ ہی دیکھ لو اور اپنے سواری کے اعتراضوں کی داد دو۔“

(۱۹) **ترجمہ** : ”اور البتہ تحقیق دی ہم نے موسیٰ کو کتاب اور پیچھے ہم پیغمبر کو لانے اور دیے ہم نے عیسیٰ بنے مریم کو مجھڑے ظاہر اور قوت دی ہم نے ساتھ روح پاک کے۔ کیا پس آیا جب تمہارے پاس ساتھ اس چیز کے کہ نہیں چاہتے ہی تمہارے تکبر کیا تم نے پس ایک فرقہ کو بھٹایا تم نے اور ایک فرقہ کو مار ڈالتے ہو (آیت ۸۷)“

(۱۹) **محقق** : جب قرآن میں شہادت ہے کہ موسیٰ کو کتاب دی تو اس کا ماننا مسلمانوں کیلئے لازم آیا اور جو جو اس کتاب میں نقص ہیں وہ بھی مسلمانوں کے مذہب میں آگئے اور مجھڑے کی باتیں سب فضول ہیں اور سادہ لوح آدمیوں کے بکمانے کے واسطے گھڑی مگلی ہیں۔ کیونکہ قانون قدرت اور علم کے برخلاف تمام باتیں جھوٹی ہی ہو اگر تہی ہیں۔ اگر اس وقت مجھڑے تھے تو اب کیوں نہیں ہوتے۔ چونکہ اس وقت نہیں ہوتے اس لئے اس وقت بھی نہیں ہوتے تھے۔ اس میں کچھ بھی شک نہیں۔

(۱۹) **مدقق** : بائبل کے ماننے کے اقوام کا جواب نمبر ۵ میں دے چکا ہوں۔ ہنڈ تہی کی عادت ہے کہ سادہ لوحوں کے بکمانے کو نمبروں کی تعداد بڑھاتے ہیں۔ مجھڑوں کا جواب بھی نمبر ۳ میں ہو چکا ہے۔

(۲۰) **ترجمہ** : ”اور اس سے پہلے کافروں پر فتح چاہتے تھے۔ جو کچھ پہنچا تھا۔ جب اس کے پاس وہ آیا جھٹ کافر ہو گئے۔ کافروں پر لعنت ہے۔ اللہ کی۔“ (آیت ۸۹)

(۲۰) **محقق** : جس طرح تم غیر مذہب والوں کو کافر کہتے ہو۔ اسی طرح کیا وہ تم کو کافر نہیں کہتے؟ اور وہ اپنے مذہب کے خدا کی طرف سے تمہیں لعنت دیتے ہیں۔ پھر کہو کون سچا اور کون جھوٹا ہے؟ مذہب فور سے دیکھتے ہیں تو سب مذہب والوں میں جھوٹ پایا جاتا ہے اور ہو جی ہے وہ سب میں یکساں

ہے۔ یہ سب جھگڑے جمالت کے ہیں۔

(۲۰) **مدقق** : اس فقرہ میں تو سوامی نے فیصلہ ہی کر دیا۔ جس کا مطلب ان لفظوں میں سمجھنے سے کوئی امر مانع نہیں کہ ستیا رتھ

پر کاش جس میں تمام مذہب کا کھنڈن دروا ہے۔ بالکل جمالت سے بھری ہوئی ہے۔ ہم اگر یہ بات کہتے تو ہمارے سماجی دوست ہم سے ناراض ہوتے اور ہمیں متعصب اور گریا نہیں کیا القاب بخشے۔ مگر شکر ہے کہ مدنی کے اپنے بیان نے فیصلہ کر دیا۔

ہوا ہے مدنی کا فیصلہ اچھا مرے حق میں۔ زلیخا نے کیا خود پاکدامن ماؤ کتیاں کا
باقی رہا غیر قوموں کا نہیں کافر کہنا۔ ہم اس سے ناراض نہیں۔ ”کافر“ کے معنی ”منکر“ کے ہیں۔ ہم خود کہتے ہیں۔

كَفَرْنَا بِكُمْ وَبَدَا بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمُ الْعَدَاوَةُ وَالْبَغْضَاءُ أَبَدًا
حَتَّىٰ تُوْمِنُوا بِاللَّهِ وَخَدَّاهُ

ترجمہ ”ہم تمہارے دین سے منکر ہیں۔ مذہبی امور میں ہماری تمہاری مخالفت پیش کیلتے ہے۔ جب تک تم اکیلے خدا پر ایمان نہ لاؤ۔“
(قرآن شریف)

ہاں سوامی جی! جس طرح آپ دید کے منکروں کو دہریہ اور ملحد کہتے ہیں۔ اسی طرح عیسائی اور ہندو آپ کو بوجہ انجیل اور پوراٹوں سے انکار کرنے کے بے دین سمجھتے ہو گئے۔ پھر کہنے! تم میں سے کون مجھ کا اور کون سچا ہے؟ یہاں تو سوامی جی بڑی صلح کی پالیسی چلے ہیں۔ اصل یہ ہے کہ چننا۔ جی کے کئی رنگ ہیں۔ لیکن

ہم دتے کہ خواہی جا رہے پوش من انداز قذت راسے شام
(۲۱) **ترجمہ** : ”خوشخبری ایمانداروں کو اللہ ’فرشتوں‘ پیغمبروں‘
جبرائیل اور میکائیل کا جو دشمن ہے۔ اللہ بھی ایسے
کافروں کا دشمن ہے۔“ (آیت ۹۸)

(۳۱) محقق : جب مسلمان کہتے ہیں کہ خدا لاشریک ہے۔ پھر یہ فوج کی فوج شریک کہاں سے کر دی؟ کیا جو اوروں کا دشمن ہے وہ خدا کا بھی دشمن ہے؟ اگر ایسا ہے تو ٹھیک نہیں۔ کیونکہ خدا کسی کا دشمن نہیں ہو سکتا۔

(۲۱) **مدقق:** ترجمہ مرقومہ بالا کے دیکھنے والے بخوبی سمجھ سکتے ہیں کہ دیانند جی کو غلط بیانی میں کہاں تک آمند (مزہ) آتا ہے۔ ترجمہ ایسا نقل کیا ہے جس کا سرے نہ پھر ہے کیوں نہ ہو۔ ۳۰ اسی کا پرمان کیا ہی جی ہے۔ ”آگے مجھے نہ دیکھے والے جاہلوں کو علم کہاں“ ”بھوکھا صفحہ ۵۲۔“

مگر خیر ہمیں تو ان کے سوال کا جواب دینا ہے۔ سماجی مقرر تو گھاجھا چھانچھا کر
پر میٹھور اکیلا سرب ہفتی مان کہتے ہیں۔ پھر کیا سبب ہے کہ وہ یہ کہلاتا ہے۔
"پر ہاتھ کے اس غریب قدرت کو جس کی وجہ سے حفاظت کرتے ہیں کون جان سکتا
ہے۔" (اقتل وید کا لڑ ۱۵) یہ پانچ ۲۳ انو واک ۲۲ مقرر ۲۲
وید یہ بھی آگیا دیتا ہے۔

رہ رہ بھی آگیا دیتا ہے۔

ہیں۔ وہی ان تینوں دیو جڑوں کو جانتے اور ان کو اسی ایک برہم کے مبارکے قائم جانتے ہیں۔" (ایضاً صفحہ ۲)

جب پر مشورہ ایک لاشریک ہے تو چنتہ ہی یہ فوج (شریک) کہاں سے آگئی۔ یہ ہے سوامی جی کی لیاقت علمی۔ اتنا بھی نہیں جانتے کہ مخلوق کا خدا کے نام کے ساتھ محض ذکر آجانا شرک نہیں ہوا کرتا۔ بلکہ اسی حیثیت سے آئے۔ جس حیثیت سے خدا کا نام آیا ہے تو شرک ہوتا ہے۔ بھلا اگر کوئی کہے کہ خدا اُس پانی کو شٹ کرے۔ جس نے دیا اللہ ہی کو زہر سے ہلاک کیا تو کیا یہ بھی شرک ہے؟

واقعہ ۱۰) آپ سب سے کہہ سوامی جی شرک سے ایسے ہی بھاگتے ہیں۔ جیسے گوشت خوردی

ہے۔ چنانچہ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ کے ساتھ مُخَفَّفًا رَسُوْلُ اللَّهِ کو ملنا بھی شرک سمجھیں گے۔ کیوں نہ ہو پھر سے مانجھوں کے لئے ہوئے رسیوں سے ڈرتے ہیں۔ مدتوں کے شرک اور بت پرستی میں پھنسے ہوئے مسلمانوں کے اعتراضات سن سن کر اس راستہ پر آئے ہیں۔ اس لئے کسی قدر معذور بھی ہیں۔ مگر افسوس ہے

کس نیا مومن عظمیٰ تیرا دامن کہ مرا عاقبت نشانہ نہ کرو
ہاں یہ خوب کہی کہ ”کھانسی کا دامن نہیں ہو سکتا۔“ ہم چڑت جی کے حافظہ کی کہاں تک شکایت کریں۔ ایشور کا پرمان سنئے! اور نور سے سنئے!

میں بدکار خالموں کو بھی ایشور باد (ایک دعا) میں دیتا۔ ”ارگ وہ! اشک! اور گ
۱۸ ستمبر ۱۹۸۸ء

بتلائیے! یہ کون لوگ ہیں۔ جن کو ایشور باد نہیں ملتی وہی ہیں جن کو قرآن میں
عَدُوّ اللَّهِ يَا اِنَّ اللّٰهَ غَدُوّ لِلْكَافِرِيْنَ کہا گیا ہے۔ سوائی جی یہ کہے بیٹھے ہونگے
کہ جس طرح ہم اپنے دشمن کو ہونٹتے تو دم بھر جینے نہیں دیتے۔ خدا بھی ایسا ہی کرتا ہو گا۔
مکران کو مغلوب نہیں ہے۔

لیکن خداوند بالا و پست یہ عصیاں وہ رزق پر کس نہ بست
”اور کہو کہ معافی مانگتے ہیں ہم۔ معاف کریں گے“
(۲۲) ترجمہ: تمہارے گناہ اور زیادہ نیکی کرنے والوں کے ۱۰

(آیت ۵۹)

بھلا یہ خدا کی ہدایت سب کو گناہ کرنے والی ہے یا
(۲۲) محقق: نہیں۔ کیونکہ جب گناہ معاف ہونے کا سارا آدمی کو ملتا

ہے۔ تب گناہوں سے کوئی بھی نہیں ڈرے گا۔ اس واسطے ایسا کہنے والا خدا اور یہ خدا
کی بنائی ہوئی کتاب نہیں ہو سکتی۔ وہ عادل ہے۔ بے انصافی بھی نہیں کرتا اور گناہ
معاف کرنے سے تو بے انصاف ہو جاتا ہے۔ مگر جیسا قصور ہو ویسی سزا دینے سے ہی
عادل ہو سکتا ہے۔

(۲۲) **مدقق :** یہ مسئلہ سوامی جی کا قابل غور ہے۔ اس کو چند تہ جی نے
کئی ایک موقعوں پر لکھا ہے۔ جن سب کا مطلب یہی ہے

کہ تو بہ قبول نہیں ہوتی۔ ہم حسب وعدہ پہلے وہ منتر مسئلہ سوامی بیان کر کے اس کا مدعا
سامیوں سے پوچھتے ہیں۔ منتر مذکور سے پہلے خود چند تہ جی بھومکا میں ایک تمہید لکھتے
ہیں وہ بھی قابل غور ہے۔ آپ لکھتے ہیں:

”اس ایشور کی ہر ایت کے ہونے و عدم کو ماننا ہر انسان پر یکساں فرض ہے اور
چہ نگاہ اس کی مدد کے بغیر سچے و دھرم کا علم اور پابندی اور تحمیل کامیابی نہیں ہو سکتی۔
اس لئے ہر انسان کو ایشور سے اس طرح مدد مانگنی چاہئے۔“

”اے اگنی! ایشور! وعدہ و صداقت کے مالک و محافظ میں سچے و دھرم پر چلوں گا۔
یعنی اس کی پابندی کروں گا۔ اے ایشور مجھے سچے نیک چلن اور دھرم پر عمل کرنے کی
طاقت ہو۔ آپ مجھ کو بہت دیکھتے کہ میرا یہ سچے و دھرم کا وعدہ آپ کی عنایت سے پورا ہو۔
(وعدہ یہ ہے) میں آج سے سچے و دھرم کی پابندی اور جھوٹ نہ کہوں۔ سچے چلن اور دھرم سے
دور کی اختیار کروں گا۔“ (مجموعہ ادھیاے منتر ۵)

اب سوال یہ ہے کہ اس وعدہ کے مطابق جس کو اسلامی محاورہ میں تو بہ کہتے ہیں۔
اس وعدہ (تو بہ) کرنے والے کو کیا فائدہ خدا کے سامنے تو ایسی عاجزی سے اکتفا و اخلاص کیا
اور ہاں سے جواب ملا کہ تیرے چھپے گناہ تو بدستور ہیں۔ جن کی پاداش میں تو ایک دفعہ
پاخانہ کا کرم یا جنگل کا بندر یا بن لاسور بنے گا۔ کیونکہ بغیر اس کے ہمارا عدل اور رحم بگڑتا
ہے۔ البتہ آئندہ کو اگر تو نے کچھ نیک کام لے تو ان کا تجھے عوض ملے گا۔ پھر بتائیے ایسے
ایشور سے تو معصومی بننے و کائنات پر بھی کئی درجے اچھے ہیں یا نہیں؟ جن کے نوکر اگر
اخلاص سے تو بہ کریں اور آئندہ کو فرمانبرداری اور نیک چلنی کا وعدہ کریں تو وہ بھی ایک دو
دفعہ ان کو بخش ہی دیتے ہیں۔ مگر پرمیشور ایسا دیا لو! (مہمان اسے کہ باوجود یہ کہ اُسے بندے
کے دل کا حال بھی بخوبی معلوم ہے۔ کہ وہ محض اخلاص سے میرے آگے گڑگڑاتا ہے۔ تاہم
اس کے حال پر رحم کر کے اس کے قصور معاف نہیں کرتا۔ سچ پچھو تو پرمیشور بھی سچا
ہے۔ وہ اقول آریہ سماج) اسی طرح تو بہ پر گناہ معاف کرتا جیسے تو اس کے ملک اور
حکومت میں ظلم آتا ہے کیونکہ انہیں بہ کاروں کو تو اس نے میوانی قابلوں میں ڈال ڈال کر دیا
گو آباد رکھتا ہے اگر یہی چیزیں ہاتھ سے نکل گئیں تو وہ لالے گا کہاں سے؟ (مجموعہ منتر ۱)

تعجب نہ تو یہ ہے کہ سوائی جی کے منہ سے بھی کبھی کبھی بلا اختیار سچی بات نکل جاتی ہے کو کسی میرا یہ میں نکلے۔ آپ خود ستیارتھ پر کاش باب ۷ نمبر ۱۳ میں مانتے ہیں کہ عدل اور رحم خداوندی آپس میں متضاد نہیں۔ پس ہم بھی پندت جی کی تقریر کی تشریح کرنے کو انھیں اور ان کے پیلوں کو بتاتے ہیں کہ عدل کے معنی ہیں وضع الشیء فی مکنہ ابراہیم چچ کو اس کے ٹھکانے پر رکھنا اور رحم کے معنی ہیں ارادہ خیر "یا کسی کی حالت زار پر ترس کھانا۔" یہ صفت "ارادہ خیر" پندت جی بھی خدا کی نسبت مانتے ہیں۔

ادیکھو ستیارتھ پر کاش صفحہ ۲۳۵ (ملاس ۷) نمبر ۱۹ میں آپ بتاتے ہیں کہ ایک شخص جو دلی اخلاص سے خدا کے آگے بغیر کسی عذاب دیکھنے کے گڑگڑاتا ہے۔ توبہ کرتا ہے۔ تو اس کا عدل (جس کے معنی تھے ہر ایک چیز کو ٹھکانے پر رکھنا) اس توبہ کیلئے بھی کوئی عمل تجویز کریگا اور اس کی گریہ و زاری اور سہہ دیکھنے آہ و بکا کا بھی کوئی عمل ہے؟ بندوں کے ہر ایک فعل کے لئے جب کوئی نہ کوئی عمل ہے تو کوئی وجہ نہیں کہ اس فعل (توبہ) کا کوئی عمل نہ ہو۔ پس بتاتے کہ قبول توبہ میں عدل اور رحم دونوں ہیں یا نہیں۔ بلکہ توبہ کا قبول نہ ہونا اور گناہوں کا معاف نہ ہونا سراسر ظلم اور خلاف عدل ❶ ہے۔ کیونکہ وضع الشیء فی مکنہ ایجنوں کا ٹھکانہ پر رکھنا کے خلاف ہے۔ اصل میں سوائی جی کو حقوق العباد (بندوں کے حقوق) اور حقوق اللہ (خدا کے حقوق) میں اشتباہ ہو گیا۔ سوائی کی تقریر سے جو صفحہ ۳۵۰ ستیارتھ پر کاش (ملاس ۷) پر ہے یہی معلوم ہوتا ہے کہ آپ کو دونوں میں تمیز نہیں۔ سو ہم اپنے سماجی دوستوں کو بتاتے ہیں کہ ان میں بہت بڑا فرق ہے اور ہم بھی قسم اول میں قبول توبہ کے قائل نہیں۔ جب تک وہ شخص جس کا کچھ نقصان کیا ہو۔ معاف نہ کرے۔ کیونکہ اس سے انتظام عالم بگڑتا ہے اور قسم ثانی میں قبول توبہ کو مانتے ہیں۔ بشرطیکہ صدق دل اور خاص نیت سے شخص خدا کے عذاب اور اپنی سوء عاقبت کے خوف سے توبہ کرے۔ نیز یہ بھی شرط ہے کہ توبہ کرتے وقت آئندہ کا پختہ خیال جی میں اس کام کے نہ کرنے کا کرے۔ سنو!

إِنَّمَا الثَّوْبَةُ عَلَى اللَّهِ لِلَّذِينَ يَعْمَلُونَ الشُّرَاءَ بِنَهَائِهِ ثُمَّ
يَقُولُونَ مِنْ قَرِيبٍ

ترجمہ "اللہ کے نزدیک توبہ انہی لوگوں کی قبول ہوتی ہے جو غلطی نفسانی میں پھنس کر برے کام کرتے ہیں۔ پھر صحت سے توبہ کرتے ہیں۔" **وَالَّذِينَ إِذَا فَعَلُوا فَاجِرَةً أَوْ ظَلَمُوا أَنْفُسَهُمْ ذَكَرُوا اللَّهَ فَاسْتَغْفَرُوا لِذُنُوبِهِمْ وَمِنْ يَلْفِظُ الذُّلُوبَ إِلَّا اللَّهُ وَلَهُمْ يُجِيرُوا عَلَىٰ مَا فَعَلُوا وَهُمْ يَعْلَمُونَ**

ترجمہ "معانی ان لوگوں کے لئے ہے جو گناہ کر کے خدا کو یاد کرتے ہیں اور اپنے گناہوں کی بخشش مانگتے ہیں اور اجاتے ہیں کہ اللہ کے سوا کوئی گناہ بخش نہیں سکتا۔ اور اپنے گناہ پر دانتاڑے نہیں رہتے۔"

سوامی جی! نے اس پر بھی غور سے کام نہیں لیا کہ جتنی صفات کمال دنیا میں ہیں ان سب کا سرچشمہ صفات خداوندی ہیں۔ مثلاً سخاوت ایک صفت کمال ہے تو دراصل اسی سرچشمہ کا ایک نشان ہے۔ ایسا ہی عدل، رحم، محبت وغیرہ صفات کمال کی سب اسی سرچشمہ کے نشان ہیں۔ جس کو اللہ پر میثور، گاؤ، خدا وغیرہ کہتے ہیں۔ پس جب ہم دنیا میں بہت سے مقدمات میں مدعیان اور مستحقان کو معاف کرتے بھی دیکھتے ہیں۔ اور ان کی تعریف کرتے ہیں اور بیاد اوقات کما کرتے ہیں کہ۔

در غفلت نیست کہ در انتقام نیست

تو خدا کی نسبت کو کسی دلیل اس صفات کمال کے ماننے سے ہمیں مانع ہے ہاں سوامی جی گایہ گناہ کہ توبہ سے گناہوں کی جرات ہوتی ہے۔ محبت حیرت افزا ہے۔ چڑت جی کو یہ بھی معلوم نہیں کہ دنیاوی کاروبار میں جس میں بندوں کو اپنے تصور کی معافی کا علم بھی ہو جاتا ہے۔ معافی سے جرات اور دلیری نہیں ہوتی۔ تو خدا کی معافی میں جس کا علم بھی دنیا میں قطعی طور پر نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ موجب جرات ہو گا؟ ہاں ایسے آدمیوں کی توبہ اسلام میں بھی قبول نہیں۔ جو گناہ کرتے ہوئے یہ دلیری رکھیں کہ توبہ سے گناہ معاف کرا لیں گے۔ پس ہم فرمان خداوندی سنا کر اس فقرہ کو ختم کرتے ہیں سنو! اور غور سے سنو

قُلْ يَا عِبَادِيَ الَّذِينَ آمَنُوا عَلَىٰ أَنْفُسِهِمْ لَا تَقْظُوا مِنْ رَحْمَةِ اللَّهِ إِنَّ اللَّهَ يَغْفِرُ الذُّلُوبَ جَمِيعًا (دوسری آیت)

وَهُوَ الَّذِي يَقْبَلُ التَّوْبَةَ عَنْ عِبَادِهِ وَ يَغْفِرُ عَنِ السَّيِّئَاتِ
 ترجمہ ”تو میرے گناہگار بندوں کو کھدے کہ میری رحمت سے ہے
 امید نہ ہوں۔ بیشک اللہ (توبہ کرنے پر) سب گناہ معاف کر دے گا
 (دوسری آیت) وہی ہے جو اپنے بندوں کی توبہ قبول کرتا ہے اور گناہ
 معاف کرتا ہے۔“

(۲۳) ترجمہ : ”جب سوئی نے اپنی قوم کے واسطے پانی مانگا۔ ہم نے
 کہا کہ اپنا عصا پتھر مار اس میں سے بارہ بیٹھے ہ
 اٹک۔“ (آیت ۶۰)

(۲۳) محقق : دیکھئے ان ناممکن باتوں کے برآید کوئی دوسرا شخص کیا
 کے گا؟ ایک پتھر عصا مارنے سے بارہ چشموں کا نکلا
 بالکل ناممکن ہے۔ ہاں اس پتھر کو اندر سے پلا کر کے اس میں پانی بھر لے اور بارہ
 سوراخ کرنے سے ایسا ہو ناممکن ہے اور کسی طرح نہیں۔

(۲۳) مدقق : معجزہ کے ممکن اور غیر ممکن ہونے کے متعلق ہماری
 منسل تقریر تفسیر ثنائی جلد ثالث حاشیہ نمبر اول میں
 ہے خلاصہ اس کا یہ ہے کہ معجزہ غیر ممکن نہیں بلکہ اس کا نبوت کے ساتھ ایک ایسا جہول
 اکیئیت تعلق ہے۔ جیسا کہ انسان کی روح اور عقل کا جسم کے ساتھ۔ پس جہاں نبوت
 ہو گی وہاں معجزہ کا ہو نا قانون قدرت ہے۔ بلا نبوت معجزہ نہیں۔ پندت جی کے اس قول
 سے تو سب سے زیادہ حیرانی ہے۔ کیونکہ فقرہ ۷۳ میں خود ہی فرماتے ہیں کہ۔

”جس مذہب کو ہزاروں کروڑوں آدمی مانتے ہوں اس کو جسم مانگنے والے سے زیادہ
 گمراہی ہو۔“ (ستارہ ص ۶۹، ممدان ص ۱۰۱، نمبر ۷۳)

لیکن یہاں پر یہ قاعدہ بھول گئے اور یہ خیال نہ فرمایا کہ معجزہ کو سوا آپ کی ذات
 خاص یا آپ کے چیلوں کے اجن کا شمار ہاتھوں کی انگلیوں پر ہو سکتا ہے اسب اہل مذہب
 (مسلمان، یہودی، عیسائی، ہندو، بدھ وغیرہ) مانتے ہیں۔ اور اپنے اپنے پروردگاروں کی نسبت
 بہت سے معجزات اور کرامات کا اپنے لفظوں میں اظہار کرتے ہیں۔ پس آپ خود ہی فیصلہ
 دیں کہ آپ جو ایسی بات کو جسے قریب قریب کل دنیا کے لوگ مانتے ہیں کھنڈن (رد) کرتے

ہیں۔ آپکے سے بڑھ کر.... کون ہے؟

مذکورہ کی حقیقت صرف یہ ہے کہ عام مروجہ طریق کے خلاف واقعہ ہوتا ہے۔ جس کو سپر نیچرل (خلاف قانون قدرت) کہتے ہیں۔ اس اس امر کی تحقیق پر سارا مدار ہے۔ اگر اس کا ثبوت ہو جائے کہ مروجہ عادت کے خلاف بھی ہوا یا ہو سکتا ہے اور کم سے کم فریقین (اہل اسلام اور آریہ) میں مسلم ہو جائے تو دونوں میں سے کسی کا حق نہیں کہ مذکورہ پر اعتراض کرے پس آئیے اسی اصولی مسئلہ کی ہم تحقیق کریں۔

ملاحظہ کریں! یہ تو آپ لوگوں کو معلوم ہو گا۔ جس کی آپ شہادت دے سکتے ہیں کہ عام مروجہ طریق یہ ہے کہ انسان کو پیدائش سے پہلے کے حالات معلوم نہیں ہیں۔ نہ آئندہ بعد موت کے واقعات بتا سکتا ہے۔ گو آریہ سماجی موجودہ زندگی سے پہلی زندگی کے قائل ہیں لیکن اتنا وہ بھی مانتے ہیں کہ گزشتہ اور آئندہ واقعات کا علم کسی کو نہیں ہو سکتا۔ ہم اس کے متعلق سو امی دیا مندی کی ہدایت سناتے ہیں۔ آپ سوال و جواب کی صورت میں لکھتے ہیں۔

www.only1or3.com

www.onlyoneorthree.com

سوال: اگر جنم نہت ہیں تو پہلے جنم اور موت کی باتیں کیوں یاد نہیں رہتیں؟
جواب: جیہ محدود العلم ہے۔ ہر سہ زمانہ کو مشاہدہ میں لانے والا نہیں اس لئے یاد نہیں رہتا۔ اور جس من کے ذریعے علم حاصل ہوتا ہے۔ وہ بھی ایک وقت میں دو علم حاصل نہیں کر سکتا۔ پہلے جنم کی بات تو دور رہے دیجئے، اس جسم میں جو سب حمل میں ہوتا ہے۔ جہاں جسم تیار ہو اور پھر متولد ہو۔ نیز پانچ سال کی عمر سے پہلے ہو جو باتیں ہوئی ہیں۔ ان کو کیوں یاد نہیں کر سکتا۔ علیٰ ہذا القیاس بحالت بیداری یا خواب بہت سا کاروبار بدی طور پر کر کے شہتی یعنی گہری نیند کی حالت میں اس عالم بیداری وغیرہ کے کاروبار کیوں یاد نہیں کر سکتا اور تم سے کوئی پوچھے کہ بارہ برس سے پہلے تیر حویں برس کے پانچویں مہینے کے نویں دن وہیں بیٹے پر پہلے منٹ میں تم نے کیا کیا تھا، قصار امتہ! ہاتھ مکان، آنکھ، جسم من طرف اور کس قسم کا تھا اور من میں کیا سوچ تھی۔ جب اس جسم میں یہ حال ہے تو پہلے جنم کے یاد رہنے کے متعلق شکوک پیدا کرنا محض لوگوں کی بات ہے۔ نیز کوئی شخص پچھلے اور اگلے جنم کے حالات کو جاننا چاہے تو جان بھی نہیں سکتا۔

کیونکہ جیج کا علم اور وجود محدود ہے۔ یہ بات ایٹور کے جاننے کی ہے۔ نہ کہ جیج کی (ستیا رتھ پرکاش مہاس ۹، نمبر ۳۱، صفحہ ۳۲۹)

حوالہ مذکور سے صاف ثابت ہے کہ پچھلے جنموں کا حال کسی کو معلوم نہیں ہو سکتا۔ بلکہ یہ خاصہ خداوندی ہے جس میں کوئی روح شریک نہیں ہو سکتی۔ بہت خوب آگے چلے۔ سوامی جی کی سوانح عمری میں ان کا قول یوں نقل ہے۔

”ہندو مت مکمل نہیں بنی کا قول ہے کہ جو دھرم چھوڑ جاتے وقت سوامی جی فرماتے تھے کہ شریر جسم (کا) اب کچھ بھروسہ نہیں۔ نہ جانے کس وقت چھوٹ جائے اور میں اس کام (تعمیر وید) کے لئے پھر دوبارہ جنم لوں گا اور اس وقت جو میرے درود (مخالف) ہوتے ہیں، وہ سب شانت (سوائی) ہو جائیں گے۔ آریہ سماجوں کی ترقی سے بھی بڑی بھاری مدد ملے گی۔ میں اس وقت وید کا تیلہ بھاشی (ترجمہ کر دوں گا)۔“ (سوانح عمری کاں صفحہ ۸۶)

اس حوالہ سے دو باتیں ثابت ہوتی ہیں ایک یہ کہ سوامی جی کی روح کو آئندہ جنم کا علم ہوا تھا۔ دوم اس آئندہ وقت میں آپ کو گنہ گشتہ جنم کا علم ہو گا۔ تب ہی تو آپ اپنے ناتمام کام (تعمیر وید) کو تمام کریں گے۔ یہ دونوں علوم عام قانون قدرت کے برخلاف ہیں۔ ایک اور شادی کے پڑت لیکن ہم مقتول آریہ مسافر لکھتے ہیں۔

مسی پیارے لال ساکن سولی ضلع بریلی جس کا چھانچا ۱۸۵۷ء میں مارا گیا۔ جب چند روز گزرے تو اس نے ملے کا جنم لیا اور شیوہ اختیار کیا کہ ہر شام کو اپنے گھر آتا اور ایک بچہ آٹنی میں ہو اس کے گھر لکھتا تھا۔ میرا لپٹا اور صبح کو اڑ جاتا۔ یہ سے بھی کیفیت رہی فرض ایک دن جو وہ ملے لکھتا تو پھر نہ آیا۔ لوگوں کو اس کا بڑا اذیتاں رہا۔ ان دنوں کا ذکر کرتے ایک گوسائیں کی حوریت ساکن مہاراجہ سے اس نے کام کو کسی گاؤں میں جاتی تھی۔ راستے میں جو نہ تھکے تھے اپنے کسی جان بچان کے گھرائی اس کا حنظل بنیال پڑتے رام کے گھر آتا اور مستورات سے کہا کہ فلاں فلاں کہاں ہیں۔ کہا کہ فلاں مر گئے اور فلاں کام کو فلاں جگہ گئے ہیں۔ پھر لاکے سے جان لیا کہ یہ میرا نام پیارے لال ہے اور یہ گھر میرا ہے۔ یہاں ایک نیب کا درخت تھا وہ لکھتا تھا۔ وہ لوگوں نے کہا کہ جھڑنے کاٹ ڈالا۔ پھر ان لاکے سے اپنے مارے جانے اور مر کر جنم جائے اور پھر اس میاد کے پہلے میں پھنس کر مرے اور پھر گوسائیں کے گھر میں پیرا ہوئے فلاں جرا جان لیا اور اپنے ان باپ ’نانی‘ کے گھر کو پہچان کر اپنی ٹوپی اور کتابیں مانگی۔ اس کی

اور والدہ سابقہ نے طہر کیا کہ یہ اشیاء تمہارے بچے کے استعمال میں آئیں ہم تم کو اور
 دیں گے۔ حاضرین کو ان کے کی ایسی باتوں پر کمال تعجب رہا۔ بعد دو ماہ اپنی والدہ
 صاحبہ کے ساتھ چلا گیا۔ "اکیات آء یہ مسافر ص ۱۹
 اس نوالہ سے ہو چکے مصنف مذکور نے ثابت کیا ہے وہی ہمارا مدعا ہے۔ یعنی
 پیارے لال کو طوطا بننے کی حالت میں پسلا علم رہا۔ پھر پورا رام بکر طوطا کی ہون جگہ اس سے
 پہلی ہون کا علم بھی حاصل رہا۔ حالانکہ عام قانون قدرت یہی ہے کہ کسی سابقہ جنم کا علم نہ
 ہو۔ مگر اس طوطا رام کو ہوا۔

ان دونوں شہادتوں سے صاف ثابت ہے کہ یہ واقعات قانون قدرت کے
 برخلاف ہیں جس کی بابت سوائی دیوانہ نے اٹھار لیا تھا کہ یہ خاصہ خداوندی ہے۔
 بس اب مطلع صاف ہے کہ جس طرح یہ دونوں واقعات خلاف قانون قدرت
 کے ہوئے ہیں اسی طرح معجزات انبیاء بھی بظاہر خلاف عام قانون قدرت کے ہوتے ہیں۔
 درحقیقت ان کے لئے بھی قانون ہوتا ہے۔ پس اتنے ہی سے معجزہ کی حقیقت سمجھ میں آسکتی
 ہے۔

سماجی مترادف

سنبھل کے رکھیو قدہ موشت خاریں بھنوں کہ اس نواح میں سودا بہ بند پا بھی ہے
 "اور اللہ خاص کرتا ہے۔ جس کو چاہتا ہے ساتھ اپنے
 رحم کے۔" (آیت ۸۶)

۴۲۳ ترجمہ

کیا ہو مخصوص میں اور رحم کئے جانے کے لائق نہیں ان کو
 بھی مخصوص میں کرتا اور اس پر رحم کرتا ہے؟ اگر ایسا
 ہے تو خدا بڑا اگر بڑا چاہنے والا ہے۔ پھر اچھا کام کون کرے گا؟ اور یہ کام کون چھوڑے
 گا؟ کیونکہ ایسی صورت میں خدا کی رضامندی پر انسان بھروسہ کریں گے اور اعمالوں
 کے نتائج پر نہیں۔ اس گرہ کی وجہ سے تو سب نیک اعمال کرنے سے دست بردار ہو
 جائیں گے۔

۴۲۴ محقق

چند تہی! پوچھ لینے میں کیا ہرج تھا۔ اگر آپ ایک
 سال کے کسی عربی ہاتھ شالیں قرآن پڑھ لیتے۔ جتنی

۴۲۵ مدقق

نے صحیح کہا ہے۔ جو وہ (یا قرآن) بغیر استاد کے پڑھتا ہے۔ وہ چور ہے۔ سُنئے! قرآن نے
 تلو دو دوسری آیت میں اسکی تفسیر کر دی ہے۔ اَللّٰهُ اَعْلَمُ حَيْثُ يَجْعَلُ رِسَالَتَهُ
 (جس شخص کو خدا چاہی کرتا ہے اس کے حال سے خوب واقف ہوتا ہے)۔

ہاں آپ بتائے کہ یہو وہب ہدایت بخود اوحیا نے ۳۱ مئی ۲۲ جو شخص یہ دعا
 کرے کہ مجھ کو تمام سکھ یا تمام عالم کی حکومت عطا کر اس کو کیا ملے گا۔ کیا ایک وقت میں
 سارے ہندوستان کے رہنے والے سارے عالم کی نہیں صرف ہندوستان کی حکومت
 ماتھیں تو سب کو ملے گی۔ یا کسی خاص کو۔ سب کو تو یہ کھرب مل سکتی ہے؟ اگر کسی خاص کو تو
 کیوں؟ اگر پہلے اعمال کا نتیجہ ہے تو اس دعا کا کیا فائدہ؟ علاوہ اس کے سابقہ اعمال کا نتیجہ
 نیک بھی رحم اسی کا اثر ہے۔ سو پتھر جو اب دیتے تھے۔ ہمارا تو ایمان ہے۔

جو کچھ ہوا ہوا کرم سے تیرے جو ہو گا وہ تیرے کرم سے ہو گا
 "ایمان نہ ہو کہ کافر لوگ حسد کر کے تم کو ایمان سے
 (۲۵) ترجمہ : منحرف کر دیں۔ کیونکہ اُن میں سے ایمان والوں کے
 بہت سے دوست ہیں۔" (آیت ۱۱۰)

اب دیکھئے خدا ہی اُن کو یاد دلاتا ہے کہ تمہارے
 (۲۵) محقق : ایمان کو کافر لوگ نہ گرا دیں۔ کیا خدا ہمہ دان نہیں
 ہے؟ ایسی باتیں خدا کی نہیں ہو سکتی ہیں۔

یہ وہ سراسر مقام ہے کہ ہم با آواز بلند کہتے ہیں کہ بھولے
 (۲۵) مدقق : سوائی بی کو انصاف بلکہ قسم سے بھی کوئی مطلب نہ تھا۔ اس
 فقرہ کا ترجمہ معلوم نہیں چنتائی نے کہاں سے نقل کیا ہے۔ ہمارے عربی قرآن میں نہ تو اس
 ترجمہ کی کوئی آیت ملتی ہے اور نہ ترجمہ قرآن میں یہ ترجمہ ہے۔ ہم نے سمجھا تھا کہ پڑھتے
 نیکو کام ہی میں یہ کمال ہے کہ اپنی طرف سے ترجمہ میں قصصیں کاغذ پر صاف

پڑھتے نیکو کام نے۔ حالانکہ قرآن میں قرآن سے قرآن کو ثابت دیتے ہوئے یہ آیت بھی نہیں ہے ولا
 طالع یطیّر بحدابہ الا اظہر انما یطیّر من کاذبہ یہ ہے کہ جس قدر جالور ہیں۔ یہ بھی تمہاری طرح
 ہمارے ہیں۔ چہ کہ اس سے پتہ چلے کہ کلام نہ پڑھتا تھا اس کے اس نے جس کاغذ پر جالوریں نہ پڑھایا کرتے
 پڑھتا تھا جس میں مثل تمہاری۔ سو ہی طرف سے اس کاغذ پر پڑھتا ہے۔

کر تاج کا ثبوت دیا تھا۔ مگر ستیا رتھ دیکھنے سے معلوم ہوا کہ دراصل سواری کی جیسے اہرم میں لیکر اہم کے گرد تھے۔ اس چالاکी میں بھی وہ آپ ہی سے فیضیاب تھا۔
محقق جی کے دل کا حال تو خدا کو معلوم ہے کہ اس سوال سے اُن کا مطلب کیا تھا۔
ہاں جس آیت کا نمبر لکایا ہے وہ یہ ہے غور سے سنو!

اقْبِلُوا الصَّلٰوةَ وَاتُوا الزَّكٰوةَ وَذٰلَکَ ذِکْرٌ لِّاَنْفُسِکُمْ مِنْ خَیْرِ
تَجِدُوْہُ عِنْدَ اللّٰہِ اِنَّ اللّٰہَ بِنَا تَفْضِلُوْنَ بَصِیْرٌ ۝۱۰

ترجمہ ”یعنی خدا فرماتا ہے ”نماز پڑھتے رہو۔ زکوٰۃ دیتے رہو۔ جو کچھ بھلائی اپنے لئے پہلے سے بھیجے گئے۔ اُس کو خدا کے ہاں پاؤ گے جو کچھ بھی تم کرتے ہو خدا دیکھ رہا ہے۔“

اگر کوئی سماجی دوست چنڈت جی کا منقولہ ترجمہ ہمیں دکھائیں تو ہم مبلغ صدر و پیسہ اُن کی نذر کریں گے۔ ❶

سماجیو! میں نے پچھاؤ۔ سامنے آؤ۔ مرد میدان بنو۔ کہاں گیا تمہارا چو تھا اصول کہ
”جی کے قول کے لئے اور ہمسائے کے پاس سے میں بڑے مستعد اور بڑے پائے۔“
اگر باقی کے واسطے دکھانے کے اور۔ اور دکھانے کے اور نہیں تو آؤ ہم دونوں
اس پر عمل کریں۔

تاسیاء و روئے شود ہر کہ دروغش باشد

اس سے بڑھ کر ستیا رتھ کے اُن مترجموں پر افسوس ہے جنہوں نے کتاب
ستیا رتھ کا ترجمہ کرتے ہوئے قرآن شریف حُریم کو سامنے قرار رکھا مگر یہ نہ ہو سکا کہ جہاں
ترجمہ نہیں ملتا اس قہر کو لکھ دیتے اور اگر لکھ دیتے ہیں وہ سری پارتی کا ٹولہ تھا تو
انہیں سے اس بارے میں خط و کتابت کرتے اور اگر وہ اس قابل نہ تھے یا اپنی باہمی
کدورت وغیرہ اس مشورہ سے مانع تھی تو جیسے اور متعدد مواقع پر حواشی لکاتے ہیں

ان مواقع پر بھی حواشی لگاتے اور صاف کہتے کہ سوای سے غلطی ہوئی یا ان کو اردو خوانوں نے غلطی میں ڈالا۔ مگر یہ کرتے تو کیونکر کرتے۔ تحقیق سے غرض نہیں۔ انصاف سے مطلب نہیں سوای جی کے ہاتھ میں باگ ہے جدھر چاہیں لئے پھیریں۔ جن کا یہ دوحرفہ اصول ہو۔

پھر زمانہ پھرے آسمان ہوا پھر جا۔ جوں سے ہم نہ پھریں ہم سے گو خدا پھر جا۔
 ان سے انصاف اور ایسی تصحیح؟ اس خیال است و محال است و منوں
 ایک ساتھی دوست نے کتاب پھینکے کے بعد بتلایا کہ سوای جی سے آیت کے نمبر بتانے میں غلطی ہوئی ہے۔ مگر اس ترجمہ کی آیت قرآن شریف میں ہے آخر اس نے یہ آیت بتلائی۔

وَذَكِّرْ لَهُمُ الْكِتَابَ لَئِي يُرْذَلُوْكُمْ مِنْ بَغْدٍ اِنْصَابَكُمْ
 كُفَّارًا حَسَدًا مِنْ عِنْدِ الْقَبِيْظِ مِنْ بَغْدٍ هَاتَيْنِ لِيْهِمُ الْحَقُّ
 دوست مذکور سے اس طرح فیصلہ ہوا اسے تو وہی جانتا ہے مگر عام ناظرین کی خاطر اس آیت کا ترجمہ ہی نقل کرنا کافی ہو گا۔ اللہ فرماتا ہے۔

"اس سے اہل کتاب ہو، انصاری جانتے ہیں کہ تم کو ایمان لانے کے بعد عقل اپنی خدا اور اللہ سے باوجود حق ظاہر ہو جانے کے کا فر بنائیں۔"

اگر سوای جی کی مراد یہی آیت ہے تو بتلائیے اس آیت سے خدا کی حمد و ثناء بہت ہوتی ہے یا بے علمی؟ سماجیو! پوچھو اصول کو یاد کر کے بتانا۔ سچ ہے۔

گل است سعدی و در چشم و شمشاں خارا است

(۲۶) ترجمہ: "تم جد ہر منہ کرو۔ اوہری منہ اللہ کا ہے۔" (آیت ۱۱۶)

(۲۶) محقق: اگر یہ بات سچی ہے تو مسلمان قبیلہ کی طرف منہ کیوں کرتے ہیں؟ اگر کہیں کہ ہم کو قبیلہ کی طرف منہ کرنے کا

حکم ہے تو یہ بھی غلط ہے کہ چاہے جس طرف کو منہ کرو۔ کیا ایک بات سچی اور دوسری جھوٹی ہوگی؟ اور اگر اللہ کا منہ ہے تو وہ سب طرف ہو ہی نہیں سکتا۔ کیونکہ ایک منہ

ایک طرف رہے گا۔ سب طرف کو گھمراہ سکے گا۔ اس واسطے یہ بات ٹھیک نہیں۔

آیت کے معنی صاف ہیں کہ جب ہر کونہ کر کے دعا کرو گے
(۲۶) **مدقق** : خدا کی توجہ اور قبولیت پاؤ گے۔ نہیں مظلوم سوامی بنی کو

اعراض کرنے پر کیوں ایسی رال ٹپکی جاتی ہے کہ بے سوچے سمجھے نمبر پر نمبر بڑھا کر اپنی
ودیا کا ثبوت دینے جاتے ہیں مطلب آیت کا یہ ہے جو ہم نے بتلایا۔ نماز کے وقت میں
کعبے کی طرف رخ کرنا الگ حکم ہے۔ اس کو اس سے تعلق نہیں وہ ایک خاص وقت
ہے۔ یہ عام دعا کا وقت ہے۔ زیادہ تفصیل نمبر ۳۰ میں آئے گی۔ اللہ کے منہ سے مراد
توجہ اور قبولیت ہے چنانچہ ہم نے ترجمہ کر دیا۔ ملاحظہ

(۲۷) **ترجمہ** : "جو آسمان اور زمین کا پیہا کرنے والا ہے۔ جب وہ
کچھ کرنا چاہتا ہے یہ نہیں کہ اس کو کرنا پڑتا ہے۔ بلکہ

اسے کہتا ہے کہ ہو جائیں ہو جاتا ہے۔" (آیت ۱۱۸)

بھلا جب خدا نے حکم دیا کہ ہو جا۔ تو یہ حکم کس نے سنا؟
(۲۸) **محقق** : اور کس کو سنایا گیا اور کون بن گیا؟ کس مادہ سے بنایا

گیا۔ جب یہ لکھتے ہیں کہ آفرینش کے پہلے سوائے خدا کے کوئی بھی وہ سری چیز نہ تھی تو یہ
دنیا کہاں سے ہوئی ملت کے بغیر معلول نہیں ہوتا تو آقا بڑا جہان علت کے بغیر کہاں سے ہو
گیا۔ یہ بات صرف لڑکپن کی ہے۔

اس فقرہ میں سوامی نے مادہ کے متعلق سوال اٹھایا ہے
(۲۹) **مدقق** : یعنی مسلمان جو آریوں کی طرح مادہ کے قائل نہیں تو

دنیا کس چیز سے بنی ہے۔ اس لئے ہم بھی اس فقرہ میں کسی قدر تفصیل سے مادہ کے حالات
بتلا دیں گے اور جہاں تک ہو سکے گا۔ سائنس کے مسئلہ اصول سے کام لیں گے اور
ناظرین کو دکھادیں گے کہ آریوں کا دعویٰ

"جہاں سائنس کی روشنی پینے کی دہاں اور یہ دھرم کا بلند اسب سے پہلے لہا لے گا۔"
کون تک ثبوت رکھتا ہے۔ مگر اس فقرے سے پہلے آیت موصوفہ کا مطلب بیان
کرتے ہیں۔ آیت کا مطلب یہ ہے کہ تمہارے نزدیک جلدی سے جلدی کسی کام کا ہو جانا
اس سے زیادہ نہیں ہو سکتا کہ تم اس کا تصور ذہن میں لاتے ہی اس کو ہو مئے کا حکم کرو۔

اور وہ ہو جائے۔ مثلاً کسی مکان کا نقشہ زمین میں سایا اور تم نے اس کی تیاری کا حکم دیا۔ وہ فوراً ہو گیا۔ اسی طرح سمجھو کہ خدا کے کام جلدی ہوتے ہیں۔ ان میں کسی چیز کی روک ٹوک نہیں کوئی ان میں مانع آسکتا ہے۔ جس کام کو جتنے وقت میں وہ کرنا چاہے اتنے ہی وقت میں ہوتا ہے ناممکن ہے کہ تخلف ہو سکے یہ نہیں کہ خدا اس کو کن کرتا ہے کن کئے میں تو دو حرف بولنے کی دیر لگتی ہے۔ وہاں تو ارادہ ہی ہوا اور مفعول حاضر اور دیکھو تفسیر بیضاوی وغیرہ)

پس اس کے بعد ہم سوامی جی کی طرف روئے سخن پھیرتے اور سوال کرتے ہیں
پندت جی نے مادہ کی کیفیت اور ماہیت جو بتلائی وہ یہ ہے۔

سب سے لطیف جزو جو کانا نہیں جاتا۔ اس کا نام پرماتو ہے۔ ساٹھ پرماتوؤں کے ملے ہوئے کا نام اتو۔ دو اتو کا ایک دو نیک ہو کثیف ہوا ہے۔ تین دو نیک کی آگ چار وہ نیک کا پانی پانچ دو نیک کی مٹی۔ " (ستیارتھ صفحہ ۲۹۸ سمس ۸ نمبر ۵۰)

سوامی جی کے اس کہنے سے کہ وہ کانا نہیں جاتا۔ صاف سمجھ میں نہیں آتا کہ وہ اپنی عدم قابلیت سے نہیں کٹ سکتا کوئی آلہ اس کے کاٹنے کے مناسب نہیں ملتا جو اس کو کاٹ سکے گوئی نفسہ اس میں کٹنے کی قابلیت ہے۔ صورت ثانیہ یعنی وہ قابلیت تو کٹنے کی رکھتا ہے۔ مگر ایسا باریک آلہ کوئی نہیں مل سکتا۔ جس سے اس کو کاٹا جائے۔ ثابت ہوا کہ پرماتو اپنے وجود میں تو مرکب ہیں۔ مگر وجہ عدم آلہ تقسیم کے منقسم نہیں ہو سکتے پس ہم یہ کہہ سکتے ہیں۔

"جو اتصال سے پیدا ہوتا ہے وہ ازلی اپنی بھی نہیں ہو سکتا۔" (ستیارتھ پر کاش صفحہ ۵۵ سمس ۱۲ نمبر ۶۲)

نتیجہ یہ ہے کہ سوامی جی جس مادہ کو قدیم کہتے ہیں۔ وہ خود ان کے قول سے حادث (نویں) بن گیا۔

اور اگر صورت اول ہے یعنی ان پرماتوؤں میں جن کو آپ دنیا کا مادہ مانتے ہیں۔ تقسیم کی استعداد اور قابلیت ہی نہیں تو ہم کہہ سکتے ہیں کہ ایسے پرماتوؤں کا وجود ہی نہیں ہو سکتا کیوں؟ غور سے سنئے!

اقلیدس کی میسوس شکل کا دعویٰ ہے کہ ہر ایک مثلث کے دو ضلع تیسرے سے

صفحہ ۸۳، ۸۴، ۸۵ نمبر ۱۰ دیکھ کر جواب دینا۔

اور سنئے! ہم آپ سے یہ بھی نہیں پوچھتے کہ آپ کا مادہ قابل تقسیم ہے یا نہیں؟ کچھ بھی ہو ہمیں اس سے بحث نہیں۔ اتنا تو آپ بھی مانتے ہو گئے کہ مادہ ابتدائی حالت میں بھی کسی نہ کسی شکل سے متشکل تھا اور یہ امر تو بالکل ظاہر ہے کہ جس شکل سے بھی وہ متشکل ہو وہ شکل حادث ہوگی۔ کیونکہ اگر حادث نہ ہوتی تو زائل بھی نہ ہوتی۔ کیونکہ قدیم کو زوال نہیں۔ چنانچہ آپ بھی مانتے ہیں کہ۔

”ہوئے المادی قدیم ہے۔ وہ کبھی زوال نہیں ہو سکتی۔“ اختیار تھ پر کاغذ صفحہ ۵۶۳ باب ۱۱۳

حالانکہ ہم اس کا زوال بدیہی دیکھ رہے ہیں کہ حالت ترکیب میں مادہ کی پہلی شکل نہیں رہتی اور بعد ازاں بھی رد و بدل ہوتا ہے۔ پس جب تمام اشکال حادث ہیں اور یہ ضرور ہے کہ مادہ کسی نہ کسی شکل سے متشکل ہو۔ کیونکہ شکل نام ہے اس کیفیت کا جو کسی چیز کو جو نہ محدود ہونے کے عارض ہوتی ہے اور یہ تو ظاہر ہے کہ مادہ کے اجزاء اپنے وجود میں محدود ہیں۔ غیر محدود نہیں۔ پس نتیجہ صاف ہے۔ کہ مادہ کے اجزاء کسی حالت میں ہوں۔ جبکہ متشکل ہیں تو مادہ بھی حادث ہے کیونکہ مادہ بغیر کسی نہ کسی شکل کے ہو نہیں سکتا۔ اور اشکال تو سب کی حادث ہیں۔ کیونکہ زوال پذیر ہیں نتیجہ یہ ہے کہ مادہ کے اجزاء بھی جو کسی نہ کسی شکل کے بغیر نہیں رہ سکتے۔ ضرور حادث ہو گئے پس بتائیے کہ آپ کا مادہ کس مادہ سے پیدا ہوا تھا۔ وفیہ ما فیہ فافہم

سائنس سے پہلے جھنڈا اڑائے والو! کہاں ہو۔ ان ولائوں کو سوچو اور غلط جھنڈے کی مرمت کراؤ۔

پس جب تک آپ ان ولائوں کا جواب نہ دیں۔ آپ کا حق نہیں کہ سوال کریں کہ خدا نے دنیا کو کس چیز سے پیدا کیا۔ ہاں بلکہ احسان ہم آپ کو آپ ہی کی کتاب سے استنباط کر کے بتاتے ہیں۔ سنئے!

یہ معشورہ کے ہاتھ نہیں۔ لیکن اپنی طاقت کے ہاتھ سے سب کو مٹاتا اور قابو رکھتا ہے پاؤں نہیں۔ لیکن چھپا ہونے کے باعث سب سے زیادہ صاحب سرعت ہے۔ آنکھ نہیں لیکن سب کو ٹھیک ٹھیک دیکھتا ہے۔ کان نہیں مگر بھی سب کی باتیں سنتا ہے جو اس باطنی

نہیں۔ مگر تمام دنیا کو جانتا ہے۔ اور اس کو حد کے ساتھ جاننے والا کوئی بھی نہیں ہے۔" احتیاطاً حق کا صفحہ ۲۳۳ ص ۱۳۹ نمبر ۱۳۹

اس سے بھی واضح ایثار کا پرمان سنو!

"اس پر مینور ہونے پر قہری یعنی زمین کے بنانے کے لئے پانی سے رس کو نیکر مٹی بنایا۔ اسی طرح اگلی کے رس سے پانی کو پیدا کیا اور آگ کو جو اسے اور ہوا کو آکاش سے اور آکاش کو پر کرتی (مادہ) سے اور پر کرتی (مادہ) کو اپنی تہ سے پیدا کیا۔" الخ وید اکتیو اس ادھیا کے مندرجہ بحو مکاشا ہی دیا لند لیان پیدائش عالم، پس جو اس منتر کا ترجمہ اور مطلب ہے، وہی ہم مسلمانوں کا عقیدہ ہے۔ ہم مانتے ہیں کہ آسمان، چاند، سورج وغیرہ انسانوں کی طرح کسی نہ کسی مادہ سے پیدا ہوئے، مگر آخر کو وہ مادہ خدا نے بے مادہ پیدا کیا۔ کیا عجیب ہے۔

کسی موجد سے ایجاد کرنا نام رکھتا ہے مگر لوح عدم پر نقش کرنا کام رکھتا ہے پس ہمارا عقیدہ صاف صاف یہ ہے۔

جب کچھ نہ تھا تب تراکار تھا خلقت کو پیدا کر خمار تھا "جب ہم نے لوگوں کے لئے کعبہ کو بنائے ثواب اور (۲۸) ترجمہ : امن دینے والی بنائی۔ تم نماز کے واسطے! براہیم کی

جگہ چلاؤ۔" (آیت ۱۱۲۶)

کیا کعبہ کے پہلے مقدس جگہ خدا نے کوئی بھی نہیں بنائی (۲۸) محقق : تھی۔ اگر بنائی تو کعبہ کے بنانے کی کچھ بھی ضرورت نہ تھی۔ اگر نہیں بنائی تھی تو پھر سے پہلے پیدا ہوئے لوگوں کو مقدس جگہ سے عروم ہی رکھا تھا پہلے خدا کو مقدس جگہ بنانے کی یاد نہ رہی ہوگی۔

(۲۸) مدقق : حق ہے۔

"انسان کو کاف علم کے لئے اس طرح دلیل کرنی چاہئے کہ اس منتر یا آیت کا مطلب کیا ہو گا۔ اس طرح جو چہ یا غرض کرنے کو ادا ہا کہتے ہیں صرف منتر یا آیت، منکر یا محض دلیل سے منوروں کے معنی بیان کر دینا کافی نہیں ہے بلکہ پیش کل وقوع کے مناسب آگے اور پیچھے کے تعلق اور ہا کو، کچھ کر معنی کرنے چاہئیں۔ ان منوروں یا

آج کل لوگوں کو نورانی اور ریاضت کرنے والے نہیں ہیں اور نیا نیا کلمہ
 جو علم نہیں ہوتا " (جو مکتبہ سوامی دیا گند کا اردو
 ترجمہ صفحہ ۱۵۲)

یہ بھی بالکل سچ ہے۔

"بہت لوگ ایسے ضدی اور مقررہ ہوتے ہیں کہ وہ عظیم کے خلاف فضا و تاویل کیا
 کرتے ہیں۔ خصوصاً وہ لوگ جو کہ مذہب کے پاس خاطرے ان کی عقل
 تاریکی میں پھنس کر داخل ہو جاتی ہے۔ اور پانچ ستیارتھ پوجا کا شصفہ ہے،
 پس! اب ہم آیت کا ماقبل و مابعد نکال کر سوامی جی کی نسبت اسے لگانا ظہرین پر
 پھوڑتے ہیں۔ ہمارے بتلانے کی حاجت بھی نہیں۔ سوامی جی نے وہ الفاظ خود ہی نقل کر
 دیے ہیں یعنی: "وَاتَّخِذُوا مِن مَّقَامِ إِبْرَاهِيمَ مُصَلًّیً" جس کا مطلب یہ ہے کہ "بعد
 تیار ہو جانے کعبہ شریف کے خدا نے حکم دیا۔ کہ جہاں اس مسجد (کعبہ) میں ابراہیم علیہ السلام نے
 نماز پڑھی ہے۔ تم وہاں نماز پڑھو۔" اس سے صاف سمجھ میں آتا ہے کہ کعبہ شریف ملک
 عرب کی آبادی کے وقت بنا ہے اور اس وقت کے لوگوں کو ابراہیم علیہ السلام کی حج و بی کا حکم
 ہوا۔ اس کا کوئی ذکر نہیں کہ اس سے پہلے کوئی مقدس مقام تھا یا نہیں یہ تو چہرہ تہی کا
 معمولی اجتہاد ہے۔ جو محکم "انجیل دینہ"..... "قابل پذیرائی نہیں۔"

اور اگر ہم اس بات کے قائل ہوں کہ کعبہ شریف سب دنیا سے پہلے بنا اور وہیں
 سے دنیا کی آبادی شروع ہوئی اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کو بانی ثانی کہیں تو معلوم
 نہیں کہ سوامی جی کس دلیل سے ہماری کھڑب کر سکیں گے گودہ اپنے خیال میں اس بات
 کے قائل ہوں کہ دنیا کی ابتداء سب سے پہلے تبت میں ہوئی (ستیارتھ پوجا کا شصفہ ۲۵۵)
 سلا ۸، نمبر ۱۳) جس پر کوئی دلیل نہیں۔ نہ ہی سوامی جی نے کوئی دلیل بتائی، لیجئے! ہم
 بتاتے ہیں۔ سنئے!

اِنَّ اَوَّلَ يَسَبٍ وُضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِي بِكَبَّةٍ

ترجمہ "سب سے پہلا عبادت گاہ ہو دنیا میں لوگوں کے لئے بنایا گیا

www.only1or3.com

www.onlyoneorthree.com

وہ کعبہ ہے جو مکہ میں ہے۔"

بس اب تو کوئی اعتراض نہیں۔

(۲۹) **ترجمہ :** "وہ کون آدمی ہیں کہ ہوا براہیم کے دین سے بھر جائیں۔ لیکن جس نے اپنی روح کو جاہل بنایا اور تحقیق

ہم نے دنیا میں اس کو پسند کیا اور حقیقت میں آخرت میں وہ ہی نیک ہیں۔" (آیت ۱۳۱)

(۲۹) **محقق :** یہ کیونکر ممکن ہے کہ ہوا براہیم کے دین کو نہیں مانتے۔

وہ سب جاہل ہیں؟ براہیم کو ہی خدا نے پسند کیا۔ اس کا کیا سبب ہے؟ اگر دیندار ہونے کے پسند کیا تو دیندار اور بھی بہت سے ہو سکتے ہیں۔ اگر بلا دیندار ہونے کے پسند کیا تو بے انصافی ہوئی۔ ہاں یہ تو ٹھیک ہے کہ جو دھرماتا (دیندار) ہے وہی خدا کو عزیز ہوتا ہے۔" (ادھر ہی اب دین انھیں۔

(۲۹) **مدقق :** سو امی جی کی بیباکی کی کوئی حد ہے؟ اچھے تو کیسے معقول سوال کرتے ہیں۔ چشم بدور۔ پڑت جی کی طرف سے

نیابت کسی کے خوب کہا ہے۔

نازک کاسیاں میری توڑیں عدو کا دل

میں دو بلا ہوں شیشے سے پتھر کو توڑ دوں

سو امی جی! یہ کیونکر ممکن ہے کہ۔

"وہ دوس کا منکر، تنگ اداس یہ اور لمبا ہے۔" بیتار تھج کاش صفحہ ۳۳ 'مداس' (۱۰) نمبر ۱۲

یہ بھی بھلا ممکن ہے؟

"اگر کوئی پوچھے کہ تمہارا کیا اعتقاد ہے تو میں جواب دینا چاہتا ہوں کہ کار ۱۱ عقائد میں ہے۔" بیتار تھج کاش صفحہ ۳۷ 'مداس' نمبر ۱۹

یہ نہی "اگر مگر" کا شوق نہ ہو تو قرآن شریف اپنا مضمون آپ بتاتا ہے۔ کیا اسی آیت میں یہ لفظ نہیں وَاِنَّہِ فِی الْاٰخِرَةِ لَیْمَنُ الصّٰلِحِیْنَ یعنی براہیم آخرت میں نیکو کاروں سے ہے۔ جس کا ترجمہ سو امی جی نے کسی بوجھ سے سن کر یوں کر دیا کہ "اور حقیقت میں آخرت میں وہ ہی نیک ہیں۔" مفرد کو جمع کی صورت میں بدل کر مافق کلام کا ثبوت دیا۔ مگر کچھ بھی کیا ہی جاوے کہ آخر کسی نہ کسی پیرایہ میں منہ سے نکل ہی جاتا

ہے۔ چنانچہ آپ ہی لکھتے ہیں ”جو دہراتا ہے وہی خدا کو عزیز ہے اور ہر می نہیں۔“ بیشک! سُنئے اِنَّ الْبِرَّ هُنَّ لِحٰلِیْمٍ اَوْ اَنَّ مٰیثَیْہَ اِبْرٰہِیْمَ عَلَیْہِ السَّلَامُ بَرٌّ وَّ رُوِیْدَہُ خُدا کی طرف رجوع کرنے والا تھا) پس بھی اُس کے چنے جانے کی وجہ ہے۔

(۳۰) **ترجمہ:** ”تحقیق ہم تیرے منہ کو آسمان میں پھرنا دیکھتے ہیں۔“

ضرور ہم تجھے اُس قبلہ کو پھیریں گے کہ پسند کرے۔ اُس کو۔ بس منہ مسجد الحرام کی طرف پھیر۔ جہاں کہیں تم ہو اچانک اُس کی طرف پھیر لو۔ (آیت ۱۳۵)

(۳۰) **محقق:** کیا یہ چھوٹی بات چستی ہے؟ نہیں نہیں بڑی

(۳۰) **مدقق:** ”بڑے ہی جاہل اور محمور ہیں وہ لوگ جو مظلوم کے خلاف منشاء کلام کے معنی کرتے ہیں۔ خصوصاً ہٹ

دھری جن کی عقل نہ سب کی تاریکی میں پھنس کر ڈاکل اور معدوم ہو جاتی ہے۔“
(دیباچہ ستیارتھ پر کاش صفحہ ۷)

افسوس! باقی کے دانت دکھانے کے اور کھانے کے اور ہیں پنڈت جی! اگر یہ اصول صحیح ہے کہ ہر کلام کے وہی معنی صحیح ہیں جو مظلوم کی مراد ہے تو سُنئے! ہم آپ کو مظلوم کی مراد بتاتے ہیں۔ دور کیوں جاتے ہیں۔ ایک ہی آیت پر غور کر لیا ہوتا۔ سما جیو! نور سے ستر۔

فَلْيَنْبُذْ ذٰلِكَ الْتَيْبَ الَّذِیْ اَخْلَعْنٰہُمْ مِنْ جُوعٍ وَّ اَمْنٰہُمْ مِنْ خَوْفٍ

(ترجمہ) ”ان مشرکوں کو چاہئے کہ خدا کی عبادت کریں جو بھوک میں

ان کو کھانا دیتا ہے۔ اور خوف میں ان کو امن بخشتا ہے۔“

سوامی جی! آپ کو اپنے بھائی ہندوؤں سے مقابلہ کرتے ہوئے اتنا خیال بھی نہ آیا کہ وہ تو صاف اور صریح لفظوں میں انہی سے جن کے وہ ہتھیار تھامے رکھتے ہیں۔ دغا نہیں کریں اور انہی سے اپنی حاجات طلب کریں۔ کیا ہماری نماز کے الفاظ میں بھی کوئی غلط ایسا

آپ کو ملا ہے۔ جس کے یہ معنی ہوں کہ ہم اس کعبہ سے حاجات طلب کرتے ہیں یا اس کو مخاطب بناتے ہیں۔ بلکہ یہاں تک کہ کعبہ کا نام تک بھی ساری نماز کے الفاظ میں آپ کو نہ ملے گا۔ مطلب قرآنی تو بالکل صاف ہے۔ مگر اس کا کیا علاج ہو کہ۔

”نا پاک باطن والے جاہلوں کو واقعی علم نہیں ہوتا۔“ (جوہر کا صفحہ ۵۲)

منصل دیکھنا ہو تو ہمارا رسالہ نماز اربعہ دیکھو جس میں مسلمانوں ’آریوں‘ بندوؤں عیسائیوں کی عبادتوں کا مقابلہ دکھایا گیا ہے۔

(۳۱) **ترجمہ:** ”جو لوگ اللہ کی راہ میں مارے جاتے ہیں۔ ان کے لئے یہ مت کہو کہ یہ مردے بلکہ وہ زندہ ہیں۔“ آیت

(۱۵۵)

(۳۱) **محقق:** بھلا اللہ کی راہ میں مرنے والے کی کیا ضرورت ہے؟ یہ کیوں نہیں کہتے ہو۔ کہ یہ بات اپنا مطلب چرا کرنے کیلئے ہے۔ یعنی یہ لالچ دیں گے۔ تو لوگ خوب ٹریں گے۔ اپنی فتح ہو گئی۔ مارنے سے نہ ڈریں گے۔ لوٹ مار کرنے سے بیش و عشرت حاصل ہو گئی۔ بعد ازاں گچھر سے اڑائیں گے۔ اپنی مطلب پر آدمی کے لئے اس قسم کی الٹی باتیں گھڑی ہیں۔

(۳۱) **مدقق:** آج معلوم ہوا کہ چند تہی دل میں مصطفیان وید کو کچھ اور ہی سمجھتے ہیں۔ صرف اپنا مطلب سیدھا کرنے کو ان

کے الٹام کے قائل ہیں۔ سنو!

پر میثور کتاب ہے۔

”اے انسانو! تمہارے آید آتش گیر اسلحہ اور تیرے دکان تلو اور غیرہ ہتھیار مہری حمایت سے مضبوط اور فتح نصیب ہوں۔ بد کردار دشمنوں کی شکست اور تمہاری فتح ہو۔“ (رگ وید اشک ۱، ادھیائے ۳، ورگ ۱۸، منتر ۲)

تلائیے! ایسی جنگ میں اگر آریہ مریں تو کس کی راہ میں مریں گے؟ پان تو پر میثور کا ہے پھر راہ کس کی؟ کیا یہ سچ ہے کہ بھائی پانیان وید نے گچھر سے اڑانے کو پر میثور کا نام لے دیا۔ ورنہ دراصل ”مطلب سعدی دیکھو ست“ کیوں ہی سوامی صاحب

بدن ہوئے زیر گردوں مگر کوئی میری سے
بچے یہ گنبد کی صدا جیسی کہے دیسی سے
منسل فقرہ دوم میں صفحہ ۱۶/۱۷ کتاب ہذا دیکھو۔

(۳۲) **ترجمہ** : اور یہ کہ اللہ سخت تکلیف دینے والا ہے شیطان کے پیچھے مت چلو۔ تحقیق وہ واقعی تمہارا دشمن ہے اس کے سوائے اور کچھ نہیں کہ برائی اور بے شرمی کی اجازت اے اور یہ کہ تم کو اللہ پر جو نہیں جانتے (آیت ۱۶۶، ۱۶۹، ۱۷۰)

(۳۲) **محقق** : کیا تمہارا اللہ اہلوں کو مذاب دینے والا اور نیکیوں پر رحم کرنے والا ہے؟ یا مسلمانوں پر رحم کرنے والا اور وہ سب کو سزا دینے والا۔ مگر خزانہ کرم و رحمت میں وہ خدا ہی نہیں ہو سکتا۔ اگر خدا اطرقدار نہیں ہے تو ہو آدمی جس جگہ و حرم کرے گا اس پر خدا کا رحم اور جو واد حرم کرے گا۔ اس کو خدا سزا دے گا۔ ایسی حالت میں محمد صاحب اور قرآن کو شفیع ماننا ضرور رہی نہ رہا اور جو سب کو برائی گرانے والا ہر ایک انسان کا دشمن شیطان ہے اس کو خدا نے پیدا ہی کیوں کیا؟ کیا وہ آئندہ کی بات نہیں جانتا تھا؟ اگر کوئی کہتا تھا۔ لیکن آزمائش کے لئے بنایا تو بھی درست نہیں کیونکہ آزمائش کرنا محمد و آلہ علیہ السلام کے لئے ہے۔ بعد ان خدا سب روحوں کے اشیاء پرے اعمالوں کو بیش سے لھیک لھیک جانتا ہے۔ اور اگر شیطان سب کو برکاتا ہے تو شیطان کو کس نے برکایا؟ اگر کوئی شیطان خود بخود برکایا جاتا ہے تو اور بھی خود بخود برکاتا جاسکتے ہیں۔ درمیان میں شیطان کا کیا کام ہے؟ اور اگر خدا ہی نے شیطان کو برکایا تو خدا شیطان کا بھی شیطان ٹھہرے گا۔ ایسی بات خدا کی نہیں ہو سکتی۔ اور جو کوئی کسی کو برکاتا ہے وہ بد صحبت اور لاعلمی کے باعث خود گمراہ ہو جاتا ہے۔

(۳۲) **مدقق** : بیشک خدا مسلمانوں پر بشرطیکہ پابند احکام اسلام ہوں رحم کرے گا اور کافروں پر جو خدا کے احکام کی تکذیب

پر کمر بستہ ہوں۔ ذکھ کی مار ڈالے گا۔ اگر اس کا نام طرف داری ہے تو بتائے! کوئی شخص دید کا منکر ہو تو پر میثور کے نزدیک کیوں ناسک اور طہ ہے (ستیا رتھ پر کاش صفحہ ۳۳ ۳۳) ۱۰۰ نمبر (۲) دیکھتے پنڈت جی کی چالاکی لگتے ہیں۔

”جو آدمی جس جگہ و حرم کریگا، بھلا اس سے کون منکر ہے۔ آپ ہندوستان میں رہ کر مسلمان ہوں اور احکام اسلام کے پابند رہیں اور ایک آدمی مکہ شریف میں ہو۔ دونوں کو برابر اجر ملے گا۔ یہ بتائے! دید کے مخالف رہ کر کسی اجر کا مستحق ہے؟ ستیا رتھ پر کاش ۳۳ ۲۰۰ باب ۷ (نمبر ۸۱) ملاحظہ کر کے جواب دیں قرآن اور سید الانبیاء محمد مصطفیٰ ﷺ اللہ علیہ وعلیٰ اتباعہ وسلم کی سفارش کی کیا کم ہے کہ ان کے وسیلے سے بہت سے کفار ناناہزارہ راست پر آئے گو بہت سے اپنے مرض الموت میں ہلاک اور تباہ بھی ہوئے اور ہو رہے ہیں۔

سوامی جی! کے بھولا پن کی کہاں تک شکایت کریں بھلا پنڈت جی! پر میثور کو یہ بھی معلوم تھا کہ غازی محمود غزنوی اور محمد غوری ہندوستان ہاں (آریہ ورت) کی پاک سرزمین کو ڈسٹوں (مسلمانوں) سے خراب کر دیں گے۔ پھر ان کو پیدا ہی کیوں کیا اگر کو کہ پڑھم (تاریخ) کے مسئلہ سے ان کو ایسا ہی جسم اور حکومت ملنی ضروری تھی۔ تو سوال یہ ہے کہ حکومت اور بادشاہی تو (بقول آپ کے) کسی نیک کام پر ملتی ہے جس کے یہ معنی ہیں کہ ان کو پہلے نیک کرموں (عملوں) کا انعام ملتا ہے۔ پھر کیا خدا کو معلوم نہ تھا کہ یہ دونوں بادشاہ اس انعام کو ایسی طرز سے برتیں گے کہ بہت سے چتر آریوں کو اور ان کی پاک سرزمین کو تباہ کر دیں گے اور آریہ ورت میں اسلام کا جھنڈا گاڑ دیں گے۔ اس سے بڑھ کر دیکھنے کے بدلہ کو بھی پیدا کیا۔ ”نیک نہ تھا وہ شد۔“ جس نے کروڑہا آریوں کو ناسک (دہریہ) بنا دیا۔ کوئی کون دھرم ہے؟ دیکھو ستیا رتھ پر کاش صفحہ ۵۳۱۔ باب ۱۲ نمبر (۳۱)

سوامی جی! سنئے! خدا نے جو کچھ پیدا کیا۔ اس کی حکمت تو وہی جانتا ہے۔ ہاں یہ ٹھیک ہے کہ اس نے ہر ذی عقل کو فاعل خود مختار بنایا ہے گو وہ بھی جانتا ہے کہ یہ شخص اپنی فاعل مختاری کو ضائع کر کے مستوجب سزا ہو گا۔ تاہم وہ شخص اپنے فضل و کرم سے اس کو

سنو!

لَا تَكُونُوا كَالَّذِينَ نَسُوا اللَّهَ فَأَنسَاهُمْ أَنفُسَهُمْ أُولَٰئِكَ هُمُ
الْقَاسِيُونَ

ترجمہ ”تم مسلمانو! ان لوگوں کی طرح مت ہو جانا جو اللہ کو بھول گئے
خدا نے ان کی باتوں کی قدر ان کو بھلا دی وہی بدکار ہیں“

اس مضمون پر ستیا رتھ پر گاش وغیرہ میں آپ بھی دستخط کر چکے ہیں۔ جہاں
بودھوں کی گمراہی کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ۔

”انہوں نے جس درجہ اپنے اوپر امانت آئی ترقی کی۔ جس کی تعمیر ان کے ہوا
اور وہی نہیں ملتی۔ یقیناً یہی وہ نام ہے کہ وہ اور راہرو کی مخالفت کرنے کا ان کو
یہی نتیجہ ملا ہے۔“ (صفحہ ۵۳۱، حصہ ۱۲۱ نمبر ۶)

کیا مضمون ان ۱۰ عبادی نرس لک علیہم سلطان کا مطلب نہیں
دیتا؟ پس آپ کا فرمانا کہ شیطان کو جس نے بگاڑ دیا وغیرہ بالکل شیطانی حمایت ہے۔
یہ بحث کسی قدر نمبر ۱۱ میں گزر چکی ہے۔ ورق الٹ کر ضرور دیکھو۔

(۳۳) ترجمہ : تم پر مردار، لہو اور گوشت، سور کا حرام ہے اور
سوائے اللہ جس پر کچھ پکارا جائے۔ (آیت ۱۷۴)

(۳۳) محقق : یہاں پر سوچنا چاہئے کہ کوئی جانور خود بخود مرنا ہو یا
انسانی کے مارنے سے دونوں حالتوں میں وہ مردار

ہے۔ ہاں ان میں کچھ فرق بھی ہے تو موت میں کچھ فرق نہیں اور رب صرف سور کی
ممانعت ہے تو کیا انسان کا گوشت کھانا روا ہے۔ کیا یہ بات اچھی ہو غلطی ہے کہ خدا کے
نام سے دشمن وغیرہ کو غذا ہے۔ اگر اسکی جان لی جائے؟ اس سے تو خدا کے نام پر دھبہ
لگتا ہے۔ ہاں خدا نے بلا پر رب جنم یعنی زندگی سبقت کے گناہوں کے مسلمانوں کے ہاتھ
سے جانداروں کو غذا ہے کیوں دلایا؟ کیا ان پر رجم نہیں کرتا؟ ان کو اولاد کی مانند
نہیں جانتا؟ جس جاندار سے زیادہ فائدہ پہنچے مثلاً گائے ۱۰ وغیرہ ان کے مارنے کی

ممانعت نہ کرنے سے خدا دنیا کو نقصان پہنچانے والا ثابت ہوتا ہے اور ایذا رسانی کے گناہ سے خدا بدنام بھی ہو جاتا ہے۔ ایسی باتیں خدا اور خدا کی کتاب کی ہرگز نہیں ہو سکتیں۔

(۳۲) **مدقق :** ہمیں سمجھ نہیں آتا کہ مسلمانوں اور ہندوؤں کے کھانے میں کیا فرق ہے؟ جو آپ ستیا رتھ پر کاش صفحہ

۳۵۱، سلا ۱۰۱، نمبر ۱۵ میں گوشت خور قوموں کے ہاتھ کا کھانے سے منع کرتے ہیں۔ بلکہ شودروں ہندوؤں کی بیخ قوم کے ہاتھوں کا پکا ہوا بلکہ ان کے برتنوں میں بھی کھانے سے کیوں منع کیا گیا ہے۔ ایسی وہم پرستی کی کیا وجہ ہے؟ خود مردہ جانور کے اندر تمام خون بند رہتا ہے اور مذہب سے نکل جاتا ہے۔ جس سے اس کی حرارت میں فرق آ جاتا ہے۔ یہی فرق کافی ہے ایسا ہی سور و غیرہ بھی مضر صحت ہے۔ خصوصاً گرم ملکوں میں۔ آدمی کے گوشت کی حرمت دوسری آیتوں اور حدیثوں سے سمجھ میں آتی ہے۔ باقی مضمون کا جواب نمبر ۲۱ میں آچکا ہے۔ تاہم قرین و رقی اسٹ کر غور سے دیکھئے۔

(۳۲) **ترجمہ :** "روزہ کی رات تمہارے واسطے حلال کی گئی کہ رغبت کرنا اپنی بیبیوں سے وہ تمہارے واسطے پرہیز

ہیں اور تم ان کے واسطے پرہیز نہ کرو۔ اللہ نے جانا کہ تم خیانت کرتے ہو۔ پس اللہ نے معاف کیا تم کو پس ان سے ملو اور جو اللہ نے تمہارے لئے لکھ دیا ہے یعنی اولاد۔ کھاؤ پو یہاں تک کہ ظاہر ہو جائے تمہارے واسطے کالے دھاگے سے سفید دھاگہ لگایا رات سے جب دن نکلے (آیت ۱۸۳)"

(۳۳) **محقق :** یہ تحقیق ہوتا ہے کہ جب مسلمانوں کا مذہب جاری ہوا تب یا اس سے پہلے کسی نے کسی پچ راٹک سے

پو پچا ہو گا کہ چاند راتن برت جو ایک مہینہ بھر کا ہوتا ہے اس کا طریق بیان کر دو۔ شاستر کا طریق یہ ہے کہ چاند کی کھا کے گھٹنے پر صحن کے مطابق بقوں کو گھٹانا بنانا اور دوپہر کے وقت کھانا کھانا چاہئے۔ اس کو نہ جان کر پچ راٹک نے کہا ہو گا کہ چاند کو دیکھ کر کھانا کھانا چاہئے۔ اس چاند راتن برت کو مسلمانوں نے اس قسم کا کیا لیا۔ لیکن برت میں مجامعت منع ہے۔ پر ایک ان کے خدا نے بڑھ کر کہہ دی کہ تم رات کو مجامعت بھی کیا کرو اور

رات میں جتنی دفعہ چاہو کھاؤ۔ بھلا یہ روزہ کیا ہوا؟ دن کو نہ کھایا رات کو کھاتے رہے۔ یہ بات قانون قدرت کے خلاف ہے کہ دن میں نہ کھانا اور رات کو کھانا۔

(۳۴) **مدقق:** سوامی جی! جھوٹ بولنا سب مذہبوں میں برا ہے۔ قرآن شریف میں تو اس پر لعنت آئی ہے مگر

”افسوس بہت دہریہ مذہب کی تاریکی میں پھنس کر عقل کو زائل کر دیتے ہیں۔“ (ایساچہ ستیارتھ صفحہ ۷۱)

پنڈت جی نے یہ سمجھا کہ جس طرح میں اپنڈت اٹنے بندھوؤں سے سنے سنائے ستیارتھ پر کاش طبع اول میں شرادھ کو چارز لکھا اور جب اس کی غلطی معلوم ہوئی تو دوسرے طبع میں اس کی تصحیح کر کے غلطی کا تب کے منہ پر تھوپ دی۔ اسی طرح یہ بھی ہو گا۔ کیوں نہ ہو۔ **الْمَرْءُ بِقَبِيضٍ غُلِيٍّ نَفْسِهِ** چونکہ آپ نے اس پر کوئی دلیل قائم نہیں کی، اس لئے ہم بھی اس کا جواب نہیں دیتے۔ آپ کو یہ بھی شاید معلوم نہیں کہ پورا ملک ہندو تو غازی اور رنگ زیب رحمت اللہ علیہ کے زمانہ تک بھی سمندر چر کر عرب کا منہ نہ دیکھ سکتے تھے تو اس سے سینکڑوں برس پہلے کہاں نصیب؟

پنڈت جی! آپ تو خلاف قانون قدرت کے سخت منکر تھے اور ستیارتھ پر کاش میں خلاف قانون قدرت کو کھل جانتے ہیں اور لکھتے ہیں کہ خدا بھی خلاف قانون قدرت نہیں کر سکتا۔ اب کسی مسلمان نے نماز پڑھ کر دم کر دیا کہ آپ روزہ کو خلاف قانون قدرت کہہ بیٹھے ہیں۔ اگر خلاف قانون قدرت ہے۔ تو روزہ دار روزہ رکھتے کیسے ہیں؟ سماجیو! ذرا سوچ کر جواب دینا۔

(۳۵) **ترجمہ:** اللہ کے راہ میں لڑو۔ ان سے جو تم سے لاتے ہیں مار ڈالو تم ان کو جہاں پاؤ قتل سے گھر پر اے یہاں تک

ان سے لڑو کہ کفر نہ رہے اور ہوئے دین اللہ کا انہوں نے جتنی زیادتی کی تم پر اتنی ہی زیادتی تم ان کے ساتھ کرو۔ (آیت ۱۸، ۱۸۸، ۱۸۹)

(۳۵) **محقق :** اگر قرآن میں ایسی باتیں نہ ہوتیں تو مسلمان لوگ اتنا

بڑا ظلم ہو کہ غیر مذہب والوں پر کیا ہے نہ کرتے۔ بلا
قصہ رکھی کہ مارنا سخت گناہ ہے۔ ان کے نزدیک مذہب اسلام کا قبول نہ کرنا کفر ہے اور
کفر سے قتل کو مسلمان لوگ اچھا مانتے ہیں یعنی کہتے ہیں کہ جو ہمارے دین کو نہ مانے گا۔
اس کو ہم قتل کریں گے۔ چنانچہ وہ ایسا ہی کرتے ہیں اور مذہب کی خاطر لڑتے لڑتے اپنی
سلطنت وغیرہ کھو کر رہا ہو گئے۔ ان کا مذہب غیر مذہب والوں سے سخت ظلم کرنا سمجھتا
ہے۔ ان سے پوچھنا چاہئے کہ کیا چوری کا عوض چوری ہی ہے؟ جتنا نقصان ہمارا چور
وغیرہ چوری سے کریں کیا ہم بھی ان کا چوری سے کریں؟ یہ بالکل بے انصافی کی بات
ہے۔ کیا کوئی جاہل ہم کو گالیاں دے تو ہم بھی اس کو گالیاں دیں؟ یہ بات نہ خدا کی نہ
خدا کے متفقہ عالم کی اور نہ خدا کی کتاب کی ہو سکتی ہے۔ یہ تو صرف خود غرض لا علم آدمی
کی ہے۔

(۳۵) **مدقق :** اس فقرہ نے تو ثابت کر دیا کہ سوای دیا مند جی کا قول
سوئے سے لکھنے کے قابل ہے۔

”ہندو صوفی کی عقل تاریکی میں پھنس کر زائل ہو جاتی ہے۔“ اور پانچ ستیا رتھا
سوای جی! مہاراج! اس آیت میں یہ الفاظ بھی موجود ہیں۔ جو آپ نے بھی
نقل کئے ہیں اگر محض خدا اور ہٹ۔۔۔ غور نہیں کیا تو اب غور سے سنو! ”اللہ کی راہ میں
لڑان سے جو تم سے لڑتے ہیں۔“

پھر بھی آپ لکھتے ہیں کہ بلا قصہ رکھی کہ مارنا سخت ظلم ہے۔ سچ ہے۔
”نایاک باطن والے جاہلوں کو واقعی علم نہیں ہوتا۔“ (جوبو، صفحہ ۱۵۲)
مفصل جواب شمار کا نمبر ۲ میں صفحہ ۱۶۱ کے (۱) کتاب بڑا آپ کا ہے۔

(۳۶) **ترجمہ :** اور اللہ نہیں دوست رکھتا ہے۔ فساد کو۔ اے لوگو کہ
ایمان لائے ہو واصل ہو بیچ اسلام کے (آیت ۲۰۳)

(۳۶) **محقق :** اگر خدا فساد نہیں چاہتا تو کیوں آپ ہی مسلمانوں کو
فساد کرنے پر آمادہ کرتا ہے؟ اور متعدد مسلمانوں سے

دو تہی یوں کرتا ہے؟ اگر مسلمانوں کے مذہب میں داخل ہونے سے خدا براستی ہو تا ہے۔ تو وہ مسلمانوں ہی کا طرف دار ہے سب دنیا کا خدا نہیں۔ اس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ نہ قرآن کا کیا پانہ اس میں کہا ہو اسکا خدا ہو سکتا ہے۔

(۳۶) **مدقق** : سو ای جی کو ایہ ادوی نبیوں میں مزہ آتا ہے۔ جس سے پیلیوں کو خوش کرنا چاہتے ہیں۔ مگر ہمیں تو ضروری

نہیں۔ جواب نمبر ۲ میں دیکھ لو۔ ہاں اتنا ضرور بتانا ہے کہ ”وہ کام کر رہے ہیں تو نہیں۔“
www.only1or3.com
www.onlyoneorthree.com

(۳۷) **ترجمہ** : ”اور اللہ عزوجل دیکھتا ہے کہ کس کو چاہتا ہے“ (آیت ۱۲۰)

(۳۸) **محقق** : کیا بلا کتاہ اور ثواب کے خدا ایسے ہی رزق دیتا ہے؟ تو پھر برائی بھلائی کا کرنا کیسا ہے۔ کیونکہ رنج و

راحت کا حاصل ہونا اس کی مرضی پر ہے۔ اس لئے ہر دم سے منحرف ہو کر مسلمان لوگ اپنی من مانی کارروائی کرتے ہیں اور کئی اس قرآن کے فرمودہ پر اعتقاد نہ رکھ کر دھرم اتنا بھی ہوتے ہیں کہ

(۳۹) **مدقق** : قحاح چونکہ باطل ہے۔ اس لئے دنیاوی رنج و راحت کسی نیک اور بد کام کے عوض میں نہیں ملتی بدی کا

اصل عوض وہ سرنی زندگی پر ہے جسے آپ ”پر لوگ“ کہتے ہیں۔ ہاں کبھی کبھی ایسا ہوتا ہے کہ جب کوئی قوم نہایت سرکشی کرے اور اپنے فرائض کو پورا نہ کرے تو خدا اس سے وہ نعمت چھین لیتا ہے۔ غور سے سنو!

اِنَّ اللّٰهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِهِمْ
 ”خدا کسی قوم کی حالت نہیں بدلتا جب تک وہ اپنے عمل نہیں بدلتے۔“

(۴۰) **ترجمہ** : اور سوال کرتے ہیں تجھ سے حیض سے کہہ وہ ناپاکی ہے۔ پس کفارہ کرو عورتوں کو بیچ حیض کے اور رحمت

نزدیک جاؤ ان کے یہاں تک کہ پاک ہوں۔ پس جب نکالیں پس جاؤ ان کے پاس اس

بلکہ ہے کہ حکم کیا تم کو اللہ نے بنیاں تمہاری کھیتیاں ہیں واسطے تمہارے۔ پس جاؤ کھیت اپنے میں جس طرح چاہو۔ تم کو اللہ لغو قسم میں نہیں پکڑتا۔ (آیت ۲۱۶-۲۱۸)

(۳۸) محقق : ایام حیل میں مجامعت نہ کرنے کا حکم تو اچھا ہے۔ لیکن عورت کو کھیت سے مشابہت دینا اور یہ کہنا کہ جس طرح چاہو۔ ان کے پاس جاؤ۔ انسان کی شہوت بھڑکانے کا موجب ہے۔ اگر خدا لغو قسم پر نہیں پکڑتا تو سب جھوٹ بولیں گے۔ قسم توڑیں گے۔ اس سے خدا بھوٹ کا اجراء کرنے والا ہو جائے گا۔

(۳۸) مدقق : کیسا مور کھا یہ قوف ہے وہ منش (آدمی جو اپنا گھر

شیشوں کا بنا کر دوسروں پر پتھر برساتا ہے۔ سماجیو! سہمی کی کیسے پکڑ پائی متعجب ہیں۔ کہ جس قسم کا استعارہ وہ خود بولتے ہیں۔ اسی قسم کے استعارے والا کلام اگر قرآن میں ان کو نظر آ جاتا ہے۔ تو فوراً معترض ہوتے ہیں۔ سنو! اور فوراً سنو!

عورت مہر کو دیکھ کر کہنے لگتی ہے کہ ویرج (خلفہ) کو بے ہمت بھیجیں جو کوئی اس میں قیمت چیز (خلفہ) کو بیگانی عورت (رضی) یا بے مردوں کی صحبت میں نہ کہتے ہیں وہ بے ہمتی سے بولتے ہیں۔ یہ لگہ لسان یا مالی جاہلی جو کہ بھی اپنے کھیت یا باغیچے کے سوائے اور کہیں بیج نہیں بولتے۔ بلکہ معمولی بیج اور جاہلی کا بیاد ستر رہے۔ تو وہ شخص سب سے اعلیٰ انسانی قسم کے درخت کے بیج کو بے کھیت میں کھاتا ہے وہ بھاری بھوقت لگاتا ہے کہ لکھ اس کا پھل اس کو نہیں ملتا۔ (ستیارتھ صفحہ ۱۵۶ نمبر ۳۰)

نمبر ۱۱۳۲

بتلائیے! اس عبارت میں کھیت کس کو کہنا ہے اور درخت کس کو؟ کیوں بی بی! آج ہے؟ پاک باطنوں کو علم نہیں ہو تا۔ (بھوٹکا صفحہ ۵۲)

ہاں اب یاد آیا کہ سوامی جی اس فقرہ پر "جاؤ اپنے کھیت میں جس طرح چاہو۔" کیوں ناراض ہیں۔ بیٹا جی نے تو عورت کو کھیتی اس درجہ تک کہا تھا کہ اگر مرد کے غلط میں کمزوری ہو تو دوسرے سے اولاد لینا خداوند کی وارث کر سکتی ہے۔ چنانچہ آپ لکھتے ہیں

"جب خاوند اولاد پیدا کرنے کے ناگاہی ہو۔ تب اپنی عورت کو اجازت دے کہ اسے ٹیک بخت اولاد کی خواہش کرنے والی عورت تو مجھ سے طاوودہ سے کرے خاوند کی خواہش کر (سماجیو! عمل کرو تو جائیں) کیونکہ اب مجھ سے اولاد نہیں ہو سکے گی۔ تب عورت دوسرے کے بچہ کو کر کے اولاد پیدا کرے" (۱) (متیار تھوڑا سا صفحہ ۱۵۳، سلاسی ۱۰، نمبر ۱۱۳۸)

قرآن شریف نے بڑا غصہ کیا کہ سوائی بی بی کی اس ترقی کو روک کر صرف خاوندوں کو کھیتوں میں جانے کی اجازت بخش ہے اور بی بی بڑا گناہ ہے۔

مجھ میں کہ عیب یہ ہے کہ طاوودہ میں ان میں دو صف ہیں بد خوئی بد کام بھی ہیں جو قسم اس کو کہتے ہیں کہ کسی گزشتہ زمانہ کی بہت اسے خیال میں وقوف کچھ کر قسم کھائے طلاق وہ غلط ہو۔ مثلاً کہ قسم ہے اللہ کی زبانی آیا تھا۔ کیونکہ اس کے علم میں آیا تھا طلاق واقعہ میں وہ نہیں آیا۔ یا سبقت اسانی سے وہ طلاق سے نکل جائے۔ جیسے بعض لوگ ہر بات میں اللہ باندہ کہا کرتے ہیں۔ پس آیت کا مطلب یہ ہے کہ ایسی قسموں پر جو غلطی سے زمانہ ماضی کے وقوف کچھ کر قسم کھاؤ یا سبقت اسانی سے تم سے نکل جائیں۔ موانعہ نہیں یعنی ایسی قسموں پر وہ کھارہ نہیں جو قسم کے توڑنے کی صورت میں تم پر ہے۔ یعنی وہ مسکینوں کو کھانا دینا یا تین روزے رکھنا یا غلام آزاد کرنا۔ تقاضے کیا اعتراض ہے۔ ہاں پنڈت جی نے کیا ہی کچھ کہا ہے۔

ہاں سے ایسے ضدی اور متعصب ہوتے ہیں کہ وہ عظیم کے خلاف فتوہ صادر کیا کرتے ہیں خصوصاً مذہب والے تو کہہ کر کہ مذہب کے پاس طاقت ہے ان کی عقل تاریکی میں نہیں گردش کر رہی جاتی ہے۔ (متیار تھوڑا سا صفحہ ۱۷)

کون ہے وہ جو قرض دے اللہ کو اچھا۔ پس دکاندار سے اس کو واسطے آئے۔ (آیت ۱۴۳۹)

(۳۹) ترجمہ :

بھلا خدا کو قرض لینے سے کیا؟ کیا جس نے ساری خلقت کو بنایا۔ وہ انسان سے قرض لیتا ہے؟ ہرگز نہیں ایسا

(۳۹) محقق :

تو صحیح کہا جاسکتا ہے۔ کیا اس کا خزانہ خالی ہو گیا تھا؟ کیا اس کو ہند دی ہے چہ سوداگری
 و خیرہ میں مصروف ہو نے سے خسار و پڑ گیا تھا؟ قرض لینے لگا؟ اور ایک کا دو دو بننا قبول
 نہ کیا؟ یہ سب امور کاروں کا کام ہے ایسا کام تو دو دلیوں یا فضول خریوں اور کم آمدنی
 والوں کو کرنا پڑتا ہے خدا کو انہیں۔

(۳۹) مدقق

سوداگری کا پرمان بالکل صحیح ہے۔

”انسان کو کامل علم کے لئے اس طرح دلیل کرنی چاہئے کہ اس مقتضایا آیت کا مطلب
 کیا ہو گا؟ صرف مقتضایا آیت اس طرح نہیں دیکھیں اپنی انکل اسے متفرد یا آجوں کے
 معنی بیان کر رہی ہیں۔ سب سمجھ انسان مقدم وہ جو قرآن مجید کی یاقوت حاصل نہ
 کرے اور متفرد اور آجوں کے معنی کو اچھی طرح سمجھ نہ کر سکیں اور اپنے ہم
 جنسوں میں لحاظ معارف علوم قابل تعریف اور راجح درجہ کا علم نہ ہو جائے تب تک
 وہ اچھی طرح غرض و فکر کے ساتھ مدد و دلیل سے دیدہ آقا کریم کے معنی نہیں
 کر سکتا۔“ (بحوالہ کا صفحہ ۵۵ ملخص)

یعنی جواب

بعض ضدی لوگ خلاف فضاء متکلم کے تاویل کرتے ہیں۔ (ایسا پتہ ستیارتھ
 پر کاش صفحہ ۱۱)
 پس اگر متکلم کے فضاء کے مطابق آگے پیچھے کو مار کر معنی کرنے صحیح ہیں تو سنئے!
 قرآن مجید بتاتا ہے۔۔۔

اِنَّ اللّٰهَ يَنْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَاءُ وَيَقْدِرُ

ترجمہ ”خدا اسی جسے چاہے برزق فراخ کرتا ہے اور جسے چاہے تنگ
 کر دیتا ہے۔“

یہ آیت ہماری ہے کہ آیت زیر بحث میں قرض سے وہ قرض مراد نہیں ہو
 کہ حق میں ایک دوسرے سے لیا کرتے ہیں۔ بلکہ اس سے یہ مراد ہے کہ خدا بندوں کو
 تمہیں دیتا ہے کہ تم نیکی کے کاموں میں اپنے خریوں کو ضائع نہ سمجھو بلکہ یہ سمجھو کہ ہم
 سے قرض دیتے ہیں تو اس کا معنی حق تعالیٰ دے رہا ہے کہ ہم کو محتاج کرے گا میری اس
 قریب پر آپ جو کامیں دیکھ کر چکے ہیں۔ جہاں لکھتے ہیں

جہاں معنی میں غیر امکان پایا جاتا ہے وہاں استعارہ (مجاز) ہوتا ہے۔ مثلاً کوئی راستہ
مگر عالم کسی سے یہ کہے کہ چان ابرن کا پتہ دیتے ہیں۔ یہاں یہ خراب لکھی جائے گی
کہ چان پر چیتے ہوئے انسان ہوتے ہیں۔ (صفحہ ۱۰)

پس جب قرآن شریف نے خود ہی بتا دیا کہ خدا سب کا دانا ہے وہی مالک ہے
وہی خالق ہے۔ تو قرص کے اصلی معنی ممکن نہ رہے۔ پھر آپ کا ان پر اعتراض کرنا ایسی ہی
قول کی تصدیق نہیں؟ کہ ”نپاک باطن والے جاہلوں کو واقعی علم نہیں ہوتا۔“ (دیکھو
ہوم کا صفحہ ۱۵۲)

”ان میں سے کوئی ایمان لایا اور کوئی کافر ہوا اور اللہ
چاہتا ہے نہ لڑتے ہو چاہتا ہے اللہ کرتا ہے۔“ (آیت

(۳۰) ترجمہ :

(۳۲۸)

کیا جتنی لڑائیاں ہوتی ہیں وہ خدا ہی کی مرضی سے ہوتی
ہیں کیا وہ اور حرم کرنا چاہے تو کر سکتا ہے؟ اگر ایسی بات
ہے تو وہ خدا ہی نہیں کیونکہ نیک آدمیوں کا یہ کام نہیں کہ صلح تو کر لڑائی کرادیں
اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ قرآن نہ خدا کا بنا دیا اور نہ کسی دیندار کا بنا دیا ہوا ہے۔

سو امی جی! ہر ایک بات پر غور و فکر کرنا شرط ہے آپ
(۳۰) مدقق : نے رضا اور مشیت میں فرق نہیں سمجھا۔ جو کچھ دنیا

میں ہوتا ہے۔ خدا کی مشیت (ارادہ) سے ہوتا ہے۔ مشیت اس کے قانون کا نام ہے۔ ہاں
اوقات شاہی قانون پر عمل کرنے سے رضا حاصل نہیں ہوتی۔ کیا آجکل ممالک مغربی و
شمالی کے مسلمانوں کا رواد و وینس میں کانفرنس کرنا میسر ہو گیا ہے؟ میسر ہو گیا ہے۔ شاہی قانون
کے مطابق نہیں؟ ہاں کے یہ معنی ہیں کہ وہ یٹینٹ گو رنر ممالک مغربی و شمالی کے منشاء
سے ہیں۔ یعنی گو رنمنٹ کے قانون کے مطابق ہیں۔ مگر جہاں تک ہمیں قرآن سے معلوم
ہے کہ یٹینٹ گو رنر ممالک مذکورہ کی رضا اس میں نہیں ہے ایک مثال انسانی
مشیت اور رضا کی ہے۔

یہ مثال بہت پرانی ہے جو پہلی طبع میں دی گئی۔ آجکل کی مثال سوراخ کی طلب
مجھو جو کہ آئینی طریق سے انگریزی حکومت کے قانون سے ہے۔ مگر کیا آپ کہہ سکتے ہیں
کہ گو رنمنٹ اس پر راضی بھی ہے؟ تو وہ نہ جانتے ہو تو کسی سیاست دان سے پوچھ کر لیتے۔

اب سنئے خدا کی قانون۔ ایک ظالم کسی مظلوم پر حملہ کر کے تمام مال و اسباب چھین لیتا ہے۔ کئی طرح کے ظلم کرتا ہے۔ کچھ شک نہیں کہ قانون خداوندی کے مطابق وہ فعل ہوتا ہے۔ یعنی خدا کی قانون ہے کہ زیر دست کمزور کو دبا سکے۔ خواہ وہ حق پر ہو یا ناحق پر۔ پس کسی طاقتور کا کسی کمزور پر حملہ کر کے اس پر ظلم و ستم کرنا مطابق قانون خدا تو ہے۔ مگر کیا اس میں رضا خدا بھی ہے؟ سما جیو! سوچ کر جواب دینا۔

اور سنو جوان مرد جوان عورت جب ایک دوسرے کو دیکھتے ہیں تو دونوں کے دل میں جو جو خیالات پیدا ہوتے ہیں۔ کچھ شک نہیں کہ وہ قانون قدرت کے ماتحت ہوتے ہیں اس کے بعد فریقین سے جو سرزد ہو جاتا ہے۔ جس کو ہر مذہب برا جانتا ہے۔ وہ بھی اسی قانون قدرت کے ماتحت ہوتا ہے۔ تو کیا قانون قدرت کا مالک (پریشور) ان افعال پر راضی ہے؟ سما جیو! نیوگ اس سے مستثنیٰ ہے۔ اس لئے سوچ سمجھ کر جواب دینا۔

پس! آپ اس مختصر تقریر پر غور کریں اور آئندہ کو خدا کی مشیت اور رضائیں فرق سمجھا کریں۔ پس اس فقرہ کی کہ۔ "کیا جتنی لڑائیاں ہوتی ہیں خدا ہی کی مشیت (قانون) سے ہوتی ہیں۔" یوں صحیح کہتے۔ "جتنی لڑائیاں ہوتی ہیں خدا ہی کی مشیت (قانون) سے ہوتی ہیں۔" جس کا جواب ہم دیں گے۔ "ہاں۔" کیونکہ بغیر مشیت خداوندی کچھ نہیں ہو سکتا۔ "وَمَا تَشَاؤُنَ إِلَّا أَنْ يَشَاءَ اللَّهُ" کے بھی یہی معنی ہیں۔ قرآن کی آیت زیر بحث میں بھی يَشَاءُ کا لفظ ہے۔ جس کا دہاتو (مصدر) مشیت ہے۔ درت مان کال (مضارع) يَشَاءُ فقرہ "جو چاہتا ہے اللہ کرتا ہے۔" کے بھی یہی معنی ہیں کہ جو اس کا قانون مخلوق کے متعلق ہے اسی کے مطابق کرتا ہے۔ جو ایک طرح سے آپ کی تائید تھی۔ کیونکہ آپ بھی سپر نیچرل (خلاف قانون قدرت) کو محال جانتے ہیں۔ مگر چونکہ آپ اعتراضات کے شوق میں مست ہیں اس لئے اپنی تائید کی بھی تردید کرنے بیٹھ گئے۔ کیونکہ بقول آپ کے "ہٹا حرم لوگ تاریکی میں پھنس کر عقل کو زائل کر لیتے ہیں۔"

(دیباچہ ستیا رتھ ضمیمہ)

(۳۱) ترجمہ : ”جو کچھ آسمان اور زمین پر ہے سب اس کے لئے ہے۔“
 چاہے ۱۰ اس کی کرسی نے آسمان اور زمین کو بنالیا ہے۔“ (آیت ۲۵۰)

(۳۱) محقق : جو آسمان زمین پر چیزیں ہیں۔ وہ سب انسانوں کے واسطے خدا نے پیدا کی ہیں۔ اپنے واسطے نہیں کیونکہ اسے کسی چیز کی ضرورت نہیں۔ جب اس کی کرسی ہے تو وہ محدود مکان ہوگا۔ جو محدود مکان ہے وہ خدا نہیں کہلاتا۔ کیونکہ خدا اتنا بڑا ہے کہ اس کی کرسی اور محیط قیل ہے۔

(۳۱) مدقق : ماراج وھن ماراج! چنتائی بیچارے بھی مضور ہیں۔ عربی سے واقف نہیں اور فارسی سے آشنا نہیں۔ خدا معلوم اس بے علمی سے آپ نے کیا اور حق کے کھائے ہوئے۔ بھروسہ کا صفحہ ۵۲ کی عبارت ہم کئی وقت نقل کر چکے ہیں۔ جس میں آپ خود بھی قائل ہیں جب تک صدارت نامہ نہ ہو۔ کلام کے معنی نہیں سمجھ جاتے۔

سنئے! آیت زیر بحث یوں ہے۔

لَا مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ

عربی میں لام مائلیت کے لئے آتا ہے۔ چنانچہ کہا کرتے ہیں هذا الصال لوریلہ ایہ مال زید کا ہے ایسی آیت کے معنی صاف ہیں ”اسی کتب جو کچھ آسمان اور زمین میں ہے۔“ چنانچہ شاہ عبدالقادر صاحب نے بیہیز میں ترجمہ کیا ہے (دیکھو ترجمہ مذکور)
 کرسی کے معنی بھی آپ نے نہیں سمجھے سنئے! شاہ ولی اللہ صاحب کا فارسی ترجمہ
 ”فرا گرفتہ است بادشاهی او آسمانها و زمینها“

۱۰ چاہے ”اللہ نقل کر کے پڑھائی ہے۔ ہمارے دوسری کی حمد حق کی کہ آپ بھروسہ دار لکھتے ہیں۔
 دوم نہ لیتے تھے۔ فارسی حرمہ قرآن کو کہیں دے“ چاہے ”اللہ ان کو کھائے گا۔ ہمارے دوسری حمد حق کے ہیں۔
 اللہ تعالیٰ نے صبح اولیٰ کے بعد اس کا کلام“

یعنی آسمان اور زمین پر اللہ ہی کی حکومت ہے۔ آج معلوم ہوا کہ شاہ صاحب موصوف نے ایسے صریح لفظوں میں کیوں ایسا ترجمہ کیا صرف آپ کے سمجھانے کو۔

ہاں پر میثور کے محیط کل ہونے کے معنی ذرا آپ کے لفظوں میں بیان کر کے تھوڑا سا پرشن سوال کرنے کو ہمارا بھی جی چاہتا ہے۔

آپ سید محمد رفیع پر کاش میں میثور کے 'نم' (تولد) لینے کی دلیل لکھتے ہیں کہ اگر کوئی شخص اس کا لکھا آقا کا آقا ہونا آسمان کو کہے کہ محل میں مایا کیا منی میں رکھ لیا گیا تو ایسا قول بھی بیج نہیں ہو سکتا کیونکہ کاش غیر قناتی، در محیط کل ہے اسی واسطے آقا کا نہ باہر قنات اور نہ اندر جاتا ہے۔ اسی طرح پر میثور غیر قناتی اور محیط کل ہونے کی وجہ سے اس کا آنا جانا بھی ثابت نہیں ہو سکتا۔ کسی کا یہ اندر آنا اس جگہ ہو سکتا ہے جہاں وہ نہ ہو۔ کیا پر میثور رجم میں نہیں تھا جو اندر سے نکلا؟ میثور کے بارے میں ایسی بات علم سے بے بہرہ لوگوں کے سوا کون اور کون کہہ سکا ہوگا؟ (سید محمد رفیع صفحہ ۲۳۹ 'ملاس' نمبر ۳)

ان معنی سے جو محیط کل کا ترجمہ پنڈت جی نے کیا ہے (اگر ہماری سمجھ غلط نہ ہو) تو ہم یہ سمجھتے ہیں کہ سوامی جی پر میثور کو ایسا مانتے ہیں کہ جیسے پانی میں کھانا ہوتی ہے۔ جس سے یہ نتیجہ نکالنا کچھ دور نہیں کہ ان کے خیال میں پر میثور بھی 'لہبانی' 'چوڑائی' 'گہرائی' والا ہے۔ پس جو چیز لہبانی چوڑائی والی ہوگی۔ وہ قابل انفصال بھی ہوگی اور یہ تو پنڈت جی بھی مانتے ہیں کہ قابل انفصال ایک وقت سے شروع ہو کر ایک وقت میں فنا ہو جایا کرتی ہے۔ مفصل تقریر نمبر ۱۹ میں دیکھو اور نتیجہ پاؤ۔

دوسرا سوال یہ ہے کہ سوامی جی کی اس تقریر کے مطابق خدا محدود اور قناتی ہو جائے گا اس لئے کہ مخلوق خواہ کتنی ہی ہماری گفتی میں ان گنت ہو تاہم واقع میں ان گنت نہیں کیونکہ اس میں شک نہیں کہ موجودہ دنیا کا آغاز تو ضرور ہے اور پنڈت جی بھی اس کا شروع مانتے ہیں (سید محمد رفیع صفحہ ۲۸ 'ملاس' نمبر ۸) (ہم تو اس کے سلسلہ کے بھی نمبر ۱۶ میں آغاز ثابت کر آئے ہیں) پس ضرور ہے کہ ایک وقت سے اس کی ابتدا ہو اور یہ تو بالکل بدیہی اور ظاہر ہے کہ پر میثور نے ابتداء میں جو چیزیں پیدا کی تھیں وہ بھی محدود تھیں۔ ان پر ہر روز اور ہر گھنٹی محدود ہی بڑھتی چلی آئیں۔ محدود پر محدود بڑھنے سے

محدود ہی رہے گا۔ آخر آج تک وہ سب کی سب محدود ہی ہیں۔ گو وہ ایسے درجہ تک پہنچ گئی ہوں کہ بندوں کا حساب اس تک نہ پہنچ سکتا ہو۔ اس سے واقعی غیر محدود اور غیر متناہی نہیں ہو سکتیں۔ پس جب یہ کل دنیا ایک حد تک محدود ہے گو اس کی حد کو ہم نہ جانیں۔ پر میثور بھی اس کی تحدید سے محدود ہو گا۔ کون نہیں جانتا کہ پانی جب گلاس میں محدود ہے تو کھانڈ بھی محدود ہوگی پس یا تو آپ پر میثور کو محدود اور متناہی مانیں یا آپ اس دعوے کو کہ ”پر میثور غیر متناہی ہے۔“ اختیار تھ پر کاش صفحہ ۲۴ میں اسے واپس لیں۔

سائنس سے پہلے جھنڈا گاڑنے والے ساجیو! ان دنوں کو سوچ کر جواب دیا قبول کرو۔
www.only1or3.com
www.onlyoneorthree.com

(۳۲) **ترجمہ :** ”اللہ آفتاب کو مشرق سے لاتا ہے۔ بس تو مغرب سے لے آ۔ بس جو کافر حیران تھا تحقیق اللہ گناہ گاروں کو راہ نہیں دکھلاتا۔“ (آیت ۲۵۴)

(۳۳) **محقق :** دیکھئے یہ لاطینی کی بات ہے۔ آفتاب نہ مشرق سے مغرب اور نہ مغرب سے مشرق بھی آتا جاتا ہے۔ وہ اپنی محور میں گردش کرتا رہتا ہے۔ اس سے تحقیق جانا جاتا ہے کہ قرآن کے مصنف کو علم ہیئت اور جغرافیہ بھی عین آتا تھا۔ اگر گنہگاروں کو راہ نہیں بتلاتا۔ تو پرہیزگاروں کے لئے بھی مسلمانوں کے خدا کی ضرورت نہیں کیونکہ دھرماتما تو دھرم کی راہ میں ہوتے ہی ہیں۔ جو گمراہ ہیں۔ ان کو راہ بتلاتا چاہئے۔ اسلئے اس فرض کا ادا نہ کرنا قرآن کے مصنف کی بڑی غلطی ہے۔

(۳۴) **مدقق :** سچ ہے۔ نہ محقق بدوند دانشمند سچا پایہ پر و کتابے چند

مشرق اور مغرب سے فراوان مقام کا مشرق اور مغرب ہے۔ جہاں پر حضرت ابراہیم علیہ السلام تھے۔ جن کا یہ کلام ہے۔ اگر کوئی کنارہ دنیا کا مشرق مغرب نہیں تو آپ کی جغرافیہ دانی معلوم اگر ہم زمین کی حرکت کے قائل ہوں اور سورج کو اپنے محور پر متحرک سمجھیں تو بھی مشرق مغرب جو دیکھنے میں آتا ہے۔ اس کے مطابق ہر ایک شخص خصوصاً ایسے احمق

کے سامنے ہو خود ہی خدا بننا ہو۔ جیسا حضرت ابراہیم علیہ السلام کا مخاطب نہرود تھا۔ جس کے جواب میں انہوں نے یہ فقرہ کہا تھا۔ ایسے مشاہدہ سے دلیل لائی جاسکتی ہے۔ سوامی جی کی بلا کو غرض ہے کہ آکے پیچھے کود کھیں اور غور کریں۔ انہیں تو فقرہ مذکورہ بھومکا صفحہ ۵۲ کی تصدیق منظور ہے کہ ”جند بازوں کو علم نہیں ہوتا۔“

سوامی جی! ہدایت دو قسم پر ہے۔ ایک ہدایت تو وہ ہے جسے راہ نمائی کہتے ہیں۔ یہ تو سب بندوں کو برابر ملتی ہے۔ ایک ہدایت وہ ہے جسے توفیق خیر کہتے ہیں۔ وہ خاص برگزیدوں کا حصہ ہے۔ اس مضمون کو آپ نے بھی ستیارتھ پر کاش کے کئی ایک مواقع میں ادا کیا ہے ایک موقع کے الفاظ یہ ہیں۔

جب آقا من (جی) کو اور من حواس کو کسی شے محسوس میں لگاتا ہے یا من لہ میں آقا پوری وغیرہ برے یا رفا، عام وغیرہ اچھے کام کرنا شروع کرتا ہے تو جی کی خواہش اور علم وغیرہ چونکہ اس وقت اسی خواہش کی ہوئی چیز کی طرف جھک جاتے ہیں۔ اس لئے اس لہ میں جو آقا کے اندر برے کام کے کرنے میں خوف تامل اور شرم اور اچھے کاموں کے کرنے میں بے غوفی عدم تامل خوشی اور حوصلہ پیدا ہوتا ہے وہ جی آتما کی طرف سے نہیں بلکہ ”پر ماتما (خدا) کی طرف سے ہے۔“ (ستیارتھ صفحہ ۵۵ نمبر ۱۱ کے تحت)

اور سنئے!

”پاپ کرنے کی خواہش کے وقت شک اور شرم پیدا ہوتی ہے وہ استریائی پر ماتما خدا کی طرف سے ہے۔“ (ستیارتھ صفحہ ۵۵)

پس ایک وقت انسان کی بدکاری کا وہ آتما ہے کہ یہ شک اور خوف گناہوں پر اس کو نہیں ہوتا اور وہ بے کھٹکے گناہ کرتا ہے۔ بلکہ اپنے افعال قبیحہ کو اچھا جانتا ہے اسی مضمون کو آپ نے بھی ٹوٹے پھوٹے الفاظ میں بودھوں کی گہرائی کے سبب بیان کرتے ہوئے یوں ادا کیا ہے۔

انہوں (بودھوں) نے مس درجہ او دیا (جہالت) میں ترقی کی ہے جس کی نظیر ان کے سوا اور سری ہو ہی نہیں سکتی۔ یقین تو یہی ہوتا ہے کہ وہ بعد امداد اللہ سے خلافت کرنے کا ان کو بھی نتیجہ ملے گا۔“ (ستیارتھ صفحہ ۵۳ پاپ ۱۲ نمبر ۱۲)

سنو! قرآن انسان کی فطری حالت بتاتا ہے۔ **وَاعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ يَحُولُ**

تین الشراء و قلبہ یاد رکھو کہ ایک وقت ایسا بھی ہوتا ہے کہ اللہ آدمی کے دل میں پردہ ہو جاتا ہے سمجھنے سے روک دیتا ہے۔

سوانی جی! یہی وہ سوچ ہے جو آپ بھوکا صفحہ ۵۲ میں (جس کی عبارت ہم نے کئی دفعہ نقل کی ہے) لکھ چکے ہیں۔ کیا یہ سچ ہے؟ ”وگرہ الصحت و غورہ العنیت۔“

(۳۳) ترجمہ: کما جانوروں سے لے ان کی صورت پہچان رکھ پھر ہر پہاڑ پر ان میں سے ایک ایک گزار کھو دے۔ پھر

ان کو بلا دوتے تیرے پاس چلے آئیں گے۔ (آیت ۱۲۶۶)

(۳۳) محقق: داد و داند کی جو بی مسلمانوں کا خدا شعبہ بازوں کی طرح کھیل کر رہا ہے۔ یہ ایسی ہی باتوں سے خدا کی

خدا کی ظاہر ہوتی ہے عقلمند لوگ ایسے خدا کو خیر یاد کہ کر کنارہ کشی کریں گے اور جاہل لوگ ہمیشہ گے۔ اس سے بھلائی کے عوض برائی اس کے پلے پڑے گی۔

(۳۳) مدقق: اس آیت کے الفاظ یہ ہیں۔

فَعَلَّمَهُ اَزْبَعَةً مِّنَ الْقَلْبِ فَضَرَّهِنَّ اِلَيْكَ ثُمَّ اجْعَلْ عَلٰى كُلِّ جَبَلٍ مِّنْهُنَّ جُزْءًا

اس آیت کا لفظی ترجمہ یہ ہے کہ ”چار جانور لیکر ان کو اپنے ساتھ بلاؤ۔ تم ان میں سے ہر ایک کو ایک ایک پہاڑ پر رکھو۔“ مطلب یہ ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو خدا کی طرف سے کہا گیا تھا کہ تم چار جانور لیکر اپنے ساتھ بلاؤ۔ پھر ان کو پہاڑوں پر رکھ کر اپنی طرف بلاؤ یہ نگہ وہ تم سے ملے ہوں گے اس لئے تمہارے بلائے پر تمہارے پاس فوراً آئیں گے اس سے تم سمجھنا کہ خدا مردوں کو زندہ کر سکتا ہے۔ کیونکہ یہ وحشی جانور چند روزہ تمہاری موانست سے ایسے مانوس ہو گئے کہ تمہارے بلائے پر تمہارے پاس آئیں گے مخلوق تو ساری خدا سے فطری طور پر مانوس ہے پھر کیا تعجب ہے کہ خدا کے بلائے پر وہ اس کے حکم کی تعمیل کریں۔ بلکہ نہ کریں تو تعجب ہے۔

مفکر یہ کہ قرآن شریف کے اصلی الفاظ کے ترجمہ پر کوئی اعتراض نہیں ہو سکتا۔

(۳۵) **مدقق** : بھولے سوامی! یہ کس لفظ کا مطلب ہے کہ مستحق کو خدا نہ بخشے گا اور غیر مستحق کو بخشے گا، مشیت و احاطہ

(مصدر) کے معنی جس سے یثاء و رت مان کا ل (مضارع) رہا ہے۔ نمبر ۳۰ میں ہم بتلا آئے ہیں۔ علاوہ اس کے اس سے پہلے بھی ایک موقع میں اس کا ذکر ہے۔ پس آیت کے معنی صاف ہیں۔ کہ جو لوگ اس کی بخشش کے قانون کے پابند رہے ہو گئے یعنی مستحق ہو گئے۔ ان کو بخشے گا اور جو نہیں رہے ہو گئے ان کو نہیں، مگر "خدا یوں کو علم کما۔" ابھومکا صفحہ ۵۲ دیکھو)

(۳۶) **ترجمہ** : "اس سے اچھی اور کیا رہیز گاروں کو خبر دوں کہ اللہ کی طرف سے بخششیں ہیں جن میں عمریں چلتی ہیں۔

ان میں ہمیشہ رہنے والی پاک بنیاں ہیں۔" (سورہ آل عمران: آیت ۱۱۳)

(۳۶) **محقق** : بھلا یہ بہشت ہے یا طوائف خانہ؟ اس کو خدا اکٹھا یا

استریں (عورتوں) کا دلدادہ۔ کیا کوئی بھی عقلمند ایسی باتیں جس میں ہوں اس کو خدا کی بنائی ہوئی کتاب مان سکتا ہے؟ خدا اطرفہ اری کیوں کرتا ہے؟ جو بنیاں بہشت میں ہمیشہ سے رہتی ہیں۔ کیا وہ یہاں سے پیدا ہو کر وہاں گئی ہیں یا وہیں پیدا ہوئی ہیں؟ اگر یہاں سے پیدا ہو کر وہاں گئی ہیں تو قیامت کی رات میں سب کا انصاف ہو گا۔ اس عہد کو کیوں توڑا؟ اگر وہیں پیدا ہوئی ہیں تو قیامت تک وہ کیونکر گزار رہی ہیں؟ اگر ان کے واسطے آدمی بھی ہیں۔ یہاں سے بہشت میں جاتے مسلمانوں کو خدا ان بنیاں کہاں سے دے گا؟ اور جیسے بنیاں بہشت میں ہمیشہ رہنے والی بنائیں۔ دیے مردوں کو وہاں ہمیشہ رہنے والے کیوں نہیں بنایا؟ اس واسطے مسلمانوں کا خدا ابھی بے انصاف اور بے سمجھ ہے۔

(۳۶) **مدقق** : سوامی جی کا ترجمہ یوں تو تمام و کمال نور ہوتا ہے، مگر اس فقرے کے لفظوں نے تو ثابت کر دیا کہ سوامی جی کا

پرمان واقعی سونے سے لکھنے کے قابل ہے کہ "بہت دھری کو عقل پر پتھر" اور پتھر
ستیا رتھ پر کاش صفحہ ۷۷) اللہ اللہ جس شخص کو اتنی بھی خبر نہیں کہ مبتدا اور خبر میں تمیز
کر سکے۔ معمولی اردو اور اردو سے ناگری کیا ہوا ترجمہ بھی صاف نقل نہیں ہو سکتا۔ تو
ناظرین اندازہ لگا سکتے ہیں کہ ایسے علم و عقل کے مساتمانے کہاں تک قرآن شریف پر جس
کو ہزار ہا دووان (اہل علم) الہامی کتاب مانتے ہیں اور راہ نجات جانتے ہیں۔ غور و فکر کی
ہوگی۔ ہم ہر فقرہ پر یہ شکایت کرتے تو ایسی شکایت ہی سے کتاب بھر جاتی۔ ناظرین خصوصاً
انار سے سماجی دوست اپنے چوتھے اصول کو یاد کر کے ذرا اپنے سوامی کا ترجمہ معقولہ خصوصاً
جہاں ہم نے ترجمہ کی نقل پر اعتراض کئے ہیں۔ مترجم قرآنوں سے مقابلہ کریں۔

فقرہ نمبر ۷ میں بھی سوامی جی نے یہی اعتراض کیا ہے۔ پنڈت جی کو اعتراضات
بڑھانے کا ایسا شوق چڑا ہوا ہے کہ ایک ہی اعتراض کو کئی ایک مواقع پر کر کے مور نکھوں
میں نمبر شکاری کراتے ہیں۔ قرآن شریف کا مطلب کسی عالم سے پوچھ لیا ہو؟ قرآن میں
اہل بہشت کیسے بیسیوں کا ہو ناویں شک نہ کر رہے۔ لیکن سمجھ میں نہیں آتا کہ اس پر سوامی جی کو
کیا سوال ہے؟ اگر خدا کسی نیک آدمی کو نیک بیوی کو بہشت میں اس کے ساتھ ہی جگہ
دے تو کیا قباحت ہے؟ ہاں جو نیک مرد بے نکاح مرے گئے ان کو ملاپ ان عورتوں سے ہو
گا جو ویسی ہی نیک اہلانی میں بے نکاح مرے گی یا خدا ان کے لئے بہشت میں ان کے
مناسب عورتیں پیدا کر دے گا یہ بھی ممکن ہے کہ اگر اہل بہشت مردوں کو ایک عورت
سے زیادہ کی خواہش ہوگی تو اور عورت وہاں کی پیدائش سے اس کو مل جائے گا۔ پنڈت جی
نے چونکہ تمام مخالف قانون قدرت تجرد میں گزار دی ہے۔ اس لئے وہ جب سنتے ہیں کہ
اہل بہشت کو بیویاں ملیں گی تو وہ حیران ہوتے ہیں کہ میں تو یاد ہوا میں بعد جد و جہد دنیا میں
بھی بے نصیب رہا۔ مسلمان اس لوگ (دنیا) کے علاوہ یہ لوگ (آخری زندگی) میں بھی
کامیاب ہوئے جاتے ہیں۔ مگر یہ قصور کس کا؟

تمید ستان قسمت را چہ سودا ز رہبر کامل
کہ ظہر از آب میواں نقشہ سے آرد سکندر

باقی جواب نمبر ۷ میں ملاحظہ ہو۔

”تحقیق اللہ کی طرف سے دین اسلام ہے۔“

(۳۷) ترجمہ :

(آیت ۱۶)

کیا اللہ مسلمانوں ہی کا ہے اور دوسروں کا نہیں؟ کیا تیرے دوسروں سے پہلے خدا کا لہجہ بھ تھا ہی نہیں؟ اس سے

(۳۷) محقق :

معلوم ہوا کہ یہ قرآن خدا کا لہجہ یا ہوا نہیں بلکہ کسی متعصب کا لہجہ یا ہوا ہے۔

ایک شخص نے ایک طوطے کی پرورش کی اور اسے ”دریں چہ شک“ کا لفظ ایسا ضبط کرایا کہ ہر ایک

(۳۷) مدقق :

بات کے جواب میں طوطا ”دریں چہ شک“ بیسانہ کہہ دیتا۔ آخر ایک دفعہ مالک اس کو بازار میں بیچنے کو لے گیا اور خریدار کے پوچھنے پر سو روپیہ مول کیا۔ خریدار کی نگرانی پر مالک نے کہا کہ طوطا مہاراج سے پوچھ لو۔ طوطا رام جی جھٹ بول اٹھے کہ ”دریں چہ شک“ خریدار نے سمجھا کہ ایسا طوطا کہاں سے ملے گا۔؟ کہ فارسی میں ہر بات کا جواب دیتا ہے۔ ٹھیک اسی طرح چندتہ جی کو یہ لفظ ضبط ہے۔ کہ ”مسلمانوں ہی کا خدا ہے۔ اور دوسروں کا نہیں۔“ مگر جب اپنے پر گزرتی ہے تو صاف کہہ جاتے ہیں کہ ”وید کا منگرنیا شک (دہریہ لہجہ ہے۔“ (استیارتھ صفحہ ۱۳۷ اور

”اگر کوئی کسی سے پوچھے کہ تمہارا کیا اعتقاد ہے تو یہی جواب دینا چاہئے کہ ہمارا

اعتقاد وید ہے۔“ (استیارتھ پرکاش صفحہ ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵ نمبر ۸)

تیرہ سو برسوں سے پہلے کا جواب نمبر ۱۱ میں ملاحظہ ہو۔

ہر ایک روح کو پورا دیا جائے گا۔ جو اس نے کمایا اور وہ نہ قلم کئے جائیں گے۔ کو یا اللہ تو ہی ملک کا مالک

(۳۸) ترجمہ :

ہے۔ جس کو چاہے دیتا ہے۔ جس سے چاہے چھینتا ہے۔ جس کو چاہے عزت دیتا ہے۔ جس کو چاہے ذلت دیتا ہے۔ سب کچھ تیرے ہی ہاتھ میں ہے۔ ہر ایک چیز پر تو ہی قادر ہے۔ رات کو دن میں اور دن کو رات میں بٹھاتا ہے۔ اور مردہ کو زندہ سے اور زندہ کو مردہ سے نکالتا ہے۔ اور جس کو چاہے دشمن رزق دیتا ہے۔ مسلمانوں کو چاہئے کہ کافروں کو دوست نہ بنائیں سوائے مسلمانوں کے۔ پس جو کوئی یہ کرے پس وہ اللہ کی طرف سے نہیں۔ کہہ جو تم چاہتے ہو اللہ کو تو پیروی کرو میری۔ اللہ چاہے گاتھ کو اور

تسارے گناہ معاف کریگا۔ تحقیق بخشنے والا مہربان ہے۔" (سورہ عمران: آیت ۲۱)

(۳۸) **محقق** : جب ہر روح کو اعمال کا پورا پورا شمارہ دیا جائے گا تو

گناہ معاف نہیں ہو سکیں گے اور اگر معاف ہو گئے تو پورا شمارہ نہیں دیا جائے گا اور بے انصافی ہوگی اگر بلا ٹیک اعمال کے سلطنت دے گا تو بھی غیر منصف ہو جائے گا۔ بھلا زندہ سے مردہ اور مردہ سے زندہ کبھی ہو سکتا ہے خدا کا نظام مکمل اور لازوال ہے۔ کبھی اس میں قیصر تبدیل نہیں ہو سکتا۔ اب دیکھئے تعصب کی باتیں جو دین اسلام میں نہیں ہیں۔ ان کو کافر قرار دیا گیا ہے۔ غیر مذہب کے علماء و کاروں سے بھی دوستی نہ رکھنا اور بد مسلمانوں سے دوستی رکھنے کی تعلیم دینا خدا کے شایان نہیں۔ اس لئے یہ قرآن اور قرآن کا خدا اور مسلمان لوگ محض تعصب و بغاوت سے بچیں۔ اور مسلمان لوگ تاریکی میں ہیں اور دیکھئے محمد صاحب کی لٹا کہ اگر تم میری طرف ہو گے تو خدا تمہاری طرف ہو گا۔ اگر تم تعصب سے گناہ کرو گے تو اس کی معافی بھی کریگا اس سے ثابت ہوتا ہے کہ محمد صاحب کی نیت صاف نہ تھی اور محمد صاحب نے اپنی مطلب پر آرہی کے لئے یہ قرآن بنایا ہے۔

(۳۸) **مدقق** : "کیسے بد دہری ہیں وہ لوگ جو مذہب کی تاریکی میں پھنس کر عقل کو کھو بیٹھتے ہیں۔" (دیباچہ ستیارتھ)

کاش صفحے ۷۱ پر ایک کام کا پورا راہ لے دی ہو تا ہے جو عالم نے مقرر کیا ہو۔ پس جن گناہوں کے ٹیک اعمال زیادہ اور بد اعمال کم ہو گئے ان کا بدلہ یہی ہے کہ وہ نجات پاب ہوں غور سے سنو!

اَلَا مَنْ حَفَّتْ صَوَارِثُهُ فَافُتَ هَاوِيَةٌ ﴿۳۹﴾
یہ بھی قانون مقرر ہے کہ ایسے گناہوں میں سے جو ہضم کے قابل ہو گئے اور کوئی گناہگار خدا سے باغی یعنی مشرک نہیں تو کسی قدر سزا بخراں کو بھی نجات مل سکے گی

۳۹ کے ٹیک اعمال زیادہ ہو گئے اور ہضم کے قابل ہو گئے

۴۰ کے ٹیک اعمال کم ہو گئے اور ہضم کے قابل ہو گئے

نور سے چمکے ان اللہ لا یغفر ان یشرک به ویغفر ما دُونَ
ذَٰلِكَ لِمَن یَّشَاءُ ❶

پس آپ کے پہلے حصہ کا جواب آیا۔ زندوں سے مردے اور مردوں سے زندہ
پر اور انھیں ہم خود دیکھ رہے ہیں۔ کیا جن مردوں کو آگ میں جلاتے ہو وہ تم زندوں میں
سے نہیں تھے؟ اور نہ مردہ یہ کہتے ہیں وہ پہلے مردہ ابے جان مٹی اٹھیں ہوتے؟
دیکھئے قرآن شریف اپنی تفسیر آپ کرتا ہے۔

کَیْفَ تَکْفُرُونَ بِاللّٰهِ وَکُنْتُمْ اَکْثَرًا فٰرِغًا ❷
حق ہے۔

کائنات علم کے لئے ہر بات کا مقدمہ مرد اور موقع مناسب دیکھنا اور سوچنا ضروری ہے
اور نیز پاک و پائین والے جانوں کو واقعی علم نہیں ہوتا (جہو کا صفحہ ۵۲)
کافر کہنے کا جواب فقرہ نمبر ۲۰ میں آپکا ہے۔ آپ اپنی خواہشوں (طاہرات) میں
مجبور ہیں تاہم بھی اپنی عادت (اختصار) پر مجبور ہیں۔
غیر مذہب کے نیک لوگوں کے ملنے سے منع نہیں کیا۔ بلکہ ان پاپیوں و شیعوں سے
منع کیا۔ جن کا حال خود خدا نے بتلایا ہے کان کھول کر سنو!

يٰۤاَيُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْا بَظَانَّةٍ حٰثٍ ذُرِّیَّتْکُمْ لَا
یَآلُؤْکُمْ حِیَالًا وَذُرُّوْا مَا عِشْتُمْ قَدْ بَدَا الْبَغْضَاءُ مِنْ
اَفْوَاھِیْہِمْ وَمَا تُخْفِیْ ضُرُوْرُھِمْ اَکْثَرُ لَکُمْ الْاٰیٰتِ
www.only1or3.com

ان کُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ❸
www.onlyoneorthree.com

سماجیو! جہو کا صفحہ ۵۲ کو جس کی عبارت ہم نے کئی دفعہ لکھی ہے دیکھو اور
قرآن کی داد دو دو ایسی حرکات و انسانی سے کیسے سخت لفظوں میں منع کرتا ہے۔

❶ شرک کے سوا کسی اور کو شریک نہ کرنا اور نہ اس کے اہل و عیال سے

❷ کسی قوم کے عقیدے سے جو کہ جہو کا صفحہ ۵۲ میں ہے۔ جس سے اس نے تم کو آگ کی جہنم

❸ مسلمانو! تم تو ان سے روٹی کھاؤ، نصیحتیں لیاں، لے لیں، کھیں، کرتے تمہاری کتاب سے غور

کرتے ہیں، ان کے مانوس سے شرا، تمہاری عادتیں بھی ہیں، دیکھو کہ تمہارے حق میں ان کے انکار میں

ہے، یہ بتاتے ہو کہ تم کو کائنات کا علم ہے، اگر تم اس سے واقف

غور سے سنو!

لَمْ تَفْعَلُوا مَا لَا تَفْعَلُونَ كَثِيرٌ مَقْنَا عِنْدَ اللَّهِ أَنْ تَفْعَلُوا مَا لَا تَفْعَلُونَ ﴿۱۰﴾

ہاں! سوامی جی! اگر آپ ایسے ہی صلح کل اور نرم طبیعت تھے کہ غیر مذہب کے لوگوں کو اپنی طرح جانتے تھے تو پھر سے بے زبان رہو دس کیوں ایسے نکلیں جو سمجھتے ہیں۔

انہوں نے اگرچہ 'مسلمان' پنڈت الہ خیر و سے بھی کھانے پینے کی چیز نہیں رکھی انہوں نے یہی سمجھا ہو گا۔ کہ کھانے اور رفات کا امتیاز کرنے سے ہم اور ہمارا ملک سدھر جائے گا۔ لیکن ایسی باتوں سے سدھاد گماں اٹا کاڑ ہوتا ہے۔ "استیارتھ پرکاش" صفحہ ۹۹، ۱۰۰، ۱۰۱ اور بھی سنئے! پنڈت جی پرمان دیتے ہیں۔ اب ادبار بخت آریوں کی سستی، غفلت اور پابھی نفاق کی وجہ سے دوسرے ملکوں میں راج کرنے کا تو ذکر ہی کیا ہے بلکہ خود آریہ ورت (ہندو) میں بھی اس وقت آریوں کو کامل آزاد اور خود مختار اور بے خوف راج نہیں ہو سکا ہے اس کو بھی غیر ملک والے پامال کر رہے ہیں۔ کچھ تھوڑے سے راجہ خود مختار ہیں۔ ﴿۱۰﴾ سب سے اون آتے ہیں۔ حیدر آباد، بڑے انہوں کو اپنی طرح کی تحریف پر بھیجی جاتی ہے۔ کوئی کتابی کرے لیکن جو اپنے ملک کا راج ہو تا ہے وہ سب سے افضل ہو تا ہے۔ یعنی غیر ملکیوں کا راج پر راجہ و آرام دہ نہیں ہے۔ "استیارتھ پرکاش" صفحہ ۹۸، ۹۹، ۱۰۰، ۱۰۱ (۱۰۱)

گروکل اور آریہ کالج کے حامیو! سوامی جی کی جلی عبارت سے متفق ہو؟ پنڈت جی! مسلمان اور عیسائی خواہ کتنے ہی ٹیک ہوں ان کے ساتھ کھانا روا نہیں ہاں مجھے یاد آیا۔ وید کی پابندی کے سواہ کوئی ٹیک کیونکر ہو سکتا ہے۔ کیونکہ۔

"وید کا منکر ناشک (دہریہ) ہے۔"

(استیارتھ پرکاش ملام)

۱۰۱۔ ایسی باتیں کہتے ہو جن کو اصل میں کرتے تھے ان کے اس یہ مطلب کی بات ہے کہ بے خود ہو کر

۱۰۲۔ ساجو آؤں راجہ خواہتا رہے۔ جانتے ہو؟

(۵۰) ترجمہ : "اُس کو گناہ ہے کہ ہو۔ پس ہو جاتا ہے۔ اور مکر کیا کافروں نے اور مکر کیا اللہ نے اللہ بہت مکر کرنے والا ہے۔" (سورہ عمران: آیت ۴۳-۵۰)

(۵۰) محقق : جب مسلمان خدا کے سوائے وہ سری کوئی چیز نہیں مانتے۔ تو خدا نے کس سے کہا اور اس کے کہنے سے کون ہو گیا۔ اس بات کا جواب مسلمان لوگ سات جنم میں بھی نہیں دے سکیں گے۔ کیونکہ علت کے بغیر معلول ہرگز نہیں ہو سکتا۔ بلا علت کے معلوم کہنا ایسی بات ہے جیسا کوئی کہے کہ بلا اپنے والدین کے میرا جسم ہو گیا۔ ہو، ہو کا کھانا ہے یا مکر وہ فریب کرتا ہے۔ وہ خدا ہرگز نہیں ہو سکتا۔ خدا تو درکنار شریف آدمی بھی ایسا کام نہیں کرتا ہے۔

(۵۰) مدقق : فقرہ ہذا میں حصہ اول مادہ سے متعلق ہے۔ جس کا جواب ہم فقرہ نمبر ۲ میں دے چکے ہیں۔ البتہ لفظ "مکر" میں پنڈت جی نے مکر کیا ہے۔ سواگر ہو مکر کا معنی خود صفحہ ۵۲ پر عمل کرتے تو یہ غلطی ان سے سرزد نہ ہوتی۔ مکر کے معنی لغت میں خفیہ حکم یا خفیہ تدبیر ہے۔ پس آیت کے معنی یہ ہوئے کہ کافروں نے حضرت مسیح علیہ السلام کو تکلیف پہنچانے میں خفیہ تدابیر کیں اور خدا نے اس کے بچانے کے خفیہ احکام جاری کئے اور خدا کی تدبیر سب پر غالب ہوتی ہے۔ یہ عقد خدا کے سارے کام بندوں کی نظر سے غائب ہی ہوا کرتے ہیں ورنہ بتا دیں کہ جان کنی کے وقت کیا خدا سامنے آکر تھیں مارتا ہے؟ نہیں بلکہ ایسے خفیہ اسباب ہوتے ہیں۔ ہوا اللہ رہی اللہ را ہنایا کام کر جاتے ہیں۔ اسی لئے کہا گیا فکروا فی فکر اللہ یہی معنی ہیں ان ذلک لہا لیمز صاۃ اور آیت زیر بحث کے۔

اصل یہ ہے کہ بعض الفاظ عربی کے عربی میں اتنی جتنی نہیں رکھتے جتنی اردو میں رکھتے ہیں۔ مثلاً جاہل جس کا ترجمہ نادان ہے یا احمق جس کا ترجمہ بھی نادان ہے عربی میں ہمیشہ آفاق و زن رکھتے ہیں۔ جتنا اردو میں نادان رکھتا ہے۔ یعنی ایک معمولی سا اور

اردو میں یہ دونوں لفظ (جاہل اور احمق) جس قدر کراہت رکھتے ہیں اہل زبان سے نقلی نہیں کی جاتی۔ مگر ”مکر“ کا بے عربی میں خیر الہا کرین ٹھیکہ سنون اور مصطفیٰ کمال پاشا جیسے لائق پائیشن اعیان کو لکھا جاتا ہے۔ نہ کہ ہر کہ و مہ کو۔ مگر ہندی زبان میں یہ لفظ ”مکر“ بڑے مکروہ معنی میں بولا جاتا ہے۔ اسی لئے آریوں کے گرد اور خود آریوں کو بھی مکروہ لگتا ہے۔ ورنہ اصل میں مکروہ نہیں۔ علاوہ اس کے سوامی جی کو بھی مسلم ہے کہ۔

”ہماں اصلی معنی نہ ہو سکیں ہاں سستا۔ ویاہاز غراہ ہوتا ہے۔“ (پہلا صفحہ ۱۰)

پھر کیا وجہ ہے کہ سوامی جی نے ہماں مجاز مراد نہ لی۔ کیونکہ وہ کاتو کمزور آدمی کیا کرتا ہے۔ خدا تو سب بندوں کا خالق و مالک و مالک ہے۔ وہ خود کہتا ہے۔

وَهُوَ الْغَافِرُ الْكَرِيمُ

سوامی جی صاف معنی کیوں کرتے جبکہ اپنے قول کی تصدیق منظور تھی کہ۔

”ناپاک باطن والے جاہلوں کو واقعی علم نہیں ہوتا۔“ (پہلا صفحہ ۵۲)

(۵۱) ترجمہ : ”کیا یہ کفایت نہ کریگا کہ مدد کرے تم کو ساتھ تین ہزار فرشتوں کے۔“ (سورہ عمران: آیت ۱۸)

(۵۱) محقق : اگر مسلمانوں کو تین ہزار فرشتوں کے ساتھ مدد دیتا تھا تو اب جبکہ ان کی باوجود ثابت بہت سی برباد ہو گئی اور

ہو رہی ہے کیوں مدد نہیں دیتا؟ اس لئے جاہلوں کو لالچ دے کر پھنسانے کا دھوکا دے رہا ہے۔

(۵۱) مدقق : خوب کئی مکر سوامی جی؟ کیا وجہ ہے کہ ایٹور کا وعدہ مندرجہ رگوید سلطان محمود غزنوی اور محمد غوری کے

مقابلہ میں ظاہر نہ ہوا بلکہ آج تک بھی ویسا ہے۔

سنو! ایٹور آگیا (حکم) دیتا ہے۔

تسارے آئے و آتش گیر اسلحہ اور تیر کمان وغیرہ ہتھیار مہری عاقبت سے مضبوط اور فتح

نصیب ہوں۔ بد کردار و دشمنوں کی شکست اور تساری فتح ہو۔ تساری فوج ہزار

کار گزار اور نامی مگر ہٹی ہو۔ تاکہ تساری مالیکہ حکومت روئے زمین پر قائم ہو۔

(اچھی ہوئی بھی؟) ارگ وید اشک ۱۱۰ بیاتے ۳۰ اور گ ۱۱۰ صفحہ ۲۰

اگر کہیں کہ وید میں یہ بھی مذکور ہے کہ۔

”جب تک لوگ و حرم پر چلتے رہتے ہیں جب تک سلطنت برحق رہتی ہے اور جب یہ اعمال ہو جاتے ہیں تو راج نیست و نابود ہو جاتا ہے۔“ (منزل انکسار ص ۳۱ صفحہ ۲)
تو اسی کے وزن کا قرآنی پرمان بھی سنئے! اور غور سے سنئے!

اَنْتُمْ اَلَا غُلُوْنَ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿۵۱﴾

پنڈت جی! کیا یہی سچ ہے کہ۔

”ہمت و حمی مذہب کی تاریکی میں پھنس کر عقل کو زائل کر دیتے ہیں۔“ اور بیچارہ حیار تھا۔

”(اور مدد دے، ہم کو اور پر قوم کافروں کے بلکہ اللہ کا ر
ساز قہسار ہے اور وہ بہتر ہے مدد کرنے والا اور اگر

مارے جاؤ تم سچ راہ اللہ کے یا مر جاؤ تم البتہ بخشش ہے طرف اللہ کے سے۔“ (سورہ
عمران: آیت ۱۲۲، ۱۲۳، ۱۵۱)

دیکھئے مسلمانوں کی لفظی کہ جو اپنے مذہب کے نہیں
ان کے لڑنے کے واسطے خدا سے آغا کرتے ہیں یا خدا

سادہ لوح ہے جو ان کی بات مان لے گا اگر مسلمانوں کا کار ساز اللہ ہی ہے تو پھر مسلمانوں
کے کام کیوں پر باد ہوتے ہیں اور خدا بھی مسلمانوں کے ساتھ جھوٹی صحبت میں پھنسا ہوا
نظر آتا ہے۔ اگر خدا ایسا طرف دار ہے تو دیدار آدمیوں کی عبادت کے لائق نہیں
ہو سکتا۔

(۵۲) مدقق :

پنڈت جی! ”پنڈت“ کے معنی تو داناکے تھے آپ پنڈت ہو کر ایسی باتیں کریں
تو غیر کیا کرے گا؟
کتنے اکھوں ستم سبیا میں بھی آپ نے ہمیں خدا انا خواستہ گر خشکیں ہوتے تو کیا کرتے

قرآن نے تو لغارِ مقابلین پر مدد کی درخواست سکھائی ہے۔ سود بھی کیسی بیش نہیں بلکہ ان کے دفعِ شرکی۔ یہ تو صرف آپ کے ضمیرِ قاصر کا نتیجہ ہے۔ یہاں البشور کا ہی مان سنے!

"تین اسی محافظہ کاغذات صاحب جام و جمال نصرت زور آور، قاتلِ کُلِ تمام دنیا کی کائنات کے راجا قادرِ مطلق اور سب کو قوت دینے والے پر مشور کو جس کے آگے تمام زبردست جہاد و سراطِ طاقت ختم کرتے ہیں اور جو انصاف سے ظلمت کی حفاظت کرنے والا ہے ہر جنگ میں فتح پانے کے لئے مدد عمو کرنا ہوں اور پناہ لینا ہوں۔" (بخاری و ابوداؤد تھیک کے ۲۰ صفحہ ۵۰)

مفصل نمبر ۲ میں ملاحظہ ہو۔ مسلمانوں کی پرہیزی کا جواب نمبر ۱۱ میں آچکا ہے۔

(۵۳) **ترجمہ :** "اور تمہیں ہے اللہ کہ خبردار کرے۔ اور یہ فیہ کے۔ لیکن اللہ پسند کرتا ہے وہ فیہوں اپنے میں سے جس کو چاہے۔ پس ایمان لاؤ ساتھ اللہ کے اور رسولوں اُس کے کے۔" (سورہ آل عمران: آیت ۱۱۰)

(۵۳) **محقق :** جب مسلمان لوگ سوائے خدا کے کسی پر ایمان نہیں لاتے اور نہ کسی کو خدا کا شریک مانتے ہیں تو پیغمبر صاحبِ گوئیوں ایمان میں خدا کے ساتھ شریک کیا ہے؟ اللہ نے پیغمبر پر ایمان لانا حکماً ہے۔ اس لئے پیغمبر بھی شریک ہو گیا۔ پھر لا شریک کہنا ٹھیک نہ ہوا۔ اگر اس کا مطلب یہ سمجھا جائے کہ محمد صاحب کے پیغمبر ہونے پر ایمان لانا چاہئے تو سوال پیدا ہوتا ہے کہ محمد صاحب کی کیا ضرورت ہے۔ اگر خدا بلا پیغمبر کے اپنی خواہش کے مطابق کام نہیں کر سکتا تو ضرور خالی از قدرت ہوا۔

(۵۳) **مدقق :** ہندو مت کی کیا ہی سچ ہے۔۔۔

سچ ہے کہ دم نہ متعلق زندگی ہی قیمت آسکے۔

مشرکوں کی اداہدہ خود مشرک ہو کر بھی مشرک سے اسی تو نہیں فرشتی ہے۔ مسلمان نہ جانتے ہیں کہ اللہ نے چاروں دیر پاکی دینے اس ملک اور ملنے دے اس بات پر بھی نہیں کہتے ہیں کہ ہندو مت وہ اللہ ہی آجوں کے کوئی مہاراج ہیں کہ اور۔

ناظرین! بذتِ نبی اپنی قومیں مجبور ہیں۔ اس موقع پر ایک مقام کا حوالہ دینا بھی مناسب معلوم ہوتا ہے تاکہ آپ لوگوں کو یقین ہو جائے گا۔

بخشِ عقرب نہ از پئے کین است
مختصای کس نیست این است

ستارہ تھ پر کاش کے تھے جو باب میں بذتِ نبی لے جیسا توں سے رنگ جاری کر رکھی ہے۔ اس میں سے نمبر ۸ کی عبارت ہم جیسے نقل کرتے ہیں تاکہ ناظرین اس بیرو (ایڈر قوم) کے انصاف کی داد دینے کے قابل ہو جائیں۔

”خداوند میرا خدا ابراہام کا خدا و سہارک ہے جس نے میرے خدا کو اپنی رحمت اور اپنی راستی سے خالی نہ چھوڑا۔ خداوند نے مجھے میرے خدا کے بھائیوں کے گھر کی طرف راہ دکھائی۔“

مطلب اس عبارت کا یہ ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے ایک نوکر کو اپنے بیٹے اسحاق کی شادی اپنی برادری میں کرنے کیلئے بھیجا اور یہ بتایا چنانچہ وہ نوکر وہاں کامیاب ہوا اور یہ الفاظ بطور شکریہ اس نے کہے اس پر محقق صاحب (پنڈت جی) اور افشانی کرتے ہیں۔

”کیا وہ ابراہیم ہی کا خدا تھا؟ اور جس طرح آج کل پجاری یا رہبر بنائی کرتے ہیں ویسا ہی خدا نے بھی کیا ہو گا۔ لیکن آج کل راستہ کیوں نہیں دکھاتا اور آدمیوں سے باتیں کیوں نہیں کرتا؟ اس لئے ثابت ہوا کہ ایسی باتیں خدا کی یا خدا کی کتاب کی بھی نہیں ہو سکتیں بلکہ جنگی آدمیوں کی ہیں۔“ (نمبر ۲۸)

جیسا سو! کہاں ہو؟ دیکھا خدا نے سید الانبیاء (ﷺ) اکاتم سے بدلہ لینے والا کیسا پیدا کیا۔

خود شود سب خیر گر خدا خواہد
خیر مایہ دکان شیش گر سنگ است

(۵۳) ترجمہ : ”اے ایمان والو صبر کرو۔ باہم رو کے رکھو اور لڑائی میں لگے رہو اور اللہ سے ڈرو کہ تم چھٹکارا

پاؤ۔“ (سورہ آل عمران: آیت ۱۷۸)

(۱۵۳) **محقق :** یہ قرآن کا خدا اور پیغمبر دونوں لڑائی ہار گئے جو جنگ

کا حکم دیتا ہے وہ امن میں غفلت انداز ہوتا ہے۔ کیا
برائے نام خدا سے ڈرنے پر ربانی ہو سکتی ہے یا خدا حرم کے جنگ و خیرہ کرنے کے ذر
سے۔ اگر پہلی بات درست ہے تو اڑتانا ڈرنا بد اثر ہے اور اگر دوسری بات درست
ہے تو ٹھیک ہے۔

(۱۵۴) **مدقق :** پڑائی پائی ہے وہ منش جنس کا اپنا گھڑ شیشہ کا ہو اور
دوسروں پر پتھر برسائے مگر کیا کرے۔

”بہت دھرمی کی تاریکی میں پھنس کر عقل داخل ہو جاتی ہے۔“ (۱) پیادہ ستیا رتھ
صفحہ ۷۱

جہاد اور جنگ کا مفصل ذکر نمبر ۲ میں ہم کر آئے ہیں۔ یہاں پر صرف منوی کا پرمان
شاید ہے۔ جس کو سوامی جی نے بھی واجب التعمیل سمجھ کر نقل کیا ہے۔ سنئے!

”جب معلوم ہو جائے کہ غور لڑائی کرنے سے کسی قدر تکلیف پہنچے گی اور بعد میں
کرنے سے اپنی ہمتی اور فوج ضرور ہوگی تب دشمن سے میل کر کے وقت مناسب
تک مہر کرے۔“ (۲) کیوں نہ ہو مطلب یہی ہے۔ صاف!

”جب اپنی تمام رعایا فوج کو حالت دریدہ و خوالہ لڑتی پذیر معائنات منہ جانے اور
دیباہ اپنے کو بھی سمجھے تب دشمن سے جنگ کر لیں۔“

اور سنئے!

”جب اپنی حمل طاقت یعنی فوج کو خور سند اور آسودہ اور خوشحال دیکھے اور دشمن
کی طاقت برخلاف اس کے کمزور ہو جائے تب دشمن کی طرف جنگ کرنے کے واسطے
کوچ کرے۔“ (۳) ستیا رتھ ج کاش صفحہ ۲۰۶، باب ۶ نمبر ۷۳

سنا دیجو! منہ نہ چھپاؤ۔ صاف کہہ دو کہ ہوا کیا۔ آخر سوامی جی اور منوی آریہ
سناج کے ایک مہر تھے جن سے غلطی ممکن ہے اگر تم یہ جواب دو گے تو ہم سے کھواؤ کہ
ہم تم کو فقہ نمبر ۲ کی طرف بھی بھیجے تو جہ نہ دلائیں گے۔

خدا سے ڈرنے کے یہی معنی ہیں کہ اس کے حکموں کی تعمیل اور منوعات سے
پرہیز کرو۔ خدا غور متقیوں کی تعریف کر کے بتاتا ہے کہ اللہ سے ڈرنے والے کون ہیں
سنئے!

ولكن البر من اس بالله واليوم الآخر والملك والكتاب
والنبي والى المال على خبه ذوى القربى والنسب
والسكك والى السبل والسائلين وفى الرقاب واقام
الصلوة والى الزكوة والموظون بعهدهم اذا عاهدوا
والصابرين فى الباساء والضراء وحين الناس اولئك
الذين صدقوا واولئك هم المتقون ﴿٥٤﴾
مراقبوس!

ہر لوگ موقع و محل مناسب نہ دیکھیں نہ آئے کو پیچھے سے دبا دیں۔ ایسے ناپاک
باطن والے جاہلوں کو واقعی علم نہیں ہوتا۔" (جمہور کا صفحہ ۵۲)

(۵۵) ترجمہ : "یہ اللہ کی حدیں ہیں اور جو کوئی کھامائے اللہ اور
رسول اس کے کا۔ داخل کرے گا اس کو بہشتوں میں
جتنی چاہے ان کے سے نہیں بیش رہنے والی بیچ ان کے اور یہ ہے مراد پانا یا اور جو
کوئی پافرمائی کرے اللہ کی اور اس کے رسول کی اور گزر جائے حدوں اس کی سے
داخل کرے گا۔ اس کو آگ میں بیش رہنے والی بیچ اس کے اور واسطے اس کے عذاب
ہے دلیل کرنے والا۔" (الاسماء آیت ۱۲، ۱۳)

(۵۵) محقق : خدا نے خود ہی محمد صاحب کو اپنا شریک بنالیا ہے اور
خود قرآن ہی میں یہ بات لکھ دی ہے اور دیکھو خدا
پیغمبر کے ساتھ کیسا چننا ہے کہ جس نے بہشت میں رسول کی شراکت کر لی ہے۔ کسی ایک
بات میں بھی مسلمانوں کا خدا خود مختار نہیں تو لا شریک مسمیٰ ہے۔

① خدا نے اپنے دے و دلوں میں آجہاں اور پچھلے دوروں کی ہر اور حالت کو اپنے علم میں
میں بنالیا ہے اور اللہ کی رحمت میں تمام احوال قیوم میں محفوظ رہتا ہے اور اس کے لئے ہر دور
اور تمام آراء اور اس میں قرآن کریم۔ لہذا یہ ہیں اور ان کو تو یہ وعدہ کر کے پورا کریں اور سمجھیں کہ ان
پیغمبروں اور ان کے موقع و مقام پر ہیں ایسی لوگ ایمان نہ لے سکتے ہیں سچ اور سچ حق پر قائم کار ہیں

کسی نیک دل مزدور کے اخلاص کے لحاظ سے مقررہ اجرت سے زیادہ دینا کسی انصاف کے خلاف ہے؟ مصلیٰ یواب فقرہ نمبر ۲۲ میں ملاحظہ ہو۔

نام کے مسلمانوں کی کوئی عزت نہیں بلکہ دھڑی کی عزت ہے۔ سنو!

لَيْسَ بِأَمَانَتِكُمْ وَلَا أَصَابِي أَهْلَ الْكِتَابِ مَنْ يُفْسِدْ شَيْئًا يُجْزَى ۝

اور سنو!

إِنْ أَكْثَرُكُمْ عِنْدَ اللَّهِ أَفْثَاكُمْ ۝

(۵۷) **ترجمہ:** ”جب تمہارے پاس سے باہر نکلتے ہیں مصلحت کرتے ہیں سوائے اُس چیز کے کہ کتاب ہے تو اور اللہ لکھتا ہے جو

مصلحت کرتے ہیں اور اللہ نے اٹا کیا اس کو سب اُس چیز کے کہ کیا انسانوں نے کیا ارادہ کرتے ہو۔ تم یہ کہ راوی پلاؤ جس کو گمراہ کیا اللہ نے اور جس کو گمراہ کرے اللہ پس ہرگز نہ پاؤ گے تو واسطے اُس کے راہ۔“ (آیت ۷۹، ۸۰)

(۵۷) **محقق:** اگر خدا ایسی باتوں کا رد و ناپرد رکھتا ہے تو ہمہ دین نہیں ہے۔ اگر ہمہ دین ہے تو لکھنے کا کیا کام ہے۔ اور

مسلمان کہتے ہیں۔ شیطان ہی سب کو بہکانے کی وجہ سے ملعون ہوا ہے تو جب خدا ہی انسانوں کو گمراہ کرتا ہے تو پھر خدا اور شیطان میں کیا فرق رہا؟ ہاں اتنا فرق کہہ سکتے ہیں کہ خدا اور شیطان اور وہ چھوٹا شیطان۔ کیونکہ مسلمانوں ہی کا قول ہے کہ جو بہکا تا ہے وہی شیطان ہے۔ تو اس اصول سے خدا کو بھی شیطان بتا دیا۔

(۵۷) **مدقق:** جس لفظ پر سوامی جی کو شبہ ہے وہ لفظ یہ ہیں وَاللَّهُ يَكْتُبُ مَا يُبَيِّنُونَ

- ① مسلمان ایمان و تمسک کی علامتوں پر موقوف ہے۔ نہ اہل کتاب کی علامتوں پر موقوف ہو سکتا ہے۔
- ② تمہیں سے بڑا گمراہ ہے جو پر بیزار ہو۔

جس کا مطلبی ترجمہ یہی ہے جو مذمت جی نے نقل کیا ہے مگر ہم کئی جگہ بتلا آئے ہیں اور چندت جی کے دستخط بھی کرا آئے ہیں کہ ”جہاں اصلی معنی محال ہوں وہاں مجازی ہوتے ہیں۔“

پس خدا کا لکھنا کیا معنی - یعنی وہ ان کو بدلہ دے گا - باقی شیطانی باتوں کا جو اب فقرہ نمبر ۱۱ نمبر ۳۲ میں دیا جا چکا ہے۔

”اور نہ بد کریں ہاتھوں اپنے کو پس پکڑو ان کو اور مارو ان کو جہاں پاؤ اور مسلمان کا مسلمان کو مارنا واجب (۵۸) ترجمہ :

میں عمر ا نجانے جو کوئی مار ڈالے مسلمان کو پس آزاد کرنا ہے - ایک گردن مسلمان کا اور خوں بہا سہی ہوئی طرف لوگوں اس کے کے - مگر یہ کہ خیرات کرو چوہیں پس اگر ہووے اس قوم سے کہ دشمن ہیں واسطے تمہارے اور جو کوئی مسلمان کو جان کر مار ڈالے - پس وہ ہمیشہ دوزخ میں رہے گا اور عرصہ اللہ کا اور پر اس کے اور لعنت ہے۔“ (۱۱/۳۲: آیت ۸۹-۹۰-۹۱)

(۵۸) محقق : اب دیکھتے پر لے درجہ کی تعصب کی بات کہ جو مسلمان نہ ہو اس کو جہاں پاؤ مار ڈالو - اور مسلمانوں

کو نہ مارو - بھول سے بھی مسلمانوں کے مارنے میں دوزخ اور غیروں کے مارنے سے بہشت ملے گا - ایسی تعلیم تو نہیں میں ڈالنی چاہئے ایسی کتاب - ایسے تبلیغ اور ایسے مذہب سے سوائے نقصان کے فائدہ کچھ بھی نہیں ان کا نہ ہونا اچھا ہے - ایسے جاہلانہ مذہبوں سے عقلمندوں کو علیحدہ کر دینا وقت اکام کو تسلیم کرنا چاہئے کیونکہ ان میں بہت فرق بھی نہیں ہے - تم کہتے ہو کہ جو مسلمان کو مارے اس کو دوزخ ملے گا اور دوسرے مذہب والے کہتے ہیں کہ جو مسلمان کو مارے اس کو بہشت ملے گا - اب بتلاؤ کہ ان دونوں مذہبوں میں سے کس کو قبول اور کس کو ترک کریں - ایسے جاہلوں کے من گھڑت مذہبوں کو چھوڑ کر وید وکت مت ہی سب انسانوں کے قبول کرنے کے لائق ہے - جس میں آریہ مارگ یعنی نیک آدمیوں کی راہ پر چلا اور بدوں کی راہ سے باز رہنے کی تعلیم دی گئی ہے - اور وہی سب سے افضل ہے۔

(۵۸) **مدقق** : اس فقرہ میں تو پند تہیٰ بڑے گہرا ہے ہوئے معلوم ہوتے ہیں ماراج! کبیر اخیراً تو ہے۔ ایسے کیوں

گہرا ہے۔ لیا سوچے سوچے کسی مسلمان کا منہ دیکھ لیا۔ منسلک ہو اب نمبر ۵۰ وغیرہ سوچوں پر ہم لکھ آئے ہیں ایماں صرف سوای ہی کے اس فقرہ کی تصدیق کرتے ہیں کہ ایسی کتاب۔ ایسے خدا اور ایسے نبی سے سوالے نقصان کے فائدہ کچھ بھی نہیں سکتے! قرآن بھی آپ کی تصدیق کرتا ہے۔

وَلَنَزَّلُ مِنَ الْقُرْآنِ مَا هُوَ شِفَاءٌ وَرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِينَ وَلَا يَرْفَعُ
الظَّالِمِينَ إِلَّا خَسَارًا ۝

ساجیو! آؤ ہم تمہیں سوای کی بے کبھی یا دروغ کوئی بتائیں قرآن مجید کے ترجمہ میں وہ لفظ دیکھو جس پر ہم نے خطا دیدیا اور اپنے سوای کے اعتراض میں بھی زور خطا لفظ کو دیکھئے نہ دیکھتے ہو یا نہ سمجھتے ہو تو سنو! قرآن مجید میں مذکور ہے ”جان کر مارے“ اور سوای جی کہتے ہیں ”بھول کر بھی مار دے“ تو دروغ ہے کیا اب بھی اس میں کوئی شک ہے؟

خدا کی اور تعصب ہو عقل کو کھینچتے ہیں، حکم کے خلاف منہ کا کام کے معنی لیا کرتے ہیں ایسا چہ سترائے کبر کا شصفہ ۱

(۵۹) **ترجمہ** : ”اور جو کوئی کرے برخلاف رسول کے پیچھے اس کے کہ ظاہر ہوں واسطے اس کے بدایت اور پیروی کرے سوائے راہ مسلمانوں کے ضرور ہم اس کو دروغ میں داخل کریں گے۔“ (آیت ۱۱۳)

(۵۹) **محقق** : اب دیکھئے خدا اور رسول کے تعصب کی باتیں محمد صاحب وغیرہ سمجھتے تھے کہ اگر ہم خدا کے نام سے ایسی باتیں نہ لکھیں گے تو ایمان نہ رہے گا۔ اور مال نہ ملے گا۔ بیش و عشرت تعصب

① یہ سب باتیں جو اس کتاب میں لکھی گئی ہیں اور مسلمانوں کے لئے رحمت اور فائدہ ہیں ان کے خلاف کسی شخص کی بات نہ کرنا چاہئے۔

نہ ہوگی اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ اپنی مطلب پراری اور دوسروں کے کام بگاڑنے میں کامل استیارتھ اسی وجہ سے کہا جاسکتا ہے کہ وہ بھوٹ کے ماننے اور بھوٹ پر چلنے والے ہونگے۔ مگر عالم ان کی باتوں کو مستند نہیں مان سکتے۔

(۵۹) **مدقق** : ہو کوئی دوسرے مذہب کو ٹھسے کروڑھا آدمی مانتے ہوں
بھوٹ کے اس سے بڑا بھوٹا کون ہے۔ " (ستیارتھ پر کاش صفحہ ۶۹ باب ۱۴ نمبر ۳۷)

پنڈت جی!

کیسی کمپش پاتیں! متعصبوں کی سی بات ہے کہ جو وہ کوٹے مانے وہ ناشک
اور یہ ہے۔ " (ستیارتھ پر کاش صفحہ ۳۳ نمبر ۱۰) اور سنئے!

"ہو کوئی پوچھے کہ تمہارا عقیدہ کیا ہے تو یہی جواب دینا چاہئے کہ ہمارا عقیدہ وہ
کے۔ " (ستیارتھ پر کاش صفحہ ۲۷۲ نمبر ۷) (نمبر ۸۱)
مفصل جواب پہلے نمبروں میں کئی جگہ آپکا ہے۔

(۶۰) **ترجمہ** : "ہو اللہ کے فرشتوں کتابوں رسول اور قیامت کے
ساتھ کفر کرے تحقیق وہ گمراہ ہے۔ تحقیق ہو لوگ
ایمان لائے پھر کافر ہوئے پھر ایمان لائے پھر کافر ہوئے پھر زیادہ ہوئے کفر میں۔ ہرگز
اللہ ان کو نہیں بخشے گا۔ اور نہ راہ دکھائے گا۔" (آیت ۱۳۳-۱۳۵)

(۶۰) **محقق** : کیا اب بھی لاشریک رہ سکتا ہے؟ کیا لاشریک کہتے جاؤ
اور اس کے ساتھ بہت سے شریک بھی مانتے جاؤ اجتماع
ضدین نہیں۔ کیا تین بار معاف کرنے کے بعد خدا معاف نہیں کرتا؟ اور تین بار کفر
کرنے پر راہ دکھاتا ہے اور چوتھی بار سے آگے نہیں دکھاتا اگر تمام آدمی چار چار بار
بھی کفر کریں تو کفر بہت ہی بڑھ جائے۔

(۶۰) **مدقق** : سو امی بی کے شرک کا مفصل جواب نمبر ۴۱-۵۳، ۵۵
وغیرہ میں ملاحظہ ہو۔ دوسرے حصہ میں بھی آپ کے
بھوٹ کا صفحہ ۵۲ پر عمل نہیں کیا۔

”ہر گھم پیسے سوچ گل مناسب چھانا اور آگے پیچھے غور کرو ضروری ہے۔“ (بھومکا صفحہ ۱۵۲)

سنئے! اس آیت کی تفسیر اللہ تعالیٰ نے دوسرے مقام پر خود کر دی ہے غور سے

سنئے!

مَنْ يَرْتَدْ مِنْكُمْ عَنْ دِينِهِ فَلَيْسَ رَافِقًا وَلِلَّهِ الْاٰمَالُ الْغٰثِيَةُ

پس تین اور چار کی تعداد مراد نہیں بلکہ انجام کا لحاظ ہے گو مضمون صاف ہے۔
مگر اس کا علاج کیا ہو کہ بقول پندتہی مزاراج۔

”نا پاک باطن والے جاہلوں کو واقعی علم نہیں ہو گا۔“ (بھومکا صفحہ ۱۵۲)

”تحقیق اللہ جمع کرنے والا ہے منافقوں اور کافروں کو
(۶۱) **ترجمہ :** دوزخ میں تحقیق منافق فریب دینے والے ہیں اللہ کو
اور وہ فریب دینے والا ہے۔ اُن کو اے لوگو جو ایمان لائے ہو مسلمانوں کے سوائے
کافروں کو دوست مت بناؤ۔“ (آیت ۱۳۸ تا ۱۴۰)

مسلمانوں کے ہشت میں اور دیگر لوگوں کے دوزخ میں
(۶۱) **محقق :** جانے کا کیا ثبوت ہے۔ وہ اپنی واہ اگر خدا منافقوں کے
فریب میں آتا ہے اور دوسروں کو فریب دیتا ہے تو ایسا خدا ہم سے دور رہے وہ
دھوکے بازوں سے جا کر ملے اور دھوکے باز اسے ملیں کیونکہ جیسے کو تیسارے تب ہی
گزارہ ہوتا ہے۔ جن کا خدا دھوکے باز ہے اس کے معتقد دھوکے باز کیوں نہ ہوں؟ کیا
بدکار مسلمانوں سے دوستی اور غیر مذہب کے اچھے لوگوں سے دشمنی کرنا کسی کو واجب
ہے؟

مسلمانوں کے جنتی ہونے کا وہی ثبوت ہے جو آپ کے
(۶۱) **مدقق :** اس فقرہ کا ثبوت ہے کہ۔

”ہر کوئی چاہے کہ تمہارا اعتقاد کیا ہے تو یہی جواب دینا چاہئے کہ تمہارا اعتقاد وہ
ہے۔“ (ستیا رتھ صفحہ ۷۷۲، ۷۷۳ نمبر ۱۸)

اور سنئے! ایک بڑا بھاری ثبوت مسلمانوں کے جنت میں جانے کا یہ ہے کہ

مسلمانوں کے مذہب پر کوئی اعتراض نہیں آتا کیونکہ جو اعتراضات آتے تھے وہ یہی تھے کہ کائنات میں جو آپ نے کئے ہیں۔ جن کی آؤ بھگت آریوں نے کی ہے۔ مفصل ثبوت دیکھنا ہو تو ہمارا مباحثہ الہامی کتاب اور تقابل مثلاً تہذیب و تہذیب اور قرآن کا مقابلہ کرنا ہے۔ خداوند تعالیٰ تو کسی کے فریب میں آتا ہے اور نہ ہی کسی کو فریب دیتا ہے بلکہ اصل یہ ہے کہ

”صرف مترازا آیت انحراف محض، بل سے متعزوں (اور آیتوں) کے معنی بیان کرنا کافی نہیں ہے۔ بلکہ بحث پر محل وقوع کے مناسب آگے اور پیچھے کے تعلق اور ہر دو کو دیکھ کر معنی کرنے چاہئیں۔“ (ایجوٹکا صفحہ ۵۲)

اور سنئے! ”ہمارے معنی میں غیر امکان پایا جاتا ہو وہاں استعارہ (یا مجاز) ہوتا ہے۔“ (ایجوٹکا صفحہ ۱۰)

پس آیت کے صاف معنی ہیں کہ منافق انکار ایمان کر کے خدا کے رسول کو فریب دیتے ہیں۔ خدا ان کو اس فریب کی سزا دے گا۔

پہلے فقرہ میں ہم نے خدا کے لفظ سے خدا کا رسول مراد لیا ہے اس کو عربی میں حذف مضاف کہتے ہیں۔ اس کے یہ معنی ہیں کہ مرکب لفظ سے جو چیز شریت کے ایک جز کو حذف کر دیتے ہیں۔ جیسے آریہ سماج کی جگہ صرف سماج ہی بولا جاتا ہے۔ مگر ہاں ایسے استعمال کے لئے کوئی قرینہ ضروری ہوتا ہے۔ اس کے معنی یہ نہیں جیسے بعض ہت و حرمین ﴿۱﴾ نے غلط سمجھے ہیں کہ مضاف الیہ سے مراد مضاف ہے۔ نہیں بلکہ مضاف وہاں حذف ہوتا ہے۔ اس کی دوسری مثال عربی میں لینا چاہو تو سنو! جَاهِدُوا فِي اللَّهِ جس کا لفظی ترجمہ ہے ”اللہ میں جہاد کرو۔“ مگر اصل میں مضاف محذوف ہے۔ یعنی فِي سَبِيلِ اللَّهِ اللہ کی راہ میں جہاد کرو۔ ”پس ٹھیک اسی طرح آیت زیر بحث۔ اِنَّ الْمُنَافِقِيْنَ يُخَادِعُوْنَ اللّٰهَ۔ کے یہ معنی ہیں کہ منافق اللہ کے رسول کو فریب دیتے ہیں۔ قرینہ ان معنی کا یہ ہے کہ اور ایک مقام میں اللہ تعالیٰ نے اس فریب کا ذکر کیا ہے تو خاص وغیر صاحب کو فریب خور وہ بتلایا ہے۔ سنو!

وَمِنَ النَّاسِ مَن يَفْجُرُكَ فَوْلاً فِي الْخَيْرِ الدُّنْيَا وَيُشْهِدُ
اللَّهَ عَلَى مَا فِي قَلْبِهِ وَهُوَ أَلَدُّ الْخِصَامِ

ترجمہ "بعض لوگوں (منافقوں) کی باتیں دنیا میں بھلی معلوم ہوں
اور وہ میری محبت اور اخلاص پر اللہ کو گواہ کرتے ہیں حالانکہ وہ سخت
دشمن ہیں۔"

دوسرا قرینہ اس توجیہ کا وہ آیت ہے۔ جہاں پر اللہ تعالیٰ نے اس دھوکے کے متعلق
مسلمانوں کا ذکر کیا ہے اور رسول کا ذکر نہیں کیا بلکہ بھانے رسول کے خود اپنا نام لیا ہے۔
سَنُؤَاغِثُكَ اللَّهُ وَاللَّذِينَ آمَنُوا - خدا کو اپنی خدا کے رسول کو اور
ایمانداروں کو دھوکا دیتے ہیں اس لئے کہ جو معاملہ حقیر سے من حیث السعیر ہو تب وہ
حقیقت میں صاحب سفیر سے ہوتا ہے۔ کون نہیں جانتا کہ دینی کشف سے ہوا ایک الہی نائب
السلطنت ہے کوئی عہد و بیان یا بغاوت کرے وہ بیہیز سلطنت اور الہی سلطنت سے ہے گو
اس عہد اور بغاوت کی اسے خبر بھی نہ ہو۔ یہی معنی ہیں اس آیت کے جس پر متعصمی نے
اپنے تفسیر کا ثبوت دیا ہے کہ محمد صاحب کو آخر کار خدا بنے کا شوق ہوا تھا سنو! وہ یہ ہے
إِنَّ الَّذِينَ يُبَايِعُونَكَ إِنَّمَا يُبَايِعُونَ اللَّهَ يَدُ اللَّهِ فُزُقِ

أَيْدِيهِمْ

ترجمہ "جو لوگ تجھ سے (اے رسول) بیعت کرتے ہیں وہ اللہ سے
کرتے ہیں اللہ کا ہاتھ ان کے ہاتھوں پر ہے۔"

خدا کی نسبت قریب کا لفظ بھی اسی طرح قابل تاویل ہے کیونکہ قریب جو کمزور
زور آور سے گرتا ہے اس کا امکان خدا کی نسبت نہیں ہو سکتا ہے خدا ثور فرماتا ہے۔
وَهُوَ الْقَاهِرُ فَوْقَ عِبَادِهِ اور اپنے سب بندوں پر غالب ہے ایسی معلوم ہوا کہ
قریب و بنا جو کمزوری سے ہوتا ہے خدا کی نسبت صحیح نہیں لہذا اس لئے معنی بھی صحیح ہیں کہ
خدا ان کو اس کی سزا دے گا۔

سوامی جی! بھوکا صفحہ ۵۴ پر ہم نے محل کیا یا تم نے اپنے کے یہ فہم ہی عمل نہ
کرنا کو جی! کون دھرم ہے؟

مسلمانوں کی دوستی اور غیروں سے دشمنی کا جو اب فیہ ۳۸ میں ملتا ہے

(۶۲) ترجمہ : "اے لوگو تحقیق آیا تمہارے پاس بغیر ساتھ حق کے پروردگار تمہارے سے پس ایمان لاؤ اللہ مہربان کنیا ہے۔" (آیت ۱۶۶، ۱۶۷)

(۶۲) محقق : کیا جب بغیر ایمان لانا لکھا تو ایمان میں بغیر خدا کا شریک ہو آیا نہیں خدا احد و الملکان ہے محیط کل نہیں نبی تو اس کے پاس سے بغیر آتے جاتے ہیں۔ ایسا تو خدا نہیں ہو سکتا کہیں محیط کل کہتے ہیں کہیں محد و الملکان اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ قرآن ایک شخص کا نایا ہوا نہیں ہے بلکہ بہت لوگوں نے بنایا ہے۔

(۶۲) مدقق : بڑا پانی ہے وہ منسل جو منظم کے خلاف فشاء کلام کے معنی کرے۔ (دیباچہ ستیارتھ پر کاش ص ۷۷) منسل کے لئے نمبر ۳۱، ۵۳، ۵۵، ۵۲ وغیرہ ملاحظہ ہو۔

(۶۳) ترجمہ : "تم پر حرام کیا گیا مردار، مومنوں کا گوشت، جس پر اللہ کے سوائے کچھ اور پڑھا جائے۔ کھا کھوئے۔" (سورہ مائدہ ۱۰۱)

(۶۳) محقق : کیا اتنی ہی چیزیں حرام ہیں؟ اور بہت سے حیوان اور حشرات الارض وغیرہ مسلمانوں کیلئے حلال ہیں۔ یہ تو باقی انسان کی عزت ہیں خدا کی نہیں۔ اس لئے مستحبی نہیں

(۶۳) مدقق : کیا ہی معقول سوال ہے؟ پڑھتے ہی! آپ بھی تو بتائیے کہ سوائے ماس، گوشت اور انڈوں بیسی لذیذ غذا کے آریوں، کچھ اور چیز بھی حرام ہے؟ باقی نمبر ۳۳ میں ملاحظہ ہو۔

(۶۳) ترجمہ : "اور قرض دو تم اللہ کو اچھا اہلیت میں تمہاری، انی دور کرونگا اور تمہیں بہشتوں میں داخل کرونگا۔" (سورہ مائدہ: آیت ۱۱)

(۶۴) **محقق :** واہ جی واہ مسلمانوں کے خدا کے گھر میں کچھ بھی دولت نہیں رہی ہوگی اگر ہوتی تو قرض کیوں مانگتا؟

اور ان کو کیوں ہنگامہ کہہ کر کہ تمہاری برائی دور کر کے تم کو بشت میں بھیجوں گا۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ خدا کے نام سے عمل صاحب نے اپنا مطلب نکالا ہے۔

(۶۴) **مدقق :** ہاں لوگ آگے پیچھے موقع و محل مناسب کو نہ سمجھیں۔ اپنے ناپاک باطن والے جاہلوں کو واقعی علم نہیں

ہوتا۔ (بخاری مکتوفہ ۵۲)

منسل نمبر ۳ میں ملاحظہ ہو۔

(۶۵) **ترجمہ :** "بخشتا ہے جس کو چاہتا ہے اور عذاب کرتا ہے جسے چاہتا ہے اور دیکھو کہ جو کچھ نہ دیا کسی کو۔" (سورہ

مائدہ: آیت ۱۸)

(۶۵) **محقق :** جس طرح شیطان جس کو چاہتا ہے گناہ کرتا ہے ویسے ہی مسلمانوں کا خدا ابھی شیطان کا کام کرتا ہے؟ اگر ایسا

ہے تو پھر بشت اور دوزخ میں خدا اسی جائے۔ کیونکہ وہ گناہ و ثواب کا کرانے والا ہے۔ رو میں محتاج بالغیر ہیں۔ جس طرح کہ فوج اپنے سپہ سالار کے زیر حفاظت رہتی اور اسی کے حکم سے کسی کو مارتی ہے تو اس حالت میں نیلی دیدی سپہ سالار کو ہوتی ہے۔ فوج کو نہیں۔

(۶۵) **مدقق :** مشیت اور رضاء کا جواب نمبر ۳۰ میں دے آئے ہیں۔ البتہ اس فقرہ کا کہ وہ (خدا) گناہ و ثواب کا کرانے

والا ہے۔ "جواب مختصر عرض کرتے ہیں۔

سوالی ہی! سنئے!

پر پیشور پرمان دیتا ہے اور اس پرمان سے پہلے آپ قید کھتے ہیں کہ۔

"اس الیہ کے بعد ایت کے بعد ہم کو تمام انسان یکساں فرض ہے اور ہر شخص اس کی بدو کے بغیر ہے و حرم کا بیان (علم) اور اشتیاق (پابندی) اور پوری تکمیل و کامیابی نہیں ہو سکتی۔ اس لئے ہر انسان کو الیہ سے اس

طرح مدد مانگنی چاہئے۔" (بحوالہ صفحہ ۶)

اس سے آگے۔ جریدہ کا مندرجاتیہ نقل ہے۔ جو ہم نے نمبر ۲۲ میں نقل کیا ہے۔

پس اتلائیے کہ جب ہدایت پر میثوری پر کار بند ہو تا بھی اس کی مدد کے نہیں ہو سکتا۔ تہذیب و ثواب کراچی ۱۱ کون ہوا؟ وہی نرا کار پچھ اند۔ سرب غلٹی مان۔ و خذہ لا اللہ الا حق تاہم ہم یہی کہیں گے کہ آپ نے مشیت الہی کے معنی حق سے یہاں کالفا یشاء۔ و رتھان کال (مضارع) نکال ہے نہیں سمجھتے۔ نمبر ۳۰ پھر فور سے دیکھو۔

"اور فرما ہمداری کرو اللہ کی اور کما مانور رسول کا۔" (سورہ مائدہ: آیت ۱۹۰)

(۶۶) **محقق**

دیکھئے! یہ بات خدا کے شریک ہونے کی ہے۔ پھر خدا کو ۱۱ شریک ماننا فضول ہے۔

(۶۶) **مدقق**

فضول باتوں کا جواب بار بار نہیں دیا جاتا نمبر ۲۱ و نمبر ۵۳ و نمبر ۵۵ وغیرہ ملاحظہ ہوں۔

(۶۷) **ترجمہ**

"معاف کیا اللہ نے اس چیز سے جو کہ گزرا ۱۱ و رہا کچھ پھر کرے گا۔ پس بدلہ لے گا اللہ اس سے۔" (سورہ

مائدہ: آیت ۹۳)

(۶۷) **محقق**

کہے ہوئے گناہوں کا معاف کرنا گویا گناہوں کو کرنے کا حکم دے کر یا حانا ہے گناہ معاف کرنے کا ذکر جس کتاب میں ہو وہ نہ تو خدا کا کلام ہے اور نہ کسی عالم کی تصنیف بلکہ گناہ یا حانے کا مو جب ہے۔ ہاں آئندہ گناہ سے بچنے کے لئے کسی سے دعا اور خود تہذیب نے لینے کو شش و توپ کرنا واجب ہے لیکن اگر صرف تو بہ ہی کرتا جائے اور دیکھو نہ ہے نہیں تو بھی کچھ نہیں ہو سکتا۔

(۶۷) **مدقق**

سوائی بی کو تو عادت ہے کہ ایک ہی بات کو بے فائدہ تکرار کرتے ہیں۔ توپ کے متعلق ملاحظہ ہو اب نمبر ۲۲

میں دیکھو۔

(۶۸) ترجمہ : "اور اس آدمی سے زیادہ گنہگار کون ہے جو اللہ پر

ہمتان باندھ لیتا ہے اور کہتا ہے کہ میری طرف وحی کی گئی۔ لیکن وحی اس کی جانب نہیں کی گئی اور کہتا ہے کہ میں بھی اتار دو لگا۔ جیسے اللہ اتار تاکہ ہے۔" (سورہ النعام: آیت ۹۸)

(۶۸) محقق : اس بات سے ثابت ہوتا ہے کہ جب محمد صاحب کتے

تھے کہ مجھ پر خدا کی طرف سے وحی اترتی ہے۔ تو کسی وہ سرگ نے بھی محمد صاحب کی طرح لیا زچی ہوئی کہ میرے پاس بھی آجیں اترتی ہیں۔ مجھ کو بھی پیغمبر مانو۔ اس کو بتانے اور اپنی عزت بڑھانے کے لئے محمد صاحب نے یہ

www.Onlyfor3.com

www.Onlyoneorthree.com

تدبیج کی ہوگی :

(۶۸) مدقق : جبکہ مسیلہ کذاب نے یہاں میں وحی نبوت لیا تھا اور

آپ اس وقت ہوتے تو کسی دیکھ کر آپ کے حق سے عداوت ثابت ہے۔ (غلب گمان ہے کہ آپ مسیلہ کذاب سے یہ کہہ کر مدعی نبوت ہوتے لیکن ہم آپ کو اس وقت بھی یہی ہوسنا دیکھتے کرتے کہ آپ کی کوشش فضول ہے۔)

چراغِ راکہ ایزد پر فردِ زہر آئیں تفت زہر ریشش بسو زہر
مگر آیت کا مطلب یہ نہیں بلکہ آپ کے بھائی بند کفار عرب سید الانبیاء علیہ
الصلوٰۃ والسلام کی تخریب کرتے تھے اور کہتے تھے کہ اس کو وحی نہ پہنچتی نہیں۔ اس سے
اپنے پاس سے گز لیتا ہے۔ ان کے ہواہم میں یہ آیت اترتی تھی۔ لیکن چونکہ آپ عربی
بات نہاں میں وہاں تھی (طالب علم) نہیں رہے اس لئے آپ کو مسی گزرت باتیں بنائی آتی
ہیں کیوں نہ ہو۔

"ناپاک باطن والوں کو علم کہاں؟" (بخاری ص ۵۲)

(۶۹) ترجمہ : "تحقیق پیدا کیا ہم نے تم کو پھر صورتیں بنائیں ہم نے

تمہاری اور گناہم نے واسطے فرشتوں کے کہ آدم کو
مجدد کرو۔ پس انہوں نے مجدہ کیا مگر ایسے مجدہ کرنے والوں میں سے نہ ہوا۔ کہا جب
میں نے تجھے حکم دیا۔ پھر کسی نے روٹا کہ تو نے مجدہ نہ کیا۔ کہا میں اس سے بہتر ہوں۔ تو

نے مجھ کو آگ سے اور اس کو مٹی سے پیدا کیا۔ کہا پس اتر اس میں سے۔ پس نہیں اتقی
 واسطے تیرے پہ کہ تکبر کرے تو بیچ اس کے۔ پس بالکل حقیقی تو دلیلوں سے ہے۔ کہا
 : صلی دے مجھ کو اس دن تک کہ قبروں سے اٹھائے جائیں۔ کہا تو : صلی دے گویں
 سے ہے۔ کہا پس قسم ہے اسی کی کہ گمراہ کیا تو نے مجھ کو الہت بنیو لگا میں واسطے ان کے
 تیرے سیدھے راہ پر اور ان کو تو ان کا شکر کرنے والا نہ پائے گا۔ اور کہا اس سے برے
 حال سے نکل راندہ ہوا الہت جو کوئی چروہی کرے گا تیری ان میں سے۔ الہت بھروں گا
 دوزخ کو تم سب سے۔" (سورہ اعراف: آیت ۱۵۴)

(۶۹) **محقق :** غور سے خدا اور شیطان کے جھگڑے سنئے! ایک فرشتہ
 جیسا کہ پیڑا اسی ہوتا ہے ہو گا۔ وہ بھی خدا سے نہ دبا اور
 خدا اس کی روح کو پاک بھی نہ کر سکا پھر ایسے پائی کو جو سب کو گناہ کرنا کر خدا رکرنے والا
 ہے۔ خدا نے چھوڑ دیا۔ خدا کی یہ سخت لفظی ہے کہ شیطان تو سب کو برکائے والا اور خدا
 شیطان کو برکائے والا ہونے سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ شیطان کا شیطان خدا ہے کیونکہ
 شیطان منہ کہتا ہے کہ تو نے مجھ کو گمراہ کیا۔ اس سے خدا میں پاکیزگی بھی نہیں پائی جاتی
 اور سب برائیوں کا موجد و باعث خدا ہوا۔ ایسا خدا مسلمانوں ہی کا ہو سکتا ہے دوسرے
 شریف عالموں کا نہیں اور مسلمانوں کا خدا فرشتوں سے انسان کی مانند گفتگو کرنے سے
 مجسم محدود العقل بے انصاف ثابت ہوتا ہے۔ اسی لئے عالم لوگ مذہب اسلام کو پسند
 نہیں کرتے۔

(۶۹) **مدقق :** "ہا پائی ہے وہ منش جو منظم کے خلاف فضاء معنی
 کرے۔" اور پانچ بیچارے (تھ منظم) المجرم کا حاکم کے سامنے
 عرض معروض کرنے کا کام جھڑار کھنا سوای جی یا انکے پہلے بھڑت لیکھ ام کی سمجھ کا نتیجہ
 ہے۔

سوای جی! ابھی تو بچنے قبروں میں آپ تو پہ قبول ہونے پر سخت ناراض ہیں
 یہاں کہتے ہیں کہ "خدا اس کی روح کو پاک نہ کر سکا۔" تو پہ کی قبولیت بغیر پاکی کیسی؟ کیا تو پہ
 قبولی ہو کر گناہوں کی صفائی کے قائل ہو؟ اگر اسلامی قاعدہ پر سوال ہے تو بھی غلط کیونکہ

اسلامی قاعدہ کے مطابق پاک ہونے کے لئے توبہ اور ندامت شرط ہے جو شیطان نے نہیں کی۔ پس آپ ہی بتائیں کہ منکلم کے خلاف غشاء و ثوبہ کرنا بہت و حرمیوں کا کام ہے یا کسی اور کا؟

باقی شیطانی باتوں کا جواب نمبر ۳۲ میں ملاحظہ ہو۔ ہاں یہ خوب کسی کہ مسلمانوں کا خدا فرشتوں سے انسان کی مانند شکوک کرنے سے مجسم محدود العقل ہے انصاف ثابت ہو تا ہے۔
سوامی جی! سنئے! ایشور پرمان دیتا ہے۔

”اے انسانو! جو شخص ذمہ داری میں بالارتوب و وجہاں رکھتا ہے۔“ (تقریر ۱)
”اے ذی علم! بران سلطنت و اعلیٰ رعایا۔“ (تقریر ۱)
اور سنئے! ایشور ہدایت فرماتا ہے کہ۔

”اے فرمانبردار! تمہارے اسلحہ آتشیں“ (تقریر ۱) مندرجہ ستیا رتھ پر کاٹ صلو ۱۵۱، محاسن ۱، نمبر ۷۷ (۷۷)

سوامی جی! یہاں پر پریشور راتنی باتیں بنانے سرکلہ جاری کرنے سے بھی محدود العقل اور بے انصاف ثابت ہو آیا نہیں۔ (چیز ۱)

ناظرین! ہم سفارش کرتے ہیں کہ ہندو متی کو ایسے معقول سوال کرنے میں معذور سمجھئے۔ آخر یہ بھی تو سچ ہے۔

چوں خدا خواہ کہ پروردگار کی پیش اندر طعنہ پاناں وہ
خداائی کاموں کی بابت کہ کس طرح ہوتے ہیں نمبر ۵۰ میں ہم بیان کر آئے ہیں

”تحقیق پروردگار تمہارا خدا ہے جس نے آسمانوں اور زمینوں کو پیدا کیا چھ دن میں پھر قرار پکڑا اس نے

اوپر عرش کے پکارو پروردگار اپنے کو عاجزی سے۔“ (سورہ اعراف: آیت ۵۰)
(۵۱)

ہلادو چھ دن میں دنیا کو بنائے۔ عرش میں تخت پر آرام کرے۔ وہ خدا کا اور مطلق اور محیط کل بھی ہو سکتا

ہے؟ ان صفات کے ہونے سے وہ خدا بھی نہیں کہلا سکتا۔ کیا تمہارا خدا ایسا ہے جو پکارنے سے سنتا ہے؟ یہ سب باتیں خدا کی طرف سے نہیں ہیں اسی سے قرآن خدا کا بنایا

ہو نہیں سکتا۔ اگر چہ وہ دن میں جہاں بنایا اور ساتویں دن عرش پر آرام کیا تو تھک بھی گیا ہو گا اور اب سو گیا ہو گا ہے اور اگر جاگتا ہے تو اب کچھ کام کرتا ہے یا گھبراہٹ کر اس پر پانا اور عیش کرتا پھر جاتا ہے۔

سوالی جی! چھ مہینے میں کھیتی پکتی ہے نو مہینے میں پچھ پیٹ میں ہنسا رہتا ہے تو سب عقلی مان بھی ہو سکتا ہے؟ کہنے ان صفات کے نہ ہونے سے وہ یہ پیشور بھی کہا سکتا ہے؟ ٹھیک اسی طرح خدا کے کام ہیں۔ افسوس کہ آپ اعتراض کرتے ہو کہ نظام عالم پر غور نہیں کرتے۔

اسووی علی العرش۔ کائنات کا نظام جو کچھ بھی ہے۔ یہ آپ نے کیا ہے لیکن یہ "صرف آیت میں کیا محض دلیل سے آیتوں کے معنی بیان کرنا کافی نہیں ہے۔ بلکہ ہوش نکل و موقع کے مناسب آگے اور پیچھے کے تفسیر کو دیکھ کر معنی کرنے چاہئیں۔" (بحر کا صفحہ ۵۲)

اور سنئے!

"جہاں معنی کا مکان نہ ہو وہاں مجازی معنی لئے چاہیں گے۔" (بحر کا صفحہ ۱۰) پس اب سنئے قرآن مجید کا ہے۔

أَوَلَمْ يَرَوْا أَنَّ اللَّهَ الَّذِي خَلَقَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ وَلَمْ يَخْلُقْهُنَّ

ترجمہ "کیا یہ لوگ نہیں جانتے کہ جس خدا نے آسمانوں اور زمینوں کو پیدا کیا اور ان کے پیدا کرنے سے تھکا بھی نہیں وہ مردے زندہ نہیں کر سکتا؟" اور سنئے! فرقان کہتا ہے۔

لَيْسَ كَمِثْلِهِ شَيْءٌ وَهُوَ السَّمِيعُ الْبَصِيرُ

ترجمہ "اس خدا کی مثل کوئی چیز نہیں وہ سنتا اور دیکھتا ہے۔" اور سنئے کتاب اللہ بھلائی ہے۔

لَا تَأْخُذُهُ سِنَةٌ وَلَا نَوْمٌ وَلَا يَنُودُهُ حِفْظُهُمَا وَهُوَ الْعَلِيُّ الْعَظِيمُ

ترجمہ ”اے اُس کو اوجھ آتی ہے نہ نیند وہ آسمان و زمین کی حفاظت سے تھکا نہیں اور وہ بہت بلند مرتبہ اور بڑی عظمت والا ہے۔“

ان آیات سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ خدا آسمان و زمین کے پیدا کرنے سے تھکا نہیں بلکہ فقرہ اولیٰ یعنی ”بخلقہن“ سے یہودیوں اور عیسائیوں کے کتابوں کے ایک غلط فقرہ کی اصلاح منظور ہے۔ کیونکہ قرآن کی بابت خداوند تعالیٰ نے مُہینِنا ﴿۱﴾ کا وصف بھی بتلایا ہے۔ وہ فقرہ خروج ۳۱ باب کی ۱۷ میں مذکور ہے۔

”چھ دن میں خدا نے آسمان اور زمین کو پیدا کیا اور ساتویں دن آرام کیا اور تازہ دم ہوا۔“

پس اب آیت زیر بحث کا مطلب سمجھنے کے لئے چھ دن میں آسمان و زمین اور جو کچھ ان میں ہے پیدا کئے۔ پھر ان پر مناسب حکمرانی کرنی شروع کی۔ یعنی ان کی نگہداشت اور تباہی سے حفاظت کرتا ہے۔

سنو! قرآن بتلاتا ہے۔

إِنَّ اللَّهَ يُطِيعُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ أَنْ تَزُولَا

ترجمہ ”خدا آسمان اور زمینوں کو برباد ہونے سے بچائے ہوئے ہے۔“

استغوی علی العرش کے معنی ہم نے نطفہ احکامہ علی الخلق کے لئے ہیں اس لئے کہ جب کوئی بادشاہ تمام سلطنت اپنے ہاتھ میں لیتا ہے۔ خواہ تخت پر بیٹھے یا نہ بیٹھے تو عربی اس موقع پر کہا کرتے ہیں۔ استوی المُلک علی العرش ﴿۱﴾ دیکھو کتاب الاشارة فی الایمازی فی بعض انواع الایماز (صفحہ ۱۱۰) مطلوبہ تفسیر ﴿۱﴾

﴿۱﴾ تہذیب و تمدن، دیکھو نمبر ۱ ﴿۱﴾ تہذیب و تمدن، دیکھو نمبر ۱

﴿۲﴾ تہذیب و تمدن، دیکھو نمبر ۱

﴿۳﴾ التعداد من عشر استوی علی العرش وهو معارض من الاستواء علی منکونہ۔ واما فان الشاعر قد استوی البشر علی العراق۔ من غیر سيف و لا قوس۔ واما انصار و هو معارض التسلل فان السلوک بالبرون منالہم الاستواء علی السربہ۔ کتاب الاشارة صفحہ ۱۱۰

اور ان آیات قرآنی پر غور کریں تو بھی یہی معنی واضح طور پر سمجھ میں آتے ہیں جس آیت کا ترجمہ بذات حق نے نقل کیا ہے تمام آیتوں سے۔

ان ربکم اللہ الذی خلق السموات والارض فی سبۃ
ایام ثم استوی علی العرش یغشی اللیل النہار یظلمہ
حبلاً والشمس والقمر والنجوم مسخرات بأمرہ الا لہ
الخلق والآخرت والاولی اللہ رب العالمین

آیت موصوفہ کا اگر ترجمہ ہی بغور دیکھا جائے تو یہی سمجھ میں آتا ہے کہ خداوند تعالیٰ اپنی حکومت عامہ کا بیان کرتا ہے۔ چنانچہ آیت کے خاتمہ پر الا لہ الخلق والآخرت امن رکھو اس کی غلطی ہے اور اس کا حکم ہے انہی معنی کی طرف اشارہ کرتا ہے اور ایک موقع پر بھی اللہ تعالیٰ نے استوی علی العرش کے متصل ایسے لفظ کو رکھا ہے جو حکومت کے معنی میں ہے۔ چنانچہ ارشاد ہے۔ یذکر الاخرین الشقاء الی الارض الخدانہ سے نیچے والوں کا انتظام کرتا ہے اپنی ان قرآن اور نیز قرآنی سادہ سے یہ صاف سمجھ میں آتا ہے کہ آیت زیر بحث کے معنی جو ہم نے کئے ہیں صحیح ہیں۔ هذا علی مقتضی الروحانی ولا فہو اعلم بذاتہ وصفاتہ تعالی اللہ عما یقولہ الظالمون علواً کبیراً ہاں اگر یہ شبہ ہو کہ زمین و آسمان وغیرہ کے پیدا کرنے سے پہلے خدا کی حکومت نہ تھی تو فقرہ نمبر ۱۶ ملاحظہ کرو۔

خدا امیر نہیں بلکہ آپ دنیا پر ستیارتھ پر کاش صفحہ ۷ پر کار بند ہیں۔ خدا تو صاف فرماتا ہے اسرؤ قولکم اوجہوواہ الہ علیہم بذات الصدور (اعشیدہ بار دہا دیکھئے خدا تمہیں ان سینوں کے مجیدوں سے بھی واقف ہے)۔

سوائی جی! ہمہ کا صفحہ ۵۲ کا مطلب غیروں کے لئے ہے۔ آپ کے لئے نہیں! خدا کے کلمہ ہونے کی بابت ایک تو آیت مندرجہ بالا بند بڑا الاخر میں کافی جواب ہے دوسری کُل یذکر ہوا فی شان کو نور سے پر ہو۔

(۱) ترجمہ : ”مت فساد کرتے پھر زمین پر۔“ (سورہ اعراف : آیت ۷۷)

(۷۱) **محقق :** یہ بات تو اچھی ہے۔ لیکن اس کے برخلاف دوسرے مقاموں پر جہاد کرنا اور کافروں کو قتل کرنا بھی لکھا ہے۔

اب کو اجتماعِ خدین نہیں ہے اس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ جب محمدؐ صاحبِ مقلب ہوئے ہو گئے تب انہوں نے یہ تدبیر نکالی ہوگی اور جب غالب ہوئے ہو گئے تب ہجرا فساد پر پایا ہو گا اس لئے اجتماعِ خدین کی وجہ سے وہ نون باتیں درست نہیں ہیں۔

(۷۱) **مدقق :** بہت دھری آدمی کو کور باطن بنا دیتی ہے اور بچہ ستیا رتھ صفحہ ۷۱) منسلک جواب فقرہ نمبر ۲ وغیرہ میں دیکھو۔

(۷۲) **ترجمہ :** "پس ڈال دیا۔ عصا اپنے ٹانگوں اور وہ اڑ رہا تھا ظاہر۔" (سورہ اعراف: آیت ۱)

(۷۲) **محقق :** اس کے لکھنے سے واضح ہوتا ہے کہ ایسی جمہوری باتوں کو محمدؐ صاحب بھی مانتے تھے اگر ایسا ہے تو یہ دونوں عالم نہیں تھے۔ جیسا کہ آئندہ سے دیکھنے اور کان سے سننے کے عمل کو کوئی خلاف نہیں کر سکتا۔ ویسے ہی عصا کا اڑنا نہیں ہو سکتا۔ اس لئے یہ شعبہ بازوں کی باتیں ہیں۔

(۷۲) **مدقق :** ہجڑہ کے قائل سب دنیا کے لوگ ہیں۔ سوائے معدودے چند آریوں کے جن کا حساب اہلیوں پر ہو سکتا ہے۔ پس بتلائیے۔

"ہر کوئی دوسرے مذہب کو کفر و کفران آدمی سمجھتا ہے اور کفر اور کفر کے سوا کچھ نہیں ہے۔ اس سے یہ ظاہر ہو گیا ہے۔" (ہیتا رتھ پر کاش صفحہ ۲۹) ۱۳ نمبر ۷۲) منسلک فقرہ نمبر ۱۳ ۱۳۳

(۷۳) **ترجمہ :**

"پس ہم نے اس پر مینہ کا طوفان بھیجا۔ مادی پیچھے سے مینہ لگا اور لوہے۔ پس ان سے ہم نے بدلہ لیا۔ اور اس کو ڈوب دیا دریا میں۔ اور ہم نے بنی اسرائیل کو پار اوتار دیا۔ تحقیق وہ دینِ جہوٹا ہے کہ جس میں ہیں اور ان کا کام بھی جہوٹا ہے۔" (سورہ اعراف: ۱۳۳)

آیت ۱۹ (۱۲۳' ۱۲۴' ۱۲۵)

(۷۳) محقق :

دیکھئے! جیسا کوئی پالھنڈی کسی کو ذرا سے کہ ہم تجھ پر سانپوں کو مارنے کے واسطے
 چھوڑیں گے۔ ویسی ہی یہ بات ہے۔ بھلا تو ایسا متعجب ہے ایک قوم کو غرق کرے اور
 دوسری کو پار اور تار سے دو خدا ادھر ہی کیوں نہیں؟ جو مذہب دوسرے مذہبوں کو کہ جن
 کے ہزاروں کروڑوں آدمی معتقد ہوں بھلا کائنات میں اور اپنے کو سچا خطاب کرے اس سے
 زیادہ کہ جو مذہب کون ہو سکتا ہے؟ کیونکہ کسی مذہب میں سب آدمی برے اور بھلے نہیں
 ہو سکتے۔ یکطرفہ فاکری دینا سخت جاہلوں کا ہی مذہب ہے۔ کیا تو ریت زبور کا دین ہو کہ ان کا
 تھا جو؟ ہو گیا؟ یا ان کا کوئی اور مذہب تھا کہ جس کو جو مانگنا اور اگر یہ مذہب کوئی اور تھا تو
 کوہا تھا؟ اگر اس کا مقرر آن میں موجود ہے۔

(۷۴) مدقق :

اس فقرہ کا بیجا حصہ پہلے کا کافی جواب ہے۔ ناظرین! زیر خط عبارت کو غور سے
 پڑھیں۔ پھر سماجیوں سے ملحوظ فقرہ ہذا کے چند جہت سے لئے کوئی مناسب عددہ تجویز
 کرائیں۔ ہم بھی اسی پر دستخط کر دیں گے۔

سماجیو! تانا حضرت موسیٰ کے معجزات کو ماننے والے کروڑوں ہیں یا کم ہیں۔
 یہ وہی جیسا مسلمان تو خاص ان معجزات کے قائل ہیں۔ بندہ بھی اپنے ہارگوں کیلئے ان
 تینوں قوموں سے معجزات کی تسلیم میں کسی طرح کم نہیں۔ کیونکہ سوامی جی نے کسی دلیل پر
 دلائل نہیں رکھی بلکہ صرف یہی فرمایا ہے کہ اس مذہب کے کروڑوں معتقد ہوں۔ ہاں یہ خوب
 کہی کہ۔

”ابو متعجب ہے کہ ایک قوم کو غرق کرے اور دوسری کو پار (اور دوسرے خدا
 ادھر ہی کیوں نہیں۔“

بندہ تہی! پریشم کی آگیا سنو!

”اے انسانو! تمہارے آئندہ اگلی کی، اسلئے اور تیرے، لہذا وغیرہ بھیا، میری عبارت

اس سے متنبہ ہو اور صحیح تعبیر ہوں۔ یہ گرو اور دشمنوں کی غفلت اور تمہاری غلط ہو۔
تمہاری حالتیں حکمت سے زمین پر قائم ہو اور تمہارا حریف ناہنجار غفلت واپس
ہو اور نچلا رکھے۔ میں بدکار ظالموں کو اشریاد ایک دعا نہیں دیتا۔ " (۱۸) گوید
اشک آواز حیات سے ۳ اور گ ۱۸ منتظر ۱۲

منتظر کو ر میں کل انسان تو مراد نہیں ہو سکتے۔ بلکہ خاص آریہ مراد ہیں کیونکہ کل
انسان مراد ہوں تو ان کے دشمن کون ہونگے۔ اس منتظر نے کئی ایک مضامین میں فیصلہ دیا
ہے۔ یہاں مشہور مضمون آریہ سماج کا قاعدہ امت وید ہے یعنی سماجی و دعویٰ کر سکتے ہیں کہ وید
ابتداء دیا میں الہام ہوا تھا۔ اس سے پہلے دنیا میں آبادی نہ تھی بلکہ اس کے ظہور ہی ابتدا
میں پیدا ہوئے تھے اور ان ہی پر وید الہام ہوئے تھے۔ منتظر کو رہتا رہا ہے کہ اس کے بننے
ایا بقول آریہ سماج انازل ہونے کے وقت انسان مختلف تمدنی حالت میں تھے۔ ایسے کہ ایک
دوسرے سے عداوت صداقت کی بھی نوبت پہنچی ہوئی تھی۔ اس مسئلہ میں پورا ایک
مستقل رسالہ حدوث وید ہے۔ ناظرین اسے مطالعہ کریں۔ ①

سوامی جی! کیا اس انصاف سے بھی ایشور ادھری نہیں ہوتا۔ تو کس سے ہو گا۔
آریوں کا دشمن ناہنجار چاہے کچھ پر بھی ہو۔ تاہم اس کو برباد کرنے پر ایشور کمر بستہ ہے۔ پھر
طرف یہ کہ ہوا بھی نہیں۔ سازشی محمود اور محمد غوری کے حالات پڑھنے والے ڈی۔ اے
دی سکولز اور کالج کے طالب علمو! بتاؤ ہم کچھ کہتے ہیں یا نہیں۔

اصل یہ ہے کہ پندت جی کو قرآن شریف سے نہیں بلکہ تقانی تعلیم سے ایسی کچھ
عداوت معلوم ہوتی ہے کہ قرآن شریف کے مقابلہ پر ایک اور ایک دو کتبے سے بھی بی
چراتے ہیں۔ دیکھتے نہیں کہ یہ اس موذی دشت پاپی پاپی (فرعون) کا حال ہے۔۔۔ میں نے
بندگی سے چڑھ کر الوہیت کا دعویٰ کیا اور میں اللہ کے بندے (مشرقت ہوئی) نے اس کو
بندہ کہا اور بندہ کہلائے چہ زور دیا اس کو اس ظالم نے یہ کہہ کر

لكن اتخذت اليها غيري لا جعلتك من المشجورين *

وہم کا کیا۔ اسی بات کو سزا ملنے پر سوائی دیا تھا ہاں آریوں کے مہرشی خدا کو ادھر ہی (پیدہاں)
ظالم کہتے ہیں۔ کیوں نہ ہو۔ حق سے خداوت کرنے کی بھی معنی ہیں۔

جو (کے) جہازان کا بیج کر بخور ہے

تو تم ذرا دل سے دو ٹاؤ اندر بھنور کے

سوامی جی! کا انصاف اور ایمانداری ظاہر کرنے کو ہم ذریعہ آیت کو تمام نقل کرتے ہیں تاکہ ناظرین کو معلوم ہو جائے کہ اس بندہ خدا کو حق سے کس قدر غارتھی۔ وہی بت پرستی ہے۔ جس کی بیخ اکھاڑنے پر آپ گمراہ ہیں۔ مگر قرآن شریف میں جب اسی بت پرستی کا رد آتا ہے۔ تو آپ اس کی حمایت پر کھڑے ہو جاتے ہیں۔ تمام آیت بولے۔

وَجَاوَزْنَا بِبَنِي إِسْرَءِيلَ الْبَحْرَ فَأَتَوْا عَلَى قَوْمٍ يَعْكُفُونَ

غُلِيَ عَلَيْهِمْ فَتَوَلَّوْا بِأَعْيُنِهِمْ فَحَسَبِ السَّاعَةِ أَنْ يُبْهَتَ لَهُمْ سَبْعُونَ مِائَةً أَلْفًا مِائَةً فَلَمَّا أَتَتْهُمْ مُسَبِّحَاتُ الْمَلَائِكَةِ رُؤُوسُهُمْ فِي السَّجْدِ يَقُولُونَ الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي هَدَانَا لِهَذَا وَمَا كُنَّا لِنَكْفُرَ بِهِ

الْبَهَّةُ قَالَ إِنَّكُمْ تَخِيلُونَ أَنَّ هَؤُلَاءِ مُنْتَبِهٌ مَا هُمْ فِيهِ

فَوَاجِلْ عَا كُنَالُوا يَفْسَلُونَ قَالَ اَغَيْرَ اللّٰهِ اَتَعْبُدُونَ مَا هُوَ

فَضِّلَكُمْ عَلَى الْعَالَمِينَ

غور سے سنو! خدا فرماتا ہے۔ "ہم نے بنی اسرائیل کو دریا سے پار اور تار اور تودہ ایک بت پرست قوم پر گزرے ان کو دیکھ کر انہوں نے حضرت موسیٰ سے درخواست کی کہ جیسے ان کے معبود ہیں ہمیں بھی ایک معبود بنا دے۔ حضرت موسیٰ نے کہا تم یہ سناؤ ان جو یہ نہیں سمجھتے کہ یہ لوگ جو کچھ کر رہے ہیں۔ سب بلا سب ضائع ہے اور جس دین پر یہ ہیں اہمیت پرستی اور دین بھوتا ہے۔ کیا میں اللہ کے سوا تمہارے لئے کوئی اور معبود بنادوں۔ حالانکہ اُس نے تم کو جہان پر بزرگی بخشی ہے۔"

سماجیو! سچ کہنا۔ اپنے چوتھے اصول گویا کر کے کہنا کہ اس منہ میں سما کی سی کی

کی نقل بہت ہی سچی کی حمایت میں ہے یا نہیں۔ کیوں نہ ہو کچھ تو یہ کہ مت کی حمایت اور کچھ
پر اداری کا قدیمی لحاظ آخر اتنا بھی نہ کریں تو کیا بالکل ہی چھوڑ دیں۔ چور چوری سے جانے
بیرا پھیری سے تو نہیں جاتا۔ (پیرز)

(۷۳) **ترجمہ** : ”پس اہل دیکھ سکے گا تو مجھ کو پس جب حق کی
پروردگار نے اس کی طرف پہاڑ کی۔ کیا ریزہ ریزہ
اس کو اور گرجا موسیٰ سے ہوش“ (سورہ اعراف: آیت ۱۴۹)

(۷۳) **محقق** : ”ہو دیکھنے میں آتا ہے وہ محیط کل نہیں ہو سکتا اور اگر
ایسے مجھ سے کہتا پھر تو تھا تو خدا اس وقت ایسے
مجھ سے کسی کو کیوں نہیں دکھاتا بالکل بھوت ہونے سے یہ بات قابل تسلیم نہیں۔“

(۷۳) **مدقق** : ”سو امی بی! اگر کچھ میں کوئی بات نہ آئے تو پوچھنے میں
کیا کسر شان ہے؟ خصوصاً ایسی کہ جہل کے اظہار پر اگر
ندامت ہو یا وہی بات ہے کہ۔“

”ہے دھرمی مذہب کی تاریکی میں پھنس کر محض کو زائل کر لیتے ہیں۔“ (۱۰) جاپ
ستیا رتھ (سکھنڈ)

ہم سو امی بی اور ان کے پیلوں کے لئے میں بلکہ عام ناظرین بالانصاف کیلئے
آیت زیر بحث کو قیام نقل کرتے ہیں۔ تاکہ معلوم ہو کہ اس آیت سے خدا کا کھنا غایت
ہوتا ہے یا نہ دیکھ سکتا۔

فَلَمَّا جَاءَ مُوسَىٰ لِمِيقَاتِنَا وَكَلَّمَهُ رَبُّهُ قَالَ ارْجِعْ إِلَىٰ أُنْقُضْ
الْبَيْتَ قَالَ لَنْ تَرَانِي وَلَكِنِ الظُّرُوبُ إِلَى الْجَبَلِ فَإِنِ اسْتَفْزَ
مَكَانَهُ فَسَوْفَ تَرَانِي فَلَمَّا تَخَلَّىٰ رُتَّةً لِلْجَبَلِ جَعَلَهُ دَكًّا وَ
غَرَّ مُوسَىٰ ضَعْفًا فَلَمَّا آفَقَ قَالَ سُبْحَنكَ ثُبُّ الْبَيْتِ وَأَنَا
أَوَّلُ الْبُؤْسَيْنِ

یعنی حضرت موسیٰ حسب وعدہ الہی پہاڑ پر جب آئے اور خدا نے ان سے کلام
کیا۔ تو انہوں (موسیٰ) نے کہا خداوند مجھے اپنی زیارت کرا کہ میں جسے دیکھوں۔ خدا نے کہا

تو مجھے یہ گزند دیکھ سکے گا ہاں پہاڑی نظر کر کر وہ اپنی جگہ ٹھہرا رہا تو مجھے دیکھ سکے گا۔ یہ سب خدا نے پہاڑی روشنی والی تو پہاڑی اور یہ وہ گیا اور سوئی ہے ہوش گرجا سے جب ہوش میں آئے تو یہ لے آئی (ایسے سوال کرنے سے) میں نے تو یہ کی اور میں سب سے پہلے مانا ہوں کہ تجھے ان آنکھوں سے کوئی نہیں دیکھ سکتا۔

ناظرین! بتائیے! آیت موصوفہ سے کیا سمجھ میں آتا ہے۔ حضرت سوئی کی تو یہ تک تو نہ ہو رہے۔ تاہم سوئی جی اپنی کہتے چلے جائیں۔ لیکن آخر کیا کریں وہ تو اپنے قول کی تصدیق کرانے کی کوشش میں ہیں کہ۔

”ناپاک باطن والے جاہلوں کو واقعی علم نہیں ہوتا۔“ (جمہور کا مسئلہ ۵۴)

معجزہ کار کے پہلے ہی دعوے آپ کا ہے۔ مسلسل نمبر ۱۳۳۱۳ میں ملاحظہ ہو۔

(۷۵) **ترجمہ:** ”اور یاد کر پروردگار اپنے کو اپنے دل میں عاجزی اور ڈار سے اور کم آواز سے صبح اور شام کو۔“ (سورہ اعراف آیت ۱۸۹)

(۷۵) **محقق:** کہیں تو قرآن میں لکھا ہے کہ اونٹنی آواز سے اپنے پروردگار کو پکارے۔ اور کہیں لکھا کہ جیسی آواز سے خدا کی یاد کرو۔ اب کہتے کہ کوئی بات سچی اور کوئی جھوٹی ہے؟ ایک دوسرے کے متضاد باتیں پاگلوں کی کہ اس کی مانند ہوتی ہیں۔ اگر کوئی بات سوا خلاف نکل جائے تو پندہاں مضائقہ نہیں۔

(۷۵) **مدقق:** سوئی جی! پاگل تو ایک طرح سے معذور بھی ہیں۔ لیکن (بقول آپ کے) ناپاک باطن والے جاہل جن کو موقع و محل مناسب کی سمجھ نہ ہو اور متکلم کے خلاف مقام معنی کر کے تفسیر اوقات کریں پاگلوں سے کہیں یہ نہ کہ پاگل ہوتے ہیں۔ سنو! قرآن مقرر ہے۔

وَأَسِرُّوا قَوْلَكُمْ أَوِ اجْهَرُوا بِهِ إِنَّهُ عَلِيمٌ بِذَاتِ الصُّدُورِ

(ترجمہ نمبر ۷۵ میں دیکھو)۔

سہاجیو! اگر کوئی آیت قرآنی اس مضمون کی تلافی کہ ”اوپرچی آواز سے اپنے پرودگار کو پکارو۔“ تو یہ تفسیل اٹلی ہم سے انعام ہو۔

اگر تلافی والا اس پارٹی کا ممبر ہو تو الی۔ اسے وہی کالج کے لئے مبلغ ایک صد (۱۰۰) چھہ دار اور اگر گھانسی پارٹی کا صاحب ہو تو ایک صد (۱۰۰) روپیہ لیکھرام میموریل فنڈ کے لئے اور ایک صد کروڑوں کے لئے سب سے پہلے ہم دیں گے اور کوئی شرط نہیں لگائیں گے۔ یہ بھی سن لو کہ یہ انعام سہایت انعامات کے علاوہ ہے۔

دیا مندیاو! تین چار سو کے انعام کے علاوہ اپنے گرد کی عزت رکھ لو ورنہ دیا لیا کے کی نمبر ۷۷ میں سوای بی کو جس آیت سے اوپے پکارنے کا شہد ہوا ہے اور خدا کو سہہ پایا ہے وہ بھی سن لو اور یہ ہے اذ غلوار تکو نظروا عا و خفہ اپنے رب سے۔ یا مانگو مازبی سے اور چھپ کر۔

تلاؤ! یہ آیت اوپے پکارنے سے منع کرتی ہے یا حکم دیتی ہے۔

اصل میں سوای بی بھی معذور ہیں۔ اور وہیں لفظی ترجمہ کسی صاحب نے اذ غلوار کا ”پکارو“ کر دیا سوای بی کی بنا کہ فرض تھی کہ خفہ کے لفظ کو بھی دیکھتے۔ چھہ۔ یمنہ یا الی کہ خفہ کے لفظ کا ترجمہ ہی پھوڑ گئے اور ”ما جزی سے“ یہ فقرہ لقم کر دیا اور پھر نمبر ۷۷ والا نکل مترجم قرآنوں میں خفہ کا ترجمہ ”چھپا کر“ لیا ہوا موجود ہے۔ سچ ہے۔

”بنت دھری عارف فہما فہم کا م کے معنی کیا کرتے ہیں۔“ اور پاپ سیکار تھ

www.only1or3.com

صفحہ ۷۱

www.onlyoneorthree.com

اور سنئے!

اے بچے کی نہ سمجھنے والے پاپوں کو اور اتنی عم نہیں ہو گا۔“ اور پاپ سیکار تھ

صفحہ ۱۵۲

(۷۶) ترجمہ: ”سوال کرتے ہیں تھ کو کو توئی سے کہہ لو نہیں واسطے اللہ کے اور رسول کے۔“ پس اورو اللہ

سے۔“ (سورہ انفال: آیت ۱۱)۔

(۷۶) محقق: تعجب ہے کہ جو لوگ چھائیں، ڈاکو کے کام کریں

کرائیں۔ وہ خدا و خیر اور ایماندار گناہیں، ساتھ ہی اللہ کا ذکر بتاتے اور ان کے
مادے جاتے ہیں پھر یہ کہتے شرم نہیں آتی کہ ہمارا مذہب اچھا ہے، اس سے بڑھ کر اور
کیا بڑی بات ہو سکتی ہے کہ تعصب کو چھوڑ کر سچے ویدک دھرم کو مسلمان قبول نہیں
کرتے (ہمارا حق! بڑے پائی ہیں)

(۷۶) **مدقق:** اس نمبر کا مفصل جواب تو ہم نمبر ۲ میں دے آئے ہیں
اور وعدہ بھی کر آئے تھے کہ آئندہ کو اسی نمبر کے
حوالہ پر قناعت کریں گے۔ یہاں یہ سوالی ہی۔ اور ان کے پیلوں کی خاطر منوبی کا بیان
ستیار تھ یہ کائنات سے سناتے ہیں۔ دل لگا کر سنو! منوبی پر مان دیتے ہیں۔

اس آئینہ کو آئینہ نہ توڑے کہ آری میں جس میں نام یا افسرے ہو جو گاڑی
تھوڑا باقی 'بھلا' وہ کہتے 'رہے' کا لے دیکھو ہاتھ پیر لکھتے ہیں سوالی ہی!
یہ کیا؟... کہ جس کا لے دیکھو ہاتھ پیر لکھتے ہیں سوالی ہی!
... کے آری جی... ہی لکھتے ہیں سوالی ہی!
... اور یہاں ۶ نمبر ۱۳۲

ساجیو! یہ کھنے کے تم بھار نہیں کہ منوبی کا کام ہم نہیں مانتے۔ اس لئے کہ
تمہارے رشتی بلکہ مہرشی نے جب اسکا معنی اور مستند سمجھ کر نقل کیا ہے۔ تو تمہارا یہ حق
ساقط۔

یہی وہ نکتہ ہے جس کا ذکر قرآن شریف میں ہے۔ نہ یہ کہ جس کو ادا کہ تمہارے
ہیں۔ کیونکہ جس فقہ قرآنی کا یہ ترجمہ ہے۔ وہ انقل ہے اور اعلیٰ مع نقل کی ہے۔ نقل
وقت میں مال غنیمت کو بنو لڑائی میں غالب کے ہاتھ آتا ہے کہتے ہیں۔ دیکھو صراح و غیرہ
جنگ بدر کی فتح کے بعد جو اسلام میں پہلی فتح تھی غنیمت کے مال کی تقسیم کے
معلق مسلمانوں میں باہمی غمراہ ہوئی۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی کہ مال غنیمت تمہاری رائے
تقسیم نہ ہو گا بلکہ جس طرح اللہ اور اللہ کے بتاتے ہے اس طرح اس علم کیجے۔ ای
طرح کرو اور اس علم کی مخالفت کرنے میں اللہ سے ڈرتے رہو۔ چنانچہ تمہارا لے وہ علم
سایا۔ جس کو سوالی ہی نے نمبر ۷ میں بدھورا نقل کیا ہے۔ تمام یوں ہے سنو!

وَاعْلَمُوا أَنَّمَا غَنِمْتُمْ مِنْ شَيْءٍ فَإِنَّ لِلَّهِ خُصَّةً وَ لِلرَّسُولِ

وَلَا يَمَسُّ الْقَرْيَتَيْنِ وَالْبَيْتَيْنِ وَالْمَسَاكِينَ وَالْأَنْبِيَاءَ ۖ

انچوڑاں حصہ مستحقین، ماکوڑوں کے لئے نکال کر باقی سب جنگلی فوج پر تقسیم ہو گا۔

ہاں سوانہی جی آپ ہی بتائیے کہ اس کے سوا اس مال کی تقسیم کرنے کی کوئی عمدہ

صورت بھی ہے؟ مگر بتاتے ہوئے عشق کی کالہ کو رو بہ چار پرمان یاد رہے۔

ہاں یہ تو ہم مانتے ہیں کہ مسلمان واقعی بڑے پاپی ہیں کہ وہ کدو حرم کے قائل

نہیں ہوتے تاکہ شوگ وغیرہ میں ان کو آسانی ہو۔ (چیمبرس)

”اور گائے کے کافروں کی، میں مدد و ناکام کو ساتھ

(۷۷) ترجمہ: ہزار فرشتوں کے پیچھے سے آئے والے، البتہ میں

ہافوں کے دلوں میں رعب ڈالوں گی۔ نہیں مایہ اور آویز گروہوں کے اور مار دیاں میں

سے چراگ کو کھڑی کر۔ (سورہ اطفال: آیت ۷۹) (۱۲)

واہابی واہ! خدا اور پیغمبر خوب رحم وال ہیں۔ جو

(۷۷) محقق:

کے نزدیک، جو دنیا نے اور ان کے جوڑوں کو کانٹے کا حکم دیا ہے اور اس کام میں

ابن کلامہ، معارف غنیہ کے کما حقہ اراکین سے کچھ قلم سے؟ یہ سب فریب اللہ قرآن کے

مصنف کا ہے۔ خدا کا نہیں، اگر خدا کا ہوتا ایسا خدا ہم سے ذور ہے اور ہم اس سے ذور

$$-\frac{1}{2} \frac{d}{dt} \int_{\mathbb{R}^n} |\nabla u|^2 dx$$

مکمل جواب فیروز میں ملے گا ہاں خدا سے آپ

(۷۷) مدنی: کی اور کی ہی جم بلکہ قرآن شریف تعدیق کرتا ہے



كَلَّا اَنۡتَ اَنْتَ عَلٰى رَءۡيٍ مِّنۡ دُونِ

۱۔ کچھ لوگ کہتے ہیں کہ خیریت ہے ان کے پاس ان کے پاس کچھ لوگ کہتے ہیں کہ خیریت ہے ان کے پاس ان کے پاس

یہ بات کہ، امام اہل سنت سے امام اہل باطلی رشتہ داریوں اور تہذیبوں اور مسکنوں اور قریب مسافروں کے

[illegible]

مفتوحہ ہے اور یہی مسئلہ ہے جو پالیسی کے حالات اور قسم کے ہیں اور اس میں

کی۔ مگر انسان نے اس امانت میں خیانت کی بیگم انسان بڑا ہی ظالم اور جاہل ہے۔"

احکامِ خداوندی خدا کی امانت ہیں۔ پس آیت کا مطلب بالکل صاف ہے کہ احکامِ شریعت میں غفلت اور سستی نہ کرو۔ بتالیے! بھوکا صفحہ ۵۲ کا مصداق کون ہے؟

ہاں یہ نئی منطق ہے کہ اپنی امانت کی خیانت چھوڑ کر اور سب کی خیانت کیا کریں؟ یہ بالکل اسی قسم کی تقریر ہے۔ جو کسی کج رو طالبِ علم نے کھڑے پانی میں پاخانہ کر دیا۔ دوسرے نے اس کو نوکا اور کہا کہ کھڑے پانی کے اندر بول کرنے سے منع آیا ہے تو نے یہ کیا کیا۔ کج رو بولا۔ بول کرنے سے منع ہے۔ پاخانہ سے تو منع نہیں۔ ورنہ لفظ دکھاؤ ایسی بے گنجی کی ہم بھی داد دیتے ہیں۔ سو اسی جی کو مفلوم نہیں کہ مسلمانوں کے مذہب میں دوسری قوموں کے ساتھ وہ طرح سے معاملہ ہوتا ہے۔ اگر وہ صلح سے ہیں تو صلح سے اور اگر برسرِ جنگ ہیں تو جنگ سے مصالحین کا حکم شریعتِ اسلام میں وہی ہے جو آپس میں مسلمانوں کا ہے۔ حریوں (جنگیوں) کا حکم وہی ہے جو منوبی کا پرمان ہے۔ سنو!

"امن (امن) کے ملک کو تکلیف پہنچا کر چار۔ خوراک، پانی اور ہیضم کو تک و خراب کر دیں۔" (مذہبِ ستیارتھ، کاشی صفحہ ۲۱۱، جلد ۱، نمبر ۱۵۳)

مضمون تو صاف ہے۔ مگر اس کا کیا علاج ہو کہ۔

"ناپاک باطن والوں کو واقعی غم نہیں ہو گا۔" (بھوکا صفحہ ۵۲)

"اور لڑو ان سے یہاں تک کہ نہ رہے فتنہ یعنی تلپہ" (۷۹) **ترجمہ:**

کفار کا اور ہودے دین تمام واسطے اللہ کے اور جانو تم یہ کہ جو کچھ لوٹ لو کسی چیز سے حقیق واسطے اللہ کے ہے پانچواں حصہ اس کا اور واسطے رسول کے۔" (سورہ انفال، آیت ۳۸ تا ۴۰)

(۷۹) **محقق:** ایسی بے انصافی سے کرنے والا مسلمانوں کے خدا کے سوائے امن میں قتل و سر اکون ہو گا؟ اب دیکھئے یہ

کیسا مذہب ہے کیا اللہ اور رسول کے نام پر سب جہان کو لوٹا لٹواتا عمارتِ گروں کا کام نہیں ہے؟ اور کیا اللہ ابھی لوٹتا ہے کہ لوٹ کے مال کا حصہ دار بنے گا؟ ایسے عمارتِ گروں کے طرف دار بننے سے اللہ اپنی خدائی میں نہ لگاتا ہے۔ بڑے تعجب کی بات ہے

کہ اس کی کتاب ایسا خدا اور ایسا ظہر جہان میں ایسے جنگ و جدل کرانے اور امن عام میں رخت انداز بن کر لوگوں کو تکلیف دینے کیلئے کہاں سے آگئے ہیں؟ اگر ایسے مذہب دنیا میں جاری نہ ہوتے تو ساری دنیا شادیاں و فرحان رہتی (مڑے سے پیش ہوتے اور شراب کباب اڑاتے) (پیش کرد)

(۷۹) **مدقق** : ہمارے معلق مفصل نمبر ۱۲ وغیرہ میں موجود ہے، قیمت کے معلق نمبر ۷۶ میں لکھ آئے ہیں۔

ہاں یہ خوب لکھی کہ "ایسے مذہب دنیا میں جاری نہ ہوتے تو ساری دنیا شادیاں و فرحان رہتی۔" مگر کیا کریں وہ بد بھگوان لے بھی تو کسی پرمان و پاک۔
 ثم دشمنوں کی فوج کو ہزیمت دیکر انھیں روکرواں اور ہپاکرو۔ تمہاری فوج جوار
 کار گزار اور نامی گرامی ہو۔ تاکہ تمہاری عالمگیر حکومت روئے زمین پر قائم ہو اور
 تمہارا حریف ٹانہ بھار (سے مارا ج!) شکست یاب ہو اور نیچا
 دیکھے۔ (دیکھو اسٹیک انڈیا کے ۳ اور گ ۱۳ ستر ۱۲)

سوامی جی! آیت موصوفہ تو خود امن کا اظہار کر رہی ہے۔ دیکھئے کس وضاحت سے لکھا ہے اور آپ نے بھی پڑے جوش سے نقل کیا ہے کہ "لڑو ان سے یہاں تک کہ نہ رہے قتل۔" جس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ بغرض قیام امن لڑنا منظور ہے۔ کیسے؟ عقل بڑی یا بھینس؟

سوامی جی! آپ کی طرح بہت سے دیکھار مروتوں نے یہ تعلیم دی یا ان کے ذمہ لگائی گئی کہ۔

ہو کوئی تیرے دوائے گال پہ طمانچہ دار سے دوسرا گال بھی اس کی طرف بھیجے۔ اور اگر کوئی چاہے کہ تھ پہ نالٹ کر کے تیری قبائے کرتے تو بھی آتے۔ اے اور ہو کوئی تجھے ایک کوں بگاڑ لگائے اس کے ساتھ، لوگوں سے چوہا۔ ہو کوئی تجھ سے کچھ مانگے آتے۔ اور جو تجھ سے قرض چاہے اس سے منہ نہ مڑو۔" (انجیل متی ۵ کی ۱۳۰)
 مگر ان احکام سے بجز زبان کی ترمیمی کے اور بھی کچھ حاصل ہے؟ اختیار نہ ہو تو عیسائی قوموں کا حال دیکھ لو جنہوں نے خود ہی ایسے احکام کو ردی کے صندوق میں ڈال کر ثابت کر دیا کہ

ایں چنیں رقا ص را با ید وصول این چنیں

کیوں نہ ہو۔ قانون قدرت کا مقابلہ کوئی آسان کام نہیں، دشمنوں کی مداخلت فطرت انسانی میں ہے۔ مفصل، لیکن ہر تو ہماری کتاب تقابل تلاش تدریس، انجیل اور قرآن کا مقابلہ چھوڑا الہامی کتاب مباحثہ آریہ چھو۔

(۸۰) ترجمہ: ”اور کاش کہ دیکھتے تو جس وقت کہ قبض کرتے ہیں“

رومیں اُن لوگوں کی کہ کافر ہوئے فرشتے مارتے منہ ان کے اور تیغیں ان کی اور کہتے ہیں چکھو تم ہڈ اب ہٹے گا۔ پس ہلاک کیا ہم نے اُن کو ساتھ گناہوں اُن کے کہ اور ڈپایا ہم نے قوم فرعون کو۔ اور تیاری کر دواسٹے اُن کے جو کچھ تم کر سکو۔“ (سورہ انفال: آیت ۳۸، ۵۲، ۵۸)

(۸۰) محقق: کیوں بی آن کل تو روس نے روم کی اور اٹھینہ نے مصر کی خوب گت بٹائی ہے۔ اب فرشتے کہاں سو گئے؟

پہلے خدا اپنے بندوں کے دشمنوں کو مارنا ڈبو تا تھا، اگر یہ بات سنی ہو تو آن کل بھی ایسا کرے۔ چونکہ ایسا نہیں کرتا اس لئے یہ بات ماننے کے لائق نہیں ہو سکتی ہے۔ کیا بار اعلم ہے کہ جو حتی الوسع غیر مذہب والوں کے لئے تکلیف دہ کام کیا کرو۔ ایسا حکم عالم دیندار و رحیم کا نہیں ہو سکتا۔ پھر لکھتے ہیں کہ خدا رحیم و عادل ہے۔ ایسی باتوں سے ظاہر ہے کہ مسلمانوں کے خدا سے انصاف اور رحم وغیرہ نیک اور صاف ذور بھگتے ہیں۔

(۸۰) مدقق: اس کا جواب نمبر ۵۵ میں مفصل دے آئے ہیں۔ ہاں یہ کہہ دینا ضرور ہے۔ گو یہ کوئی نئی بات نہیں کہ سوامی جی

نے اس آیت کو بالکل نہیں سمجھا۔ ایک تو یہ آیت کفار کی موت طبعی کے وقت سے متعلق ہے۔ جس کو سوامی جی نے جماد کے متعلق بنا دیا۔ دوم یہ بھی غلطی ہے کہ ”حتی الوسع غیر مذہب والوں کے لئے تکلیف دہ کام کیا کرو۔“ بلکہ آیت کا مطلب صاف ہے۔ پہلے قرآنی الفاظ سنو!

اَعِزُّوْلَهُمْ عَا اسْتَطَعْتُمْ مِنْ قُوَّةٍ وَمِنْ رِبَاطِ الْخَيْلِ

پس کایہ را ترجمہ اور اصل مطلب منو جی کے چہاں میں اور اگر تاہوں سنئے!

”سیاست علی کو جانے اور اس لئے ملک راہ ایسی مناسب تھا، جو عمل میں آئے کہ اس طرح اس کے معادے سے تعلق لوگ اور دشمن زیادہ طاقتور نہ ہو

جائیں۔ (مندرچ ستیارتھ صفحہ ۲۰)

یہی مطلب آیت موصوفہ کا ہے کہ دشمنوں کے مقابلہ کیلئے فوجی قواعد اور گھوڑ دوڑ وغیرہ لوازمات فوجی میں چست و چالاک رہو۔

پذت جی نے جس لفظی ترجمہ سے آیت کا ترجمہ نقل کیا ہے اس میں بھی یوں لکھا ہوا موجود ہے "اور تیاری کرو واسطے ان کے جو کچھ کر سکو تم قوت سے اور باندھنے گھوڑوں سے۔" جس کا مطلب اور وہ تھا درے میں دبی ہے جو ہم نے بتایا۔

(۸۱) **ترجمہ :** "اسے نبی کفایت تھی کہ اللہ اور ان کو جنوں نے چروائی کی تھیری مسلمانوں میں سے اسے نبی رغبت دے

مسلمانوں کو اوپر عزائی کے۔ اگر ہوں تم میں سے میں صبر کرنے والے غالب آئیں۔ دو سو پر۔ پس کھاؤ اس چیز سے کہ غنیمت کیا ہے تم نے حلال پاکیزہ اور دوا اللہ سے تحقیق اللہ بخشے والا مہربان ہے۔" (سورہ انفال: آیت ۶۲-۶۳-۶۴)

(۸۱) **محقق :** بھلا یہ کون سے انصاف، طہیت اور دہرم کی بات ہے جو اپنی بیوی کرے اور خواہ بے انصاف ہی کیوں نہ ہو

اس کی طرف داری کریں اور قائمہ پیشپائیں اور جو رعایا کے امن میں خلل انداز ہو کر جنگ کرے اور گرائے اور لوٹ کے مال کو حلال بنا دے۔ اسے بخشیدہ اور مہربان ناموں سے موصوم کیا جائے یہ تعلیم خدا کی تو کیا بلکہ کسی شریف آدمی کی بھی نہیں ہو سکتی۔ ایسی ایسی باتوں سے قرآن خدا کی کلام ہرگز نہیں ہو سکتا۔

(۸۱) **مدقق :** مفصل جو اب پہلے کی دفعہ لکھا جا چکا ہے۔ بالخصوص نمبر ۲۰ نمبر ۶۷ ملاحظہ ہو۔ سو امی بی! یہ بھی قرآن شریف کا اور

سید الانبیاء محمد مصطفیٰ کا معجزہ ہے کہ آپ جیسے لائق و ودان (عالم) کو قرآن شریف پر اعتراض کرنے کی سو بھی اعتبار نہ ہو تو قرآن مجید کی آیت کو غور سے سنو!

كَذٰلِكَ جَعَلْنَا لِكُلِّ نَبِيٍّ عَدُوًّا شَيَاطِیْنِ الْاِنْسِ وَالْجِنِّ يُؤْجِسْنَ بِفَضْلِهِمْ اِلٰی بَعْضِ رَاغُوْفِ الْقَوْلِ غَزُوْرًا

ترجمہ : "اسی طرح ہم نے ہر نبی کے لئے جنوں اور انسانوں میں گمراہ لوگوں کو دشمن بنایا ہے جو ایک دوسرے کو دھوکہ اور فریب کی باتیں

کھاتے رہتے ہیں۔

سناجیو! اس آیت کو خوب سمجھ کر ہماری داد دو۔

(۸۲) ترجمہ : "بیشک رہیں گے سچ اس کے تحقیق اللہ نزدیک ان کے

ہے ثواب بڑا۔ اے لوگو! جو ایمان لائے ہو، مت
چکڑو یا پوچھو اپنے کو اور بھائیوں اپنے کو دوست اگر دوست رکھیں کفر کو اور ایمان
کے۔ پر آماری اللہ نے تسکین اپنی اور رسول اپنے کے اور اور مسلمانوں کے اور
اتار دے لشکر نہیں دیکھا تم نے اور عذاب کیا ان لوگوں کو کہ کافر ہوئے اور یہی سزا ہے
کافروں کی۔ پھر پھر اے گا اللہ پیچھے ان کے اور اور نجاتی کرو۔ ان لوگوں سے کہ جو
ایمان نہیں لاتے۔" (سورہ توبہ: آیت ۲۰-۲۵: ۴)

(۸۲) محقق : بھلا جو مشقت والوں کے نزدیک اللہ رہتا ہے تو محیط کل

کیونکر ہو سکتا ہے اگر محیط کل نہیں تو دنیا کا بنانے والا
اور عادل نہیں ہو سکتا۔ اور لوگوں کو اپنے ماں باپ بھائی اور دوست سے جدا کرنا
صرف بے انصافی کی بات ہے۔ ہاں اگر وہ بری تعلیم دیں تو نہ ماننی چاہئے۔ لیکن ان کی
خدا مت ہمیشہ کرنی چاہئے پہلے خدا مسلمانوں پر صبرمان تھا اور ان کی خدا کے لئے شکر
اتار تا تھا۔ اگر یہ بات سچ ہو تو اب ایسا کیوں نہیں کرتا؟ اور اگر پہلے کافروں کو سزا
دیتا تھا اور پھر ان پر رحمت کرتا تھا تو اب کہاں گیا ہے؟ کیا خدا نجاتی کے بغیر ایمان قائم
نہیں کر سکتا۔ ایسے خدا کو ہماری طرف سے بیشک تلافی ہے۔ خدا کیا ہے ایک نمائندہ
www.only1or3.com
www.onlyoneorthree.com

(۸۲) مدقق : سوای بی کا پرمان باطل سچ اور سونے سے لکھنے کے قابل

ہے کہ آگے پیچھے کو نہ دیکھ کر اٹھل پھو من گھڑت کلام
کے معنی کرنے والے ٹاپاک باطن والے جاہلوں کو واقعی علم نہیں ہو تا۔ ابھو مکا صفحہ

سوای جی کو پہلے آیت کا صحیح ترجمہ بتلاتے ہیں۔ امید ہے کہ ترجمہ سننے ہی آپ کو
اپنے سوالوں کی قدر معلوم ہو جائے گی۔ آپ نے شاہ رفیع الدین صاحب کالفاظی ترجمہ

ملاحظہ رکھا ہے مگر افسوس کہ اسے بھی نہیں سمجھا گو وہ ترجمہ بوجہ عربی کے لفظی ترجمہ ہونے اور دونوں زبانوں (عربی اور اردو) کے محاوروں کی مغایرت کے مطلب خیر نہیں۔ تاہم چونکہ آپ نے اسی کو پیش نظر رکھا ہوا ہے اس لئے بہتر ہے کہ اسی میں سے نقل کر کے سماجیوں سے آپ کی سمجھ اور دیانت داری کی داد دلوائیں۔ پس سماجیو! سنو! اصل آیت یہ ہے۔

لَهُمْ فِيهَا نَعِيمٌ مُّثَبَّتٌ خَالِدِينَ فِيهَا ابْدًا اِنَّ اللّٰهَ جَنْدُهُ اجْوَدُ عَطِيَّةً

ترجمہ "واستے ان کے سچ اس کے نعمت ہے پائیدار بیش رہیں گے سچ اس کے بیش حقیق اللہ نزدیک اس کے ہے ثواب بڑا۔" سوامی جی نے اس میں کیا کہا کیا ہے۔ ایک تو "اس کے" لفظ کو "ان کے" سے بدلادوم اس سارے کو پہلے کلام سے ملا دیا۔ سوم "ثواب بڑا" کا لفظ ہے تعلق چھوڑ دیا۔ معلوم نہیں مبتدا ہے یا خبر چہارم آیت کا شروع ہی انجم۔ پھر تیسرے مطلب کیوں نہ بگڑے۔ سچ ہے۔

لطف پر لطف ہی اعلا میں میرے یار کے یار
عام معنی سے گدج لکھتا ہے بوز سے ہمار
آیت کا با محاورہ ترجمہ ہے۔ "اللہ کے پاس بڑا ثواب ہے۔" (دیکھو ترجمہ شاہ عبدالقادر صاحب)

سماجیو! قرآن مترجم کو دیکھو اور سوامی کی محنت اور دیانت کی داد دو۔
ماں باپ کو چھوڑنے کے وہی معنی ہیں۔ جن پر آپ نے بھی دستخط کئے ہیں۔ یعنی ان کی بری تعلیم کو نہ ماننا اور باقی امور میں ان سے سلوک کرنا واجب ہے۔ سنو!
قرآن شریف بتلاتا ہے۔

وَ اِنْ جَاهَدَاكَ عَلَىٰ اَنْ تُشْرِكَ بِي مَا لَيْسَ لَكَ بِهِ عِلْمٌ فَلَا تُطِعْهُمَا وَصَاحِبِهَا فِي الدُّنْيَا مَعْرُوفًا

ترجمہ "اگر ماں باپ تجھے مجھ سے (یعنی خدا سے) شرک کرنا کہیں تو ان کی نہ مان اور دنیاوی باتوں میں ان سے سلوک کرنا رہ۔"

سوامی جی! تھائے اجمود کا صفحہ ۵۲) باقی ۱۰ آیتیں یا کچھ اور؟

کافروں کی باتوں کا جواب نمبر ۲۰ نمبر ۵۱ وغیرہ میں ملاحظہ ہو۔

(۸۳) **ترجمہ :** "اور ہم منتظر ہیں واسطے تمہارے یہ کہ پہنچائے تم کو اللہ عذاب اپنے پاس سے یا تمہارے ہاتھوں سے۔" (سورہ توبہ: آیت ۱۲۹)

(۸۳) **محقق :** کیا مسلمان ہی خدا کی چالیس بن گئے ہیں کہ وہ اپنے ہاتھ سے یا مسلمانوں کے ہاتھ سے غیر مذہب والوں کو

مقتول کر رہا ہے؟ کیا وہ سرے کر وڑوں آدمی خدا کو ناپسند ہیں؟ اور مسلمانوں کے گناہ پر بھی پسند ہیں؟ اگر ایسا حال ہے تو اندھے گمراہی پر پتہ راجا کی مثال صادق آئے گی۔ تعجب ہے کہ عقلمند مسلمان بھی اس بے بنیاد اور نامعقول مذہب کے قائل ہیں۔

(۸۳) **مدقق :** مفصل جواب نمبر ۲۰ وغیرہ میں آچکا ہے۔ سوامی جی! ایک بات کو بے مطلب بار بار کہتے جاٹا پانی بلونا ہوتا

ہے۔ تعجب ہے عقلمند آرہے ایسے بے بنیاد اور نامعقول اعتراضات کو سن کر بھی سوامی جی کو لیزر مانتے ہیں اور نیوگ بھی غلط اور ناہیا نذا تعلیم کو سن کر بھی وید وید کہتے ہاتھ ہیں اور شرماتے نہیں افسوس افسوس افسوس!!!

(۸۳) **ترجمہ :** "وعدہ کیا ہے اللہ نے ایمان والوں کو اور ایمان والیوں کو بخشیں جاتی ہیں نیچے ان کے سے نہیں بخش رہے۔" (سورہ توبہ: آیت ۷۵)

رہنے والے سچ اس کے اور گھر پاکیزہ سچ برکتوں کے اور درخشاں طرف اللہ کی سے بہت بڑی ہے یہ وہ ہے مراد یا ناپسند کیا کرتے ہیں ان سے لکھا کرتا ہے اللہ ان سے۔" (سورہ توبہ: آیت ۷۵)

(۸۳) **محقق :** یہ خدا کے نام سے مراد ان کو اپنے مطلب کے لئے لالچ دینا ہے کہ اللہ اگر ایسا لالچ نہ دیتے تو کوئی عمر

صاحب کے دام میں نہ پھنستا ایسا ہی اور مذہب والے بھی کیا کرتے ہیں۔ آخری تو ہمارے لکھا ہی کیا کرتے ہیں۔ لیکن خدا کو کسی سے لکھا کرنا واجب نہیں ہے۔ یہ قرآن کیا ہے بڑی

مکمل ہے۔

(۸۴) **مدقق** : نمبر ۲ اور ۳ میں کئی ایک جگہ اس کا جواب مل سکتے گا۔
سو اسی قیامت پر جو مکاصفہ ۱۰ کو بھول جاتے ہیں۔

”جہاں حق میں فیرا مکان ہو۔ وہاں استعارہ (تجارت) ہو جائے۔“

پس آیت کے معنی صاف ہیں کہ خدا ان کو غصے کی سزا دے گا۔ یا ذلیل کرے گا۔
کیوں جس لفظ کا یہ (لفظ) ترجمہ ہے وہ ”استعزاء“ ہے۔ جس کے معنی لغت میں حقارت
کے بھی ہیں اور غصے میں ایک قسم کی حقارت ہوتی ہے۔ پس آیت کے معنی صاف ہیں کہ
اللہ ان کو ذلیل کرے گا۔ منسل نمبر ۶۱ میں ملاحظہ ہو۔

(۸۵) **ترجمہ** : ”لیکن رسول اور جو لوگ ایمان لائے ساتھ اس کے
جہاد کیا انہوں نے ساتھ مالوں اپنے کے اور جانوں

اپنے کے اور یہ لوگ واسطے او نہیں کے ہیں۔ بھائیاں اور مہر رکھی اللہ نے اوپر دلوں
ان کے کے پس وہ نہیں جانتے۔“ (سورہ توبہ: آیت ۸۴-۸۹)

(۸۵) **محقق** : اب دیکھئے خود غرضی کی بات کہ وہی اچھے ہیں کہ جو
محمد صاحب پر ایمان لائے اور جو نہیں آئے وہ دیر سے

ہیں۔ کیا یہ بات تعصب اور جہالت سے بھری ہوئی نہیں ہے؟ جب خدا نے صریح لکھ دی تو
ان کا قصور گناہ کرنے میں کوئی بھی نہیں۔ بلکہ خدا ہی کا قصور ہے۔ کیونکہ ان پیاروں کو
بھلائی کرنے سے دلوں پر مہر لگا کر روک دیا۔ کتنی بڑی سبب انصافی ہے۔

(۸۵) **مدقق** : نمبر ۳۳ اور نمبر ۶۵ وغیرہ ملاحظہ ہو۔

(۸۶) **ترجمہ** : ”لے مال ان کے سے خیرات کہ پاک کرے تو ان کو
یعنی ظاہر اور پائیزہ کرے تو ان کو ساتھ اس کے یعنی

باطن میں۔ تحقیق اللہ نے مولیٰ ہے۔ مسلمانوں سے جائیں ان کی اور مال ان کے
بہ لے اس کے واسطے ان کے بہشت ہے۔ لڑیں گے سچ راہ اللہ کے۔ پس ماریں گے اور
مارے جائیں گے۔“ (سورہ توبہ: آیت ۴۹-۱۰)

(۸۶) **محقق** : واہ جی واہ! محمد صاحب آپ نے تو گوشت کھائیں گے کی

بھائیوں کا کام ہے۔ واہ اللہ میاں آپ نے اچھی سوچ کر ماری کی کہ مسلمانوں کی معصیت غریبوں کی جانیں بچانے کے لیے سمجھ رکھا ہے اور غریبوں کو مرادنے اور ظالموں کو بہشت دینے سے مسلمانوں کا خدا اپنے رحم اور غیر منع ہو کر اپنی خدا الٰہی میں بے لگا بیٹھا ہے اور عقل مند شریفوں کے نزدیک قابلِ عزت ہو گیا ہے۔

(۸۶) **مدقق** : او ہو! او ہو!! پنڈت جی! آپ نے بھی تو نہ ہوں کی

بھائیوں کی کہ شلکم کے خلاف منشاء و مخالف مراد معنی

سوامی جی! یہ مال کہاں خرچ ہو گا؟ جہاں منوبھی پرمان حکم اویں کے۔ غور سے

سنو! ۱۹۹۸ء میں سجاد علیہ السلام نے قرآن کی تعلیم اور دھرم کی اشاعت کے لیے

۱۹۹۸ء میں سجاد علیہ السلام نے قرآن کی تعلیم اور دھرم کی اشاعت کے لیے

۱۹۹۸ء میں سجاد علیہ السلام نے قرآن کی تعلیم اور دھرم کی اشاعت کے لیے

۱۹۹۸ء میں سجاد علیہ السلام نے قرآن کی تعلیم اور دھرم کی اشاعت کے لیے

۱۹۹۸ء میں سجاد علیہ السلام نے قرآن کی تعلیم اور دھرم کی اشاعت کے لیے

۱۹۹۸ء میں سجاد علیہ السلام نے قرآن کی تعلیم اور دھرم کی اشاعت کے لیے

۱۹۹۸ء میں سجاد علیہ السلام نے قرآن کی تعلیم اور دھرم کی اشاعت کے لیے

ہوئے مکران کو یہ خبر نہیں کہ اپنی ذات خاص کے علاوہ اپنی کل اولاد ہلکے کل کنبہ ہلکے بچوں کی اولاد تک بھی اس مال میں سے ایک سب تک کا پتہ نہ رکھیں رکھا۔ بلکہ ہمیشہ اسی لوگوں کو دیتے رہے۔ جن کا ذکر اوج کی آیت میں ہے مگر۔

"کل موقع مقام پر دیکھ کر صرف غنما یا آیت کا ترجمہ غلطی من کرنا متراض کرنے والے جاہلوں کو علم گناہ" (بھومکاسطہ ۵۲)

باقی حصہ کا جواب نمبر ۱۳ وغیرہ میں ملاحظہ ہو

(۸۷) ترجمہ : "اے لوگ جو ایمان لائے ہو۔ لڑو لوگوں سے جو یاس تمہارے ہیں کافروں میں سے اور چاہتے یا نہیں سچ تمہارے سخت کیا نہیں دیکھتے کہ وہ بلاؤں میں ڈالے جاتے ہیں سچ ہم سے اس کے ایک بار یاد دہار۔ پھر نہیں تو پرتے کرتے اور نہ وہ صیحت پکڑتے ہیں۔"

(سورہ توبہ: آیت ۱۱۹-۱۲۳)

(۸۷) محقق : دیکھئے عمن کشی کی تعلیم خدا مسلمانوں کو سکھاتا ہے کہ چودیسوں اور غلاموں سے لڑائی کرو۔ اور موقع پا کر لڑو یا قتل کرو۔ ایسی باتیں مسلمانوں سے بہت بھلی ہیں۔ گویا اسی قرآن کی تحریر سے اب تو مسلمان سمجھ کر قرآن کی ان باتوں کو چھوڑ دیں تو بہت اچھا ہے۔

(۸۷) مدقق : "عن شماسی دلیہ اقطاہ بنجاست" آیت کا مطلب یہ ہے کہ اگر جہاد کی نوبت آئے اور جو شرائط جہاد کی ہیں ان کا کسی قدرہ کر نمبر ۲ میں ہو چکا ہے اس وقت ہو جائیں تو نزدیک والے دشمنوں سے جو ملک کی حدود سے متصل ہوں پہلے لڑنا چاہئے۔ یہ نہیں کہ ان کو بغلی گھونسر چھوڑ کر دور دورا زوالوں سے لڑنے جاؤ۔ اسی کے مطابق منو جی کا بیان سنو!

جس طرف لڑائی ہو رہی ہو۔ اسی طرف فوج کا سامنا نہ کیجئے۔ ہری طرف ہشتہ نظام رہے ورنہ پیچھے سے یا بغل میں سے۔ دشمنوں کی گھاتے کا جو نام نہیں ہے۔

۱۔ منہ راجہ ستیا رتھ پر کاش ص ۳۰۱ نمبر ۲۵

سماجیو! ایسی فاش غلطیاں، کچھ کر سوائی جی کی ستیا رتھ پر کاش کو بند کر دو تو اچھا ہے ورنہ پیچھا تو گئے مگر کام نہ آئے گا۔

”مضمون تو صاف ہے لیکن ٹاپک باطن والے جانوں کو واقفی علم کلاس“ (جو مکالمہ صفحہ ۵۲)

”تحقیق پروردگار تمہارا اللہ ہے۔ جس نے پیدا کیا آسمانوں کو اور زمین کو سچ چھ دن کے پھر قرار پکڑا

اور پر عرش کے۔ تدبیر کرتا ہے کام کی۔“ (سورہ یونس: آیت ۳)

آسمان یعنی آکاش ایک غیر مرکب ازلی شے ہے۔ اس کی پیدائش لکھنے سے تحقیق ہوا کہ مصنف قرآن علم

البعیات کو بھی نہیں جانتا تھا۔ کیا اللہ کو دنیا چھ دن تک بنانی پڑتی ہے؟ قرآن میں جب لکھا ہے کہ ہو جا اور اتنا کہنے سے دنیا ہو گئی تو پھر چھ دن لگائے بھوت ہے اگر وہ محیط کل ہو تا تو آسمان پر کیوں قرار پکڑا اور جب کام کی تدبیر کرتا ہو تو گویا تمہارا اللہ اصل انسان کے ہے کیونکہ اگر ہمدردان ہو تا تو بیضا بیضا کیوں سوچتا؟ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ خدا کو نہ جاننے والے وحشی لوگوں نے یہ کتاب بنائی ہوگی۔

کیسا اسحق ہے وہ شخص بوشیشوں کا لکھنا کرو اور سروں پر پتھر رساے سما جیو! پر مہشور کی آلیا سنو!

اس پر مہشور کے سن یعنی چار یا نو رو لکھ کر نے والی قدرت سے چاند پیدا ہوا اور سورج پکٹے یعنی پر نور قدرت سے سورج ظاہر ہوا اور شہر قرین آکاش صورت قدرت سے آکاش (آسمان) پیدا ہوا۔“ (سنو پید او بیا ۳۱ صفحہ ۱۳)

سوامی جی کا پرمان بھی سنو! پرمان لے پئے آکاش، آسمان ایسا اس آکاش سے (ایو او او) سے آگئی۔ آگئی سے جس جگہ پر تھوئی، پر تھوئی سے آگئی، آگئی سے روئے اور جس سے آگئی پر آگئی۔ (آپ بلیش منجری صفحہ ۵۹)

اور سنو!

”آکاش اور پرمان کا دوبار آویس سمبند ہے۔ آگئی پر مہشور کے سوار سے آگائی ہے۔“ (ایو او او ۸۵)

جس ہم سوامی جی کے غور سے دہرا کرنا جیوں سے پوچھتے ہیں۔

”آکاش ایک غیر مرکب ازلی شے ہے۔ اس کی پیدائش لکھنے سے تحقیق ہوا۔“

مصلحت اور مسرت و آسائش کی خود بدولت اعظم مصلحت کو بھی نہیں جان تھا (۱)۔
 سماجیو! اس کا کچھ جواب دے سکتے ہو؟ (مزید توضیح نمبر ۱۲۹ میں دیکھو)
 چونکہ آپ نے آسمان کے انکار کی کوئی دلیل نہیں بتلائی۔ اس لئے ہماری طرف سے
 ہر دستہ انتہائی کافی ہے مگر کوئی آپ کا پیدائیل بتلائے گا تو ہم بڑی خوشی سے سنیں گے اور
 مقبول جواب (۱) دیں گے۔ آپ کی طرح صرف اسنے پر قناعت نہیں کریں گے کہ۔
 "بب وید کہتا ہے تو دوسرے ملک و اہل کی من گھڑت باتوں کو عقل مند لوگ بھی
 نہیں مان سکتے۔" (استیارتھ پر کاوش صفحہ ۲۹)
 سماجیو! دلیل بتلاتے ہوئے کسی پر و فیسر کا قول بلا دلیل نہ لکھ دینا یاد رہے کہ یہ
 میدان مناظرہ ہے۔ سماج مندر نہیں۔

منہصل گر پاؤں رکھنا میکدہ میں سرستی صاحب
 میاں چڑی اچھلتی ہے اسے مٹھانہ کہتے ہیں

خدا کے کاموں میں آپ کو ہمیشہ شبہ ہوتا ہے کیا چھ مینوں میں کھیت پکتے ہیں؟
 مینوں میں آدم زاد اور گونا گونا پڑتی ہے خدا کو سال بھر تک چھ مینا پڑتا ہے۔ تو پتہ چھا
 سماجی صاحب! قرآن میں یہ کہیں نہیں لکھا کہ "ہو جا" کہنے سے دیا ہو گئی۔ اگر کوئی آپ
 کا پیدہ وہ مقام ہمیں بتا دے۔ تو ہم سے مبلغ یکھد چہرہ دار انعام پائے (۱) وہ یوں
 ہے کہ جب خدا کسی چیز کو پیدا کرنا چاہتا ہے۔ تو اس کو صرف "ہو جا" کہتا ہے تو وہ یوں
 ہو جاتی ہے۔ اس مقام کو جو جن والے مقام سے کوئی اختلاف نہیں۔ انیا کی مختلف کیفیتیں
 خدا نے پیدا کی ہیں۔ جب کسی کیفیت کو حسب اقتضاء حکمت پیدا کرنا چاہا "ہو جا" کہنا وہ
 کیفیت پیدا ہو گئی۔ آپ نے اگرچہ کہ یہی دلیل پر غور کیا ہو تا تو آپ کو معلوم ہو گا کہ بظاہر تو
 یہی کہی پیدا اکل میں نو ماہ لگ جاتے ہیں۔ مگر حقیقت میں اس کی ان گنت کیفیات ہوتی ہیں کہ
 ہر ان بدلتی ہیں اور ہر ان خدا اپنے قانون قدرت سے "ہو جا۔" کہتا ہے اور وہ ہوتی
 جاتی ہیں۔ پس دونوں اشیاء کا مطلب بالکل متعلق ہے فرق صرف آپ کی سمجھ یا تعبیر کا
 ہے۔ سو اسے چھوڑیے (مزید توضیح کسی اور مقام پر بھی ملے گی)

(۱) چنانچہ غلبہ جواب تھا کہ یہ صاف واضح سوال میں آیا ہے
 (۲) اگر کسی نے انہم کی صفائی نہ مومن نہیں کیا۔ مصلحت

خدا کے تدبیر کرنے کے معنی حکم دینے کے ہیں۔ وہ تدبیر نہیں جو آئندہ کے نفع نقصان سوچنے کے متعلق ہوتی ہے اور کبھی صحیح اور کبھی غلط بھی ہو جاتی ہے کیونکہ۔

”جہاں معنی میں غیر امکان ہو۔ وہاں محاذ ہوتا ہے۔“ (بحر ملاحظہ ۱۱۰)

چونکہ اللہ تعالیٰ کی صفات میں قرآن عالم الغیب ہونا بھی ظاہر ہے۔ تو کوئی وجہ نہیں کہ تدبیر کے معنی سوچ بچار کے ہوں۔

”اور ہدایت اور رحمت واسطے مسلمانوں کے۔“ (سورہ یونس: آیت ۱۵۵) **(۸۹) ترجمہ:**

(۸۹) محقق: یا خدا مسلمانوں ہی کا ہے؟ وہ سبوں کا نہیں؟ اور کیا وہ طرف دار ہے کہ مسلمانوں ہی پر رحم کرتا ہے اور

دوسروں پر نہیں۔ اگر مسلمانوں سے غراوا لیا نہ دار ہیں تو ان کے لئے ہدایت کی ضرورت ہی نہیں اور اگر مسلمانوں کے سوائے دوسروں کو ہدایت نہیں کرتا تو خدا کا علم بے فائدہ ہے۔

مفصل جواب نمبر ۵ و نمبر ۳ وغیرہ نمبروں میں آپکا **(۸۹) مدقق:** ہے۔ یہاں پر صرف سوامی کے پرمان پر قناعت کی جانی

ہے۔ پس سنو!

ان پر وہ محاسن کو جو محض تعصب پھوڑ کر انصاف کی نظر سے دیکھے گا اس کے آتی اول میں بے معنوں کی روشنی سے راستہ چھ اجوگی اور جو محض خدا اور تعصب سے دیکھے ہے گا۔ اس پر اس کتاب کا مطلب ٹھیک ٹھیک واضح ہو گا بہت مشکل ہے۔ (ستارہ جہاں صفحہ ۳۶۳ نمبر ۱۰ نمبر ۱۲۵)

جس طرح آپ کی کتاب سب لوگ دیکھتے ہیں۔ حتیٰ کہ میں بھی اس وقت دیکھ رہا ہوں اور واقعی مجھے اس سے بہت کچھ فائدہ بھی ہوا ہے کہ میں قرآن کا چلی اسی کتاب ہونا اس میں بھی گویا لکھا ہوا پاتا ہوں۔ لیکن تاہم مطلب یا بانی میں لوگ غلط ہیں۔ جس طرح آپ کے حسب فضاء بہت کم لوگ نصیحت پاتے ہیں۔ جن کا نام آپ نے غیر متعصب رکھا ہے۔ ایسے ہی لوگوں کیلئے قرآن رحمت ہے اور ایسے ہی غیر متعصبوں کو قرآن مجید کے محاورے میں مسلمان کہتے ہیں۔ مفصل نمبر ۵ میں ملاحظہ ہو۔

(۹۰) **ترجمہ :** ”آزمائے تم کو کون تم میں سے بہتر ہے عمل میں اور اگر

کے تو اہل بیت اٹھائے جاؤ گے بچے موت کے۔“ (سورہ

ہود: آیت ۱۷)

(۹۰) **محقق :** جب خدا ائمہ کی آزمائش کرتا ہے تو وہ ہمہ دان

نہیں ہے اور اگر وہ موت کے بعد اٹھاتا ہے تو کیا دورہ

پہرہ رکھتا ہے اور خدا کا مردوں کو زندہ کرنا اس کے قاعدہ کے خلاف ہے اپنا قاعدہ

بدلتے سے کیا وہ اپنے آپ کو بگاڑ سکتا ہے ؟

(۹۰) **مدقق :** اس نمبر میں بھی وہی لطف ہے جو ناظرین نمبر ۸۲ میں اٹھا

چکے ہیں کہ ۔

لطف پر لطف ہی املا میں میرے سارے یار

حاجا حلی سے گدج لکھتا ہے ہونے سے ہمار

دیکھئے ”اگر کہئے“ لکھ کر اس کی جزا کو ہضم کر گئے بلکہ اس کو پہلے سے ملا دیا جو

اس سے بے تعلق ہے۔ اسی سے معلوم ہوتا ہے کہ سوامی جی نے قرآن میں کہاں تک غور

سے کام لیا ہو گا۔ جس کی بابت جو مکالمہ ۵۲ میں تاکید فرماتے ہیں۔ سچ ہے ۔

پندت منظر مشاطی سارے اکو گج

اوروں کریں او جاولہ آپ اور میرے وج

قیامت کا ذکر نمبر ۵۵ وغیرہ میں آچکا ہے۔ خدا کے آزمائے کے معنی یہ ہیں کہ اس

امر کو لوگوں پر ظاہر کر دیں۔ کیونکہ آزمائش جو بغرض تفصیل ہم ہوتی ہے خدا کی نسبت

ملک نہیں۔ اس لئے قرآن شریف نے خدا کی نسبت صاف بتلایا ہے۔

سَوَاءٌ مِّنْكُمْ هُوَ أَمْ تُرَا الْقَوْلِ وَهُوَ جَهَنَّمُ وَهُوَ

مُسْتَضَفٌ بِالْبَلِّ وَتَارَتِ بَالْتِهَارِ

ترجمہ : ”خدا کے نزدیک برابر ہے کوئی آہستہ بولے یا اونچی پیارے

اور کوئی رات کو چھپ کر چلے۔ یا دن میں ظاہر ہو کر چلے۔“

اور یہ تو بدیہی ہے۔

”یہاں حقیقی میں خیر مکان ہو، ہاں عجاز ہوتا ہے۔“ (جو مکالمہ صفحہ ۱۱۰)

ہیں آپ کا شمار اتار دیا۔

تجھے دو گھڑی سے شیخ جی شیخی بکھارتے

وہ ساری انکی شیخی بھڑی دو گھڑی کے بعد

یہ آج سنا کر مردوں کو زندہ کرنا خدا کے قاعدہ کے خلاف ہے۔ سو اسی ہی سے کوئی دلیل تو کیوں پچھنے لگا تھا اور وہ بھی کیوں بتانے لگے۔ بلکہ سماج میں چاروں طرف پہلے چانوں نے ٹھیکہ مارا تھا۔ پچھتے تو کون پچھتے۔

شمارہ پڑت ہی سمجھتے ہیں کہ آج تک ہم نے تو کبھی دیکھا نہیں کہ مردے زندہ ہوں تو گزارش ہے کہ مہاراج! آج تک ہم نے بھی پاؤ جو دو ارب سال گزرنے کے ”پرلے“ نہیں دیکھا اور اس کے بعد پریشور انکی واضح وغیرہ کو خلاف قاعدہ بتوان ہوا ان پیدا کر کے دنیا کی آبادی چلائے گا اور آئندہ کو پھر شیر خوار پیدا کرے گا۔ سو اسی ہی جس طرح ”پرلے“ کا آٹا کئی ارب سال کے بعد آپ مانتے ہیں یا جس طرح کوئی دھواں ستارہ سالہائے سال بعد نکلا کرتا ہے، اسی طرح مردوں کے زندہ ہونے کا بھی ایک وقت ہے۔ جس کو خلاف قاعدہ کہنا آپ جیسے دو دانشور علم داروں اسے بعید ہے باقی نمبر ۱۵ میں ملاحظہ ہو۔

”اور کہا گیا اسے زمین نکل جا پانی اپنا اور اسے آسمان

بہن کر اور پانی خشک ہو گیا اور اسے قوم یہ ہے اور نئی

اللہ کے واسطے تمہارے نکالی۔ پس چھوڑ دو اس کو کہ کھاتی پھرے سچ زمین کے اللہ

کی۔“ (سورہ ہود: آیت ۴۳-۶۴)

کیا ظہوریت کی بات ہے۔ زمین اور آسمان کبھی بات نہ

سکتے ہیں؟ اور نبی واہ! خدا کی اگر آؤ نئی ہے تو انٹ

بھی ہو گا پھر باقی کھڑے گدھے وغیرہ بھی ہوں گے اور خدا کا آؤ نئی سے طیت کھانا یا

اچھی بات ہے۔ کیا آؤ نئی چاہتا بھی ہے؟ اگر ایسی باتیں ہیں تو تو اہلی کی سی گھبراہٹ

خدا کے کھم میں بھی ہے۔

کیسی بچنے کی باتیں ہیں۔

(۹۱) مدقق :

”تو آٹھائے حقیقت نہ خطا سہناست۔“

سوامی جی! آیت کے معنی یہ ہیں کہ خدا نے زمین اور آسمان کو حکم دیا۔ رہا یہ کہ کس طرح دیا۔ جس طرح اور احکام خداوندی ان کے متعلق دیئے جاتے ہیں۔ اوپر سے پانی برسنا نیچے سے انگوریوں کا پیدا ہونا کیا بلا حکم خداوندی ہوتے ہیں؟ ٹھیک اسی طرح سمجھو اور اگر اپنے مذاق پر سمجھنا چاہو تو سنو!

”پچھلے اہم کے کئے ہوئے پاپ اور پین کے مطابق سزا دیا جاتا ہے والا جو پچھلے جسم کو چھوڑ کر ہوا۔ پانی، مٹا کھانا وغیرہ وغیرہ اشیاء میں داخل ہو کر اپنے پاپ اور پین کے مطابق کسی جہنم میں پڑتا ہے۔“ (بھو، بھوانی، بھوویہ)

پس جس طرح ہوا وغیرہ میں جیو گھس جاتا ہے۔ اسی طرح زمین میں گھس جاتا ہو گا مگر کسی منش (آدمی) کا بلکہ اسی زمین کا۔

آپ نے قرآن عظیم پڑھا جبکہ قرآن سب دنیا کی چیزوں کو خدا کی ملک قرار دیتا ہے سنو!

لَهُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ وَمَا يَنْتَهِیْهَا وَمَا تُحِیْ
الْقَرٰی

”جو کچھ آسمانوں اور زمینوں اور ان دونوں کے درمیان

میں اور جو کچھ مٹی سے بیچے ہوئے سب اللہ ہی کا ہے۔“

تو آدمی کو اللہ کی اونٹنی بن کر آپ کیوں تعجب کرتے ہیں سنے! میں آپ کو ایک اور تعجب کی بات سناؤں۔ جس پر تعجب کریں تو واقعی بھابھو گا۔ کہ آپ بھی اللہ ہی کے ہیں بلکہ آپ کی بیوی بھی ہوتی تو وہ بھی اللہ کی ہوتی۔ پس جس طرح اور چیزیں اللہ کی ہیں۔ اسی طرح وہ اونٹنی بھی اللہ کی تھی۔ پس یہ امر کہ اس بات کا اظہار کیوں کیا تو اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ حضرت صالح (علیہ السلام) کی پیغمبری کے واسطے خدا نے پیدا کی تھی۔ اس لئے باری اللہ کلامی۔

”اور بیٹھ رہنے والے بچ اس کے جب تک رہیں

(۹۲) ترجمہ :

آسمان اور زمین اور جو لوگ کہ نیک بنتے گئے گئے

ہیں۔ پس سچ بہشت کے ہیں۔ ہمیشہ رہنے والے سچ اس کے جب تک رہیں آسمان اور زمین۔" (سورہ ہود: آیت ۱۰۶-۱۰۷)

(۹۲) محقق : جب دوزخ اور بہشت میں قیامت کے بعد سب لوگ جائیں گے تو پھر آسمان اور زمین کس لئے قائم رہیں گے؟ اور جب دوزخ اور بہشت کے قیام کی ميعاد آسمان اور زمین کے قیام تک ہوئی تو بہشت یا دوزخ میں ہمیشہ تک رہیں گے یہ بات بھولی ہو گئی۔ ایسی باتیں جاہلوں کی ہوتی ہیں خدا اور عالموں کی نہیں۔

(۹۲) مدقق : سو امی جی ہم سے پوچھ لیتے کہ جنت اور دوزخ کہاں ہونگے تو ہم ان کو بتا دیتے کہ زمین رہے۔ سنو! قرآن خود بتاتا ہے۔
www.only1or3.com
www.onlyoneorthree.com

الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ اَوْثَقْنَا الْاَرْضَ نَقْبُوْا مِنَ الْجَنَّةِ حِيْثُ نَشَاءُ

ترجمہ : " (جنتی کہیں گے) سب تعریفیں خدا ہی کو ہیں جس نے ہم کو اس زمین کا مالک بنایا کہ جنت میں ہم جہاں چاہیں رہیں۔"
سو امی جی! یہی زمین ہی آسمان تھوڑی سی تبدیلی سے موجود ہونگے۔ سنو!
يَوْمَ تُبَدَّلُ الْاَرْضُ غَيْرَ الْاَرْضِ وَالسَّمٰوٰتُ وَبُرُزُوْا لِلّٰهِ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ

ترجمہ : "جس دن (یعنی بروز قیامت) زمین اور آسمان میں تبدیلی کی جائے گی اور سب لوگ خدا کیلئے طاقتور کے سامنے نکلیں گے۔"
"ہمیشہ تک" تب غلط ہو جب آپ کسی آیت سے آسمان و زمین کا فنا بعد حشر ہو جانے کے (ہونا ثابت کریں۔ ورنہ یہ بچوں کی سی باتیں بھوڑ دیں۔ جس طرح جنتی جنت میں پہنچے رہیں گے اسی طرح آسمان و زمین بھی پہنچے رہیں گے۔

(۹۳) ترجمہ : "جب یوسف نے اپنے باپ سے کہا کہ اے باپ میرے میں نے ایک خواب میں دیکھا۔" (سورہ

یوسف: آیت ۴)

(۹۳) **محقق** : اس سورت میں باپ بیٹے کے درمیان مکالمہ کی صورت میں قصہ و کہانی درج ہے۔ اس لئے قرآن خدا کا بتایا ہوا نہیں ہے کسی شخص نے آدمیوں کی تواریخ لکھ دی ہے۔

(۹۳) **مدقق** : ”یہ منہ اور مسور کی دال بیت سے آریہ سماج کو بھی خیال رہا ہے کہ الہامی کتاب میں کسی زمانہ ماضی کا ذکر نہ ہونا چاہئے۔ مگر افسوس کہ اس کتاب میں ہم نے کئی ایک مواقع پر وید کے متروکوں سے ثابت کیا ہے کہ وید میں بھی اوصاف سے قصے یا قصوں کی طرف اشارے ہیں۔ ہمارا رسالہ حدوٹ وید دیکھو۔“

(۹۳) **ترجمہ** : ”اللہ ہے وہ شخص کہ جس نے بلند کیا آسمانوں کو بھیر ستونوں کے۔ دیکھتے ہو تم اس کو پھر قرار پکڑا اور عرش کی اور مسخر کیا سورج اور چاند کو اور وہی ہے جس نے بچھایا زمین کو۔ اتارا ہے اس نے آسمان سے پانی۔ پس بے تالے ساتھ اندازے اپنے کے۔ اللہ کشادہ کرتا ہے رزق کو واسطے جس کے چاہے اور نیک کرتا۔“ (سورہ رعد: آیت ۴، ۵، ۶، ۷)

(۹۳) **محقق** : مسلمانوں کا خدا اعلم طبعی کچھ بھی نہیں جانتا۔ اگر جانتا ہو تو آسمان کو جس میں کہ وزن نہیں ہے۔ ستون لگانے کا ذکر نہ لکھتا۔ اگر خدا کسی خاص مقام یعنی عرش پر رہتا ہے تو وہ قادر مطلق اور محیط کل نہیں ہو سکتا اور اگر خدا بادلوں کا علم جانتا تو آسمان سے پانی اتار اس کے ساتھ یہ کیوں نہ لکھتا کہ زمین سے پانی اس پر چڑھایا۔ اس سے تحقیق ہو کہ قرآن کا مصنف بادلوں کے علم کو بھی نہیں جانتا تھا اور اگر نیک و بد اعمال کے بغیر رنج و راحت کو دیتا ہے تو وہ طرفدار غیر منصف اور جاہل مطلق ہے۔

(۹۳) **مدقق** : بڑا ہی پاپی ہے وہ آدمی جو شعلہ کلام کے معنی کرے (دبچا پد ستیارتھ پر کاش صفحہ ۷)

عرش کا منسلک اب نمبر ۷ میں ملے گا۔ آسمان کے وجود کا جواب نمبر ۸۸ میں مرقوم ہے۔ البتہ آسمان سے بارش اتارنے کا مضمون سوامی جی کو سمجھانا باقی ہے۔

اگر بھوکا صبح ۵۲ پر عمل کرتے تو آج ہمیں یہ وقت اور ان کو یہ ذلت نہ ہوتی۔

پس سنو! عربی میں آسمان کے معنی بلندی اور اوپر کی چیز کے آتے ہیں اس لئے کبھی تو یہ نیلگوں سقف مراد ہوتی ہے اور کبھی بادل یا جو کچھ ہو سکے کیونکہ۔

”یہ عمل و موقع کے مناسب آگے اور پیچھے کے تعلق و ربط کو دیکھ کر معنی کرنے چاہئیں۔“ (بھوکا صبح ۵۲)

قرآن شریف بارش کے نزول کی کیفیت خود بتاتا ہے۔ سنو!

أَلَمْ تَرَ أَنَّ اللَّهَ يُنْزِلُ سَحَابًا ثُمَّ يُؤَلِّفُ بَيْنَهُ ثُمَّ يَجْعَلُهُ
رُكَّامًا فَتُزَيُّ الْمَوْذِقُ يَخْرُجُ مِنْ خِلَالِهِ وَ يَنْزِلُ مِنَ السَّمَاءِ
مِنْ جِبَالٍ فَيُتْبِحُ مِنْ تَرْدٍ فَيَنْصِبُ بِهِ مَنْ يَشَاءُ وَ يَنْصُرِفُهُ عَشْنَ
يُشَاءَ
www.onlyfor3.com
www.onlyoneorthree.com

”کیا تو (دیکھنے والے) نہیں دیکھتا کہ اللہ بادلوں کو چلاتا ہے پھر ان کو جوڑتا ہے پھر ایک بن لگاتا ہے پھر تو بارش کو اس میں سے نکلتی دیکھتا ہے اور اوپر سے بڑے بڑے گھمے اُتارتا ہے ان میں نہایت ٹھنڈک ہوتی ہے۔ پھر جس پر چاہتا ہے پھینکتا ہے اور جس سے چاہتا ہے پھیر لیتا ہے۔“

ان آیتوں کا صرف ترجمہ سننے ہی سے سمجھ میں آسکتا ہے کہ قرآن نے جو کچھ بیان کیا ہے وہ صحیح ہے اور آسمان سے مراد اونچی چیز یعنی بادل ہیں۔ نیک و بد اعمال کا جواب کئی نمبروں میں آچکا ہے۔ جب تک آریہ سماج اور سماج کے بالی سماج کو غایت نہ کر لیں اور ہمارے اعتراضات اس پر سے نہ اٹھائیں، اس مسئلہ کو بے بنیاد بنانے کے مجاز نہیں۔ (دیکھو بحث سماج والہا کی کتاب مصنفہ خاکسار)

(۹۵) **ترجمہ :** ”کہ تحقیق اللہ گمراہ کرتا ہے جس کو چاہتا ہے اور راہ دکھاتا ہے طرف اپنی اس شخص کو کہ رجوع کرتا

ہے۔“ (سورہ بقرہ، آیت ۲۳)

(۹۵) **محقق :** جب خدا گمراہ کرتا ہے تو خدا اور شیطان میں کیا فرق ہو؟ جبکہ شیطان دوسروں کو گمراہ کرنے سے ہر اکملتا

ہے تو خدا بھی ویسا ہی کام کرنے سے بڑا شیطان کیوں نہیں ۱۹ اور بھگانے کے گناہ کے عوض اس کو دوزخیوں میں ملنا چاہئے۔

(۹۵) **مدقق** : نمبر ۱۱ میں مفصل جواب آپکا ہے۔

(۹۶) **ترجمہ** : ”اسی طرح اتارا ہے ہم نے اس قرآن کو عربی اور

انگریزی کر کے تاکہ خواہشوں ان کی پیچھے اس چیز کے کہ آئے تھے سے پاس علم سے۔ پس سوائے اس کے نہیں کہ اوپر تھے سے پیغام پہنچا دیا ہے اور اوپر ہمارے حساب لینا۔“ (سورہ مدہ آیت ۳۳-۳۵)

(۹۶) **محقق** : قرآن کس طرف سے اتارا؟ کیا خدا اوپر رہتا ہے؟

انگریزی بات راست ہے تو وہ محدود امکان ہونے سے خدا ہی نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ خدا محیط کل ہے پیغام پہنچانا ہر کارہ کا کام ہے اور ہر کارہ کی ضرورت اس کو ہوتی ہے جو مثل انسان محدود امکان ہو اور حساب لینا دینا بھی انسان کا کام ہے۔ خدا کا نہیں۔ کیونکہ وہ ہمدان ہے۔ یہ تحقیق ہوتا ہے کہ قرآن کسی محدود العقل آدمی کا بنا یا ہوا ہے۔

(۹۶) **مدقق** : قرآن اس طرف سے اترا ہے۔ جس طرف سے وید اترا

ہے۔

سماجیو! سنو! سوای ہی کیا کہتے ہیں۔
”جس طرح کہ انہوں نے منکرات میں ویدوں کو نازل کیا ہے ایسے ہی قرآن کو نازل کرتا۔“ (صفحہ ۶۷ ستیارتھ پرگاش)

خدا کے محیط کل ہونے کا ذکر نمبر ۱۱ میں آپکا ہے۔ ہاں یہ خوب کہی کہ
”پیغمبر ہر کارہ ہے اور ہر کارہ کی ضرورت اس کو ہوتی ہے جو محدود امکان ہو۔“

یہ تو جی ہے کہ پیغمبر ہر کارہ (عظم رساں) ہوتے ہیں مگر کس کے؟ سرب شکستی مان تراکار، جگدیشور، دھندلا شریک کے لیکن دوسرا فقرہ غلط ہے ورنہ انکی دایہ وغیرہ ملھان وید کی کیا ضرورت ورنہ ثابت ہو گا کہ پریشور محدود امکان ہے۔

ساجیو! تم ہی جلد ٹھیک ہے؟ حساب لینے سے مراد جزا و سزا کا دینا ہے۔ جس کی وجہ سے پریشور بہت سے بدکاروں کو مختلف قسم کی بنوئوں میں بھیجتا ہے کیونکہ وہ سندھیا (عبادت) نہیں کرتے۔ یہی خدائی حساب ہے۔

(۹۷) **ترجمہ:** ”اور کیا سورج اور چاند کو ہمیشہ پھرنے والے۔ تحقیق انسان البتہ ظلم کرنے والا ہے اور کفر کرنے والا۔“ (سورہ ابراہیم: آیت ۲۶-۲۷)

(۹۷) **محقق:** کیا چاند اور سورج ہمیشہ گھومتے ہیں اور زمین نہیں گھومتی؟ اگر زمین نہ گھومے تو دن رات کئی برسوں کا ہو۔ اگر انسان سچ گچ ظلم اور کفر ہی کرنے والا ہے تو قرآن کے ذریعہ ہدایت دینا فضول ہے کیونکہ جن کی فطرت گناہ کرنے کی ہے۔ تو وہ ثواب کرنے کی بھی نہ ہو سکے گی۔ لیکن دنیا میں نیک و بد دونوں قسم کے آدمی موجود ہیں۔ اس لئے ایسی باتیں خدا کی بنائی ہوئی کتاب کی نہیں ہو سکتیں۔

(۹۷) **مدقق:** اللہ رے ایسے حسن پہ یہ بے نیازیاں بندہ نوازا آپ کسی کے خدا نہیں

۷۱ ویں نمبر ۳۲ میں خود ہی سورج کو اپنے محور میں گھومتا ہوا۔ مان آئے ہیں۔ پس اسی طرح چاند بھی گھومتا ہے۔ یہاں زمین کی حرکت اور عدم حرکت کا کچھ ذکر ہی نہیں۔ علاوہ اس کے بلا سے کسی دلیل سے زمین کی حرکت کا ثبوت بھی دیا ہوتا۔

سوامی جی! اگر عربی منطق سے آگاہ ہوتے تو ہمیں بڑی آسانی تھی۔ کہ ہم ان سے اتنا عرض کر دیتے کہ انسان کو جس لفظ میں کافر اور ظالم کہا گیا ہے وہ یہ ہے۔

انّ الانسان لظَلُومٌ کَفَّارٌ ❀

ایسے فقرہ کو اہل منطق قضیہ مہملہ کہتے ہیں کلیہ نہیں جس کے افراد میں یہ معنی ہیں کہ مجمل طریق سے بعض افراد انسانی پر ظلم ہے کہ وہ اپنی خصلت میں ایسے ہوتے ہیں جیسے آپ بھی لکھتے ہیں۔

بھی بن چکے یا ہے انسانی سے پوچھنے والے کو یعنی جو فریب سے چمکتا ہو اس کو جو اب نہ ہیں ان کے سامنے غلطی آدمی ہے جس شے کی طرح خاموش رہے۔ البتہ جو فریب سے خاموشی حق ہو ان کو بن چکے بھی آپ مل کرے۔ (استیارتہ پر کاش صفحہ ۵۰)

پس ایسے لوگوں کے حق میں دیدوں کا اہتمام ہونا ہی فضول ہے۔
سو امی جی! اسی طرح قرآن کی آیت کا مطلب ہے کہ بعض لوگ اپنی بد عملی یا بد صحبتی سے اپنے ضدی اور متعصب ہو رہتے ہیں کہ وہ قابل خطاب نہیں سمجھے جاتے۔ فطرت تو سب کی یکساں ہے۔

(۹۸) ترجمہ : ”پس جب درست کر لوں میں اس کو اور پھونک دوں سچ اس کے روح اپنی سے۔ پس گر چہ واسطے اس کے مجھہ کرتے ہوئے۔ کہا اسے رب میرے بسبب اس کے کہ گمراہ کیا تو نے مجھ کو البتہ زحمت دو لگا میں واسطے ان کے سچ زمین کے اور گمراہ کروں گا۔“ (سورہ بقرہ: آیت ۴۶ تا ۴۸) (تفایت ۳۶)

(۹۸) محقق : اگر خدا نے اپنی روح آدم صاحب میں ڈالی تھی تو وہ بھی خدا ہوا اور اگر وہ خدا نہ تھا تو مجھہ کرنے میں اپنا شریک کیوں کیا؟ جب شیطان کو گمراہ کرنے والا خدا ہے تو وہ شیطان کا بھی شیطان بڑا بھائی اور ستا کیوں نہیں کیونکہ ہم لوگ ہرکانے والے کو شیطان مانتے ہو۔ تو خدا نے شیطان کو ہرکا یا اور مت پر شیطان نے کہا کہ میں گمراہ کروں گا پھر اس کو سزا دیکر قید کیوں نہ کیا اور مار کیوں نہ ڈالا؟

(۹۸) مدقق : ”جی ہاں کہ وہم ز عشق زندہ ہیں قیمت است۔“ سو امی جی۔ کسی چیز کی دوسری چیز کی طرف اضافت کلی قسم پر ہوتی ہے۔ کبھی چیز کی کل کی طرف جیسے میرا منہ اس کی ٹانگ وغیرہ کبھی مملوک کی مالک کی طرف۔ جیسے میری پٹری۔ میرا مکان وغیرہ کبھی مصنوع کی صنایع کی طرف جیسے دھارن کا چاقو وغیرہ۔ کبھی کسی طرح کبھی کسی طرح۔ یہاں یہ کیونکہ آپ نے سمجھ لیا کہ روح کی اضافت اللہ کی طرف جزا اور کل کی قسم سے ہے لہذا ہم آپ کو بتاتے ہیں

کہ یہ اضافت بھی مملوک کی مالک کی طرف ہے۔ پس آیت کے معنی صاف ہیں کہ ”میں جب آدم میں اپنی مخلوق روح ڈالوں۔“ ہاں اس صورت میں یہ سوال ہو گا۔ کہ جب ساری روحیں خدا کی مخلوق ہیں۔ تو پھر اس اضافت سے کیا فائدہ سوا اس اضافت سے فائدہ اس روح کی بزرگی کا بیان کرنا ہے۔ جیسے باپ اپنے فرما نبرد ار لڑ کے کو اپنی طرف نسبت کر کے کہا کرتا ہے یہ میرا بیٹا ہے یہ تقریر خصوصاً اس وقت زیادہ دلچسپ ہوتی ہے۔ جب ہم بھومکا صفحہ ۱۰ کو غلط رکھیں کہ ”جہاں معنی میں غیر امکان ہو۔ وہاں مجاز ہوتا ہے۔“ غیر امکان ہوتے اصلی معنی کا بشرطیکہ اضافت روح کی اضافت الجہزاء الی الکلی کی قسم سے ہوا قرینہ یہ ہے کہ آدم کو خدا تعالیٰ نے ذرہ سی غلطی پر وہ سزا دی کہ شاید باید دباؤ۔ جس کا ذکر قرآن میں موجود ہے۔ پس اگر آدم میں اللہ کی روح ہوتی جس سے آپ کا مطلب یہ ہے کہ آدم خود خدا ہوتا۔ تو سزا کو نبی دیتا۔ خدا کی شان تو یہ ہے۔

لَا يُشْكِلُ عَنَّا يَفْعَلُ وَهُمْ يُشْكِلُونَ

ترجمہ ”خدا سے کوئی سوال نہیں کر سکتا اور وہ سب کو بچھٹے گا۔“

ہاں یہ خوب لگتی!

”اگر وہ خدا نہ تھا تو سجدہ کرنے میں شریک کیوں کیا؟“

سوائی جی ریمان بھی بھومکا صفحہ ۱۱۰ اور صفحہ ۵۲ کو بھول گئے۔ آدم کو سجدہ عبادت نہ

کرایا گیا تھا۔ کیونکہ سجدہ عبادت سوائے خدا کے کسی کے حق میں جائز نہیں سنو!

إِيَّاكَ تَعْبُدُ وَإِيَّاكَ نَسْتَعِينُ

ترجمہ ”اے خدا ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھ ہی سے مدد

چاہتے ہیں۔“

مسلمانوں کا کہنا (جو آج تک خدا کے فضل سے نشان محمدی کی طرح مسلمانوں کے

چہروں پر چمک رہا ہے) عبادت غیر کی جڑات رہا ہے۔ سنو! اور سمجھو!!

لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللَّهِ

ترجمہ ”خدا کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد اس کا رسول ہے۔“

پس سجدہ سے مراد سلام و نیاز ہے جو عموماً ماتحت افسروں سے کیا کرتے ہیں۔ یہ

سجدہ بیعت انہی معنی کی پوچھا ہے، جو آپ نے لکھی ہے۔

”باپ“ سچا اور سدا اور انہی (اور ولیں) ان سب کی پوجن کرنے کی بدعت ہے اسی طرح حقیقی مزاراج نے بھی لکھا ہے کہ استری کی پوجا کرنی چاہئے۔“ (اپنی مجلس نظری صفحہ ۱۲۸)

پس جس طرح یہاں پر آپ نے پوچھا کہ معنی خاطر تواضع کے لئے ہیں، اگر کسی شبہ الفاظ پر مشور کی نسبت آئے تو وہاں عبادت کے لیتے ہیں۔ اسی طرح آیت میں لکھئے کیونکہ۔

ہر ایک مقام کا مطلب موقع و محل مناسب دیکھ کر ترجمہ کرنا چاہئے۔ (بجود کا صفحہ ۵۲) باقی شیطانی باتوں کا جواب نمبر ۹۸ اور نمبر ۹۹ میں ملاحظہ ہو۔

(۹۹) **ترجمہ :** ”اور ایست تحقیق جیسے ہیں ہم نے سچ ہر ایک امت کے تغیر۔ جب ارادہ کرتے ہیں ہم اس کو یہ کہتے ہیں ہم اس کو ہو پس ہو جاتی ہے۔“ (سورہ نمل، آیت ۲۳-۳۸)

(۹۹) **محقق :** اگر سب قوموں کیلئے تغیر جیسے ہیں تو وہ سب لوگ جو کہ تغیر کی راہ پر چلتے ہیں وہ کافر کیوں ہیں؟ کیا سوائے تسارے تغیر کے اور کسی تغیر کی عزت نہیں یہ بالکل طرف داری کی بات ہے اگر سب ملکوں میں تغیر جیسے تو آریہ و رت میں کون سمجھا؟ اس لئے یہ بات ماننے کے لائق نہیں ہے۔ جب خدا ارادہ کرتا ہے اور کہتا ہے؟ کہ اے زمین ہو جا تو وہ بیان کیسے سن سکتی ہے؟ خدا کا محض حکم کیونکر دینا جاسکتا ہے؟ اور مسلمان سوائے خدا کے دوسری چیز نہیں مانتے۔ تو کس نے سنا اور کون ہو گیا؟ یہ سب اعلیٰ کی باتیں ہیں۔ ایسی باتوں کو نہ جان لوگ مان لیتے ہیں۔

(۹۹) **مدقق :** اور قوموں کو کافر کہنے کی یہ وجہ ہے کہ وہ دین محمدی یعنی قرآن سے جو ضمیمہ (مخاطب) ہو کر اور سب نبیوں کی

تعلیم کا لب لباب بنانے والا آیا ہے۔ مگر میں باقی سب لوگوں نے اپنے بزرگوں کی تعلیم کو بگاڑ بگاڑ کر ستیا ناس کر دیا، انکو تو بندہ دوس نے کیا لیا کہ وہ اپنی اہوال آپ کے ا توحید کی تعلیم کو کیسا بت پرستی سے بدلا پھر بھانے تسلیم کرنے کے انا آریوں سے کرنے

مرنے پڑتے بیٹے ہیں بلکہ اگر ان کا بیان سچ ہو تو دیا مندیوں کو بھاگتے ہوئے راہ میں ملتی۔ یہی حال عیسائیوں کا ہے کہ ایک سے تین اور تین سے ایک تو آپ نے بھی سنے ہوئے۔ پس اسی وجہ سے غیر قومیں کافر ہیں اور کافر کے لفظ سے برا ماننے کی کوئی وجہ بھی نہیں اور کچھ نمبر ۲۸ ہندوستان کے نبیوں کا نام قرآن میں نہیں آیا۔ صرف اتنا ہے۔

مِنْهُمْ مَنْ قَضَعَ عَلَيْنَكَ رِجْلَهُمْ مَنْ لَمْ يَفْضُضْ عَلَيْكَ

ترجمہ: "بعض رسول ہم نے تجھے بتلائے ہیں اور بعض نہیں

بتلائے۔"

پس ہم بھی مجھلا جانتے ہیں کہ بحکم

إِنْ مِنْ أَهْلِهَا إِلَّا خَلَا فِيهَا نَذِيرٌ

ترجمہ: "ہر ایک اُمت میں کوئی نہ کوئی خدا کے عذاب سے ڈرانے

والا گزرا ہے۔"

ہندوستانی میں بھی کئی ایک رسول آئے ہیں۔ مگر نام سے ہمیں اطلاع نہیں دیکھو کتب بات امام ربانی مجدد الف ثانی اور مرزا مظہر جانجاناں رحمۃ اللہ علیہم۔

خدا کے کئی نام آئے ہیں کی بحث نمبر ۲ میں مذکور ہے۔ سوائے خدا کے دوسری چیز نہ ماننے کا مفصل جواب اسی نمبر میں ملاحظہ ہو۔

(۱۰۰) ترجمہ: "اور مقرر کرتے ہیں واسطے اللہ کے بیشیاں پاکی ہے۔ اُس کو اور واسطے اُس کے ہے جو کچھ کہ چاہے۔ قسم

ہے اللہ کی تحقیق جیسے ہم نے پیغمبر۔" (سورہ نحل: آیت ۵۲-۵۵)

(۱۰۰) محقق: اللہ بیشیوں سے کیا کریگا؟ بیشیاں تو کسی آدمی کو چاہیں ہیں کیوں نہیں مقرر کئے جاتے؟ اور بیشیاں مقرر کی جاتی ہیں۔

اُس کا کیا باعث ہے؟ بتلائیے! قسم کھاؤ جھوٹوں کا کام ہے نہ کہ خدا کا۔ کیونکہ اکثر دنیا میں ایسا دیکھنے میں آتا ہے کہ جو بھو بھووتا ہے وہی قسم کھاتا ہے۔ راستہ گو کیوں قسم کھاتے۔

(۱۰۰) مدقق: فقرہ نمبر ۸۲ وغیرہ میں نہیں ہم ایک شعر لکھ آئے ہیں۔ اگر ہمیں یہ خوف نہ ہو تا کہ سوامی جی کے بار بار دہانے سے

قسم کے سوا لوگوں کی طرح ہمارا سامنے سے بھٹنے کے قابل شعر بھی بد مزہ ہو جائے گا تو ہم

یہاں بھی اس شعر کو دہراتے۔ لہذا ہم سابقہ نمبروں کا حوالہ دینے ہی پر قناعت کرتے ہیں۔

سوامی جی نے مثل سابق یہاں بھی ترجمہ میں ”ایچھا و بندہ“ سے کام لیا ہے۔ اس فقرہ میں کہ ”واسطے اس کے جو چاہے“ عیناً تصرف کیا ہے۔ اصل لفظ آیت کے یہ ہیں۔

وَلَهُمْ مَا يَشْتَهُونَ

شاہ رفیع الدین صاحب جن کے ترجمہ پر پنڈت جی نے بنیاد قائم کی ہوئی ہے یوں ترجمہ کرتے ہیں۔

واسطے اُن کے ہے جو کچھ کہ چاہیں

کیونکہ لہم میں ضمیر جمع کی ہے۔ جو مشرکوں کی طرف پھرتی ہے۔ مگر سوامی جی کے ترجمہ سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ ضمیر جمع کی اللہ کی طرف پھرتی ہے۔ یہ ہے سوامی جی کی لیاقت اور یہ ہے اُن کی دیانت۔ سچ ہے۔

بنے کیونکر کہ ہے سب کار اَللّٰہ

ہم اُن کے بات الٹی یار اَللّٰہ

سوامی دیواندہ نے جو قرآن مجید سے برتاؤ کیا وہ تو ناظرین دیکھتے آئے

چیلوں کی چالاکی

ہیں۔ اُن کے اثر سے اُن کے چیلوں نے جو کیا اس کا نمونہ بھی قابل دید ہے۔ جب انہوں نے حق پر کاش میں سوامی جی کی ایسی فاش غلطیاں دیکھیں تو ستیا رتھ پر کاش کے اردو طبع اول کے بعد بعض بعض جگہ اُس کی اصلاح بھی کی۔ چنانچہ اس ترجمہ قرآنی کی اصلاح یوں کی۔

مقرر کرتے ہیں واسطے اللہ کے بیٹیاں و بیٹے سے اُس کو اور مقرر کرتے ہیں واسطے اُسے دیکھنا جو کچھ چاہیں۔ (ستیا رتھ اردو طبع چارم صفحہ ۱۵۹۹)
ناظرین! اس تعلیم یافتہ پارٹی کی حالت زار کا اندازہ کیجئے کہ غیر مذہب کی کتاب کو کیسا لگاتے ہیں اور دنیا ساری کو اندھا جانتے ہیں۔ کیا حقیقت میں خود اندھے ہیں۔ سچ ہے۔

ما مریداں روہوئے کعبہ چوں آریم چوں

رویسوئے خانہ خمار دارو پیرما

رہا اعتراض سواس لاہواب دینے کو جی نہیں چاہتا ہے بلکہ ناظرین کی خاطر
بامحاورہ صرف ترجمہ ہی کر دینا کافی ہے۔ پس سنو!

"یہ لوگ یعنی مکہ کے مشرک (فرشتوں کو) خدا کی بنیاں ٹھہراتے ہیں۔ سبحان اللہ خدا
کے لئے بنیاں اور ان کے لئے من مائے بنے۔"

پس ناظرین انصاف کریں کہ اس ترجمہ اور مطلب پر سوامی جی ماراج نام
مسلمانوں سے کیا سوال کرتے ہیں۔ سوامی جی سمجھے کہ مسلمان خدا کے لئے بنیاں تہویز
کرتے ہیں۔ مگر یہ خبر نہیں کہ وہ انہی کے بھائی بند مشرکین عرب تھے۔ جن کو اس حقیر سے
www.only1or3.com
www.onlyoneorthree.com

بہنیں پتھر سمجھ ایسی پہ وہ جیسے تھیں سمجھے

قسم کی بابت ثوب خدا سنی کافی کہ جو بھوناہوتا ہے وہی قسم کھاتا ہے۔ یہ سراسر میں
تو جی صاحب گمراہوں سے اپنی تسلی کیلئے پہلے قسم دلاتے ہیں اور گمراہوں کو حسب ضابطہ
حلف اٹھانی پڑتی ہے۔ جس سے حاکم کو ان کی گواہی پر اعتبار ہوتا ہے۔ مگر سوامی جی کی جی
بھی الگ ہے۔ ہاں یہ صحیح ہے کہ بھونے بھی قسم کھایا کرتے ہیں۔ مگر یہ نہیں کہ قسم کا کھانا
بھونے کی علامت یا دلیل ہے بلکہ بھونے لوگ جھوٹ کو قسم کے لباس میں چھپاتے ہیں۔
کہ قسم کھا کر جھوٹ کا ثبوت دیتے ہیں۔ فافہیم و قدبو

سماجیو! اگر تمہیں اللہ الہ میں شہادت دینے کی ثبوت آئے تو بیچ کے حلف دینے
پر صاف کہہ دینا کہ ہمارے سوامی جی کا بیان ماننا ہے کہ راستہ کو قسم نہیں کھاتے۔ پھر دیکھنا
کہ ستیا رتھ پر کاش کا پتھر بھی کئی روڑ کیلئے تم سے جدا رہتا ہے کہ نہیں۔

سوامی جی! عام محاورات میں قسم ہی معنی دیتی ہے جو "بالتحقیق" دیتا ہے جو
مگر وہ اور دھیانے ۱۲ منتر ۶۸ میں مذکور ہے۔ جس کے متعلق آپ نے بھی بھوم کا صفحہ ۹۹ لکھا
ہے کہ "لفظ بالتحقیق یقین دلانے کے لئے آیا ہے۔" اگر کوئی سوال کرے کہ یقین دلانا تو
بھونوں کا کام ہے اکثر ہم نے دیکھا ہے کہ بھونے آدمی یقین دلایا کرتے ہیں۔ تو کہئے آپ
کیا جو اب دہیں گے؟ بہت جلد وہ اب عنایت ہو کہ ہمارے بھی کام آئے۔

(۱۰۱) **ترجمہ :** ”یہ لوگ وہ ہیں کہ مگر کبھی اللہ نے اُد پر دلوں اُن کے کے اور کانوں اُن کے کے اور آنکھوں اُن کی کے اور یہ لوگ وہی ہیں بے خبر اور پُر رادیا جائے گا ہر روح کو جو کچھ کہ کیا ہے اور وہ نہ فہم کئے جائیں گے۔“ (سورہ نمل: آیت ۱۰۲-۱۰۶)

(۱۰۱) **محقق :** جب خدا ہی نے مگر گادی تو وہ عیارے بلا تصور ہی مارے گئے۔ کیونکہ اُن کو محتاج یا ظمیر کر دیا یہ کتاب بڑا تصور ہے اور پھر کہتے ہیں کہ جس نے جتنا کیا ہے اُن کا ہی اُس کو دیا جائے گا کم و بیش نہیں۔ جب اُنہوں نے خود مختاری سے گناہ کئے ہی نہیں بلکہ خدا کے کرانے سے کئے تو ان کا کیا تصور ہے؟ ان کو شمر نہ ملنا چاہئے اس کا شمر تو خدا کو ملنا چاہئے اور اگر شمر اعمال پورا دیا جاتا ہے تو بخشش کس بات کی کی جاتی ہے اور اگر بخشش کی جاتی ہے تو انصاف کہاں رہ سکتا ہے ایسی اندھا دھند کارروائی خدا کی کبھی ہو سکتی ہے البتہ بے عقل چھو کروں کی ہو ا کرتی ہے۔

(۱۰۱) **مدقق :** نمبر ۶ نمبر ۲۲ نمبر ۶۵ میں مفصل جواب ہو چکا ہے۔ علاوہ اس کے یہاں پر اسی آیت سے پہلے اس کا جواب خود موجود ہے۔ سنو!

ذَٰلِكَ بِأَنَّهُمْ اسْتَحْبَوْا الدُّنْيَا عَلَى الْآخِرَةِ وَأَنَّ اللَّهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْكَافِرِينَ أُولَٰئِكَ الَّذِينَ ظَلَمَ اللَّهُ عَلَىٰ قُلُوبِهِمْ وَبَسَّطَهُمْ وَأَبْصَرَهُمْ وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْفَاسِقُونَ

ترجمہ : ”انہوں نے دین پر دنیا کو ترجیح دی ہے اور اس لئے کہ خدا کافروں کو توفیقِ خیر نہیں دیتا یہی ہیں جن کے دلوں اور کانوں اور آنکھوں پر خدا نے مہر کی ہوئی ہے اور یہی لوگ فاسق ہیں۔“

کئے سو امی جی! مضمون صاف ہے یا نہیں؟ ستیارتھ پر کاش صفحہ ۵۳۱ عہد ۱۲ نمبر ۲۸ میں پورچوں کی گمراہی کا مضمون دیکھ کر جواب دیتا۔ مفصل نمبر ۶ میں ملاحظہ کر کے تصدیق کریں کہ۔

”تاپاک باطن والے جاہلوں کو واقعی علم نہیں ہے۔“ (بحرِ کاش صفحہ ۵۲)

(۱۰۲) **ترجمہ :** ”اور کیا ہم نے دوزخ کو واسطے کافروں کے قید خانہ اور ہر آدمی کو لگا دیا ہم نے اُس کو عمل نامہ اُس کا کج گردن اُس کی کے اور نکالیں گے ہم واسطے اُس کے دن قیامت کے ایک کتاب کہ دیکھے گا اُس کو کھلی ہوئی اور بہت ہلاک کئے ہم نے قروں سے پیچھے نوح کے۔“ (سورہ بنی اسرائیل: آیت ۷۳ تا ۷۴)

(۱۰۳) **محقق :** اگر کافروں ہی ہیں کہ جو قرآن مجید اور قرآن کے کے ہوئے خدا۔ ساتویں آسمان اور نماز وغیرہ کو نہیں مانتے اور انہیں کے واسطے دوزخ ہے۔ تو یہ بات محض طرف داری کی ہے۔ کیا قرآن ہی کے ماننے والے سب اچھے اور باقی سب برے بھی ہو سکتے ہیں۔ یہ تو لڑکپن کی بات ہے کہ ہر ایک کی گردن میں عمل نامہ ہو ہم تو کسی ایک کی گردن میں نہیں دیکھتے۔ اگر اس سے مراد اعمال کا بدلہ دینا ہے تو پھر انسانوں کے دنوں آنکھوں وغیرہ پر مر لگاتا اور گناہوں کا معاف کرنا کیا کھیل کی باتیں ہیں؟ قیامت کی رات کو خدا کتاب نکالے گا۔ تو اب وہ کتاب کہاں ہے؟ کیا دکانداروں کے روزنامے کی مانند خدا لکھتا رہتا ہے؟ یہاں پر غور کرنا چاہئے کہ اگر پہلا جہنم ہی نہیں ہے تو روحوں کے اعمال کہاں سے آتے اور اعمال نامہ کہاں سے بن سکے گا؟ اور اگر بغیر اعمال کے لکھا گیا تو خدا نے ان پر ظلم کیا۔ نیک و بد اعمال کے بغیر ان کو رنج و راحت کیوں دیا؟ اگر کہو کہ خدا کی مرضی تو بھی ان سے ظلم کیا ہے انصافی اسی کو کہتے ہیں کہ بلا لحاظ نیک و بد اعمال کے دکھ سکھ کا کم و بیش دینا اور کیا اس وقت خدا اسی کتاب پر حے گایا کوئی سررشتہ دار سنا دے گا۔ اگر خدا ہی نے مدت کی پڑی ہوئی روحوں کو بلا قصور ہلاک کر دیا تو وہ ظالم ہو گیا۔ جو ظالم ہے وہ خدا ہی نہیں ہو سکتا۔

(۱۰۴) **مدقق :**

اللہ رے ایسے حسن پہ یہ بے نیازیاں

بندہ نواز آپ کسی کے خدا نہیں

کیا کریں ایک جگہ نہیں دسیوں جگہ ایک ہی سوال کو پیش کیا جاتا ہے۔

بلا قصور گناہ کا لکھنا تو ظلم ہے قرآن کی تعلیم سے معلوم ہوتا ہے کہ ظلم خدا کی عادت نہیں۔ البتہ وہ ک تعلیم کا مشاء ہے کہ ایمان نہ ہو کہ سب بندے نیک چلیں ہو جائیں ورنہ پریشور کو پھر دقت کا سامنا ہو گا (دیکھو الہامی کتاب صفحہ ۱۲۱۵)

(۱۰۳) ترجمہ : "اور وہی ہم نے ثمود کو آؤ نضی دلیل اور ہکا جس کو ہکا سکے۔ جس دن بلائیں گے ہم سب کو ساتھ پیشواؤں اُن کے کے پس ہو کوئی دیا گیا عمل نامہ سچ داہنے ہاتھ اپنے کے۔" (سورہ نبی اسرائیل: آیت ۵۷-۶۳-۶۸)

(۱۰۳) محقق : واہ جی واہ! جتنے حیرت انگیز نشان ہیں۔ اُن میں سے ایک آؤ نضی بھی خدا کے ہونے میں دلیل کا کام دیتی ہے۔ اگر خدا نے شیطان کو ہکانے کا حکم دیا ہے تو خدا ہی شیطان کا سردار اور سب کو گناہ کرانے والا ہوا۔ ایسے کو خدا اکتا صرف کم سمجھ آدمیوں کی باتیں ہیں اور اگر قیامت کے دن انصاف کیلئے پیغمبر اور اُس کے متفقہوں کو خدا بلائے گا تو جب تک قیامت نہ ہوگی۔ تب تک کیا دورہ سپرد رہیں گے تو یہ کہ اُن کو دورہ سپرد کر کے تکلیف نہ پہنچائی جائے۔ بلکہ فوراً اُن کا انصاف کیا جائے اور یہی منصف کا اعلیٰ فرض ہے۔ یہ تو پوپان بانی کا انصاف ہو گیا۔ مثلاً کوئی عادل کسے کہ جب تک پچاس برس کے چور اور ساہوکار اسٹلے نہ ہو گئے تب تک اُن کو جزا یا سزا نہ دی جائے گی۔ یہ کس قسم کا انصاف ہے کہ ایک شخص تو پچاس برس تک دورہ سپرد رہے اور دوسرے کا آج ہی فیصلہ ہو جائے۔ ایسا انصاف کا طریق نہیں ہو سکتا۔ انصاف کیلئے تو وہ اور منور سرتی دیکھو جس میں لکھا ہے کہ لمحہ بھر بھی توقف نہیں ہوتا اور جیو اپنے اپنے اعمال کے مطابق سزایا جزا ہمیشہ پاتے رہتے ہیں اور پیغمبروں کو گواہی میں رکھنے سے خدا کی حمد والی میں فرق آجائے گا۔ بھلا ایسی کتاب خدا کی بتائی ہوئی اور ایسی کتاب کا ہر آیت کرنے والا خدا کبھی ہو سکتا ہے؟ ہرگز نہیں۔

(۱۰۳) مدقق : اوہو! اوہو!! سو ای جی آؤ نضی کو کیا تم نشانی سمجھتے ہیں۔ نئے! قرآن تلا تا ہے۔

وَالَّذِي الْإِبِلَ تَخْلُفُ

ترجمہ "شرک اور بت کی طرف نہیں دیکھتے کہ کیسے بنایا گیا ہے۔"

مفصل بحث اور تنقید کی نبراہ میں ملاحظہ ہو۔ سوامی جی کو انوس اتنی خبر بھی نہیں کہ سینڈ امر کا کلی معنوں کیلئے آتا ہے۔ کسی کام کرانے کیلئے جو منظم کے مسب خشا ہو اور کبھی جھڑک اور پابندی کیلئے جیسے افسر اعلیٰ مانت کو کہیں "ہمارے سامنے سے چلے جاؤ۔" اسی طرح اور بھی کئی ایک معنی میں امر کا سینڈ آتا ہے۔ چنڈت جی نے ان دونوں معنی میں تمیز نہیں کی۔ اور یہ نہیں سمجھا کہ یہاں پر امر کن معنی سے ہے شیطان کو خدا کا حکم دینا ان معنی سے ہے جن سے افسر اعلیٰ در صورت فطری کما کرتا ہے کہ "جاؤ جھک مارو میرے سامنے سے ہٹ جاؤ۔" اس کلام کے یہ معنی سمجھے کہ افسر جھک مارنے کا حکم دیتا ہے۔ سوامی جی جیسے علم داروں کا کام نہیں بنے! قرآن خود ملاحظہ کیجئے۔

إِنَّ اللَّهَ يَأْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْإِحْسَانِ وَإِيتَاءِ ذِي الْقُرْبَىٰ وَيَنْهَىٰ عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنْكَرِ وَالْبَغْيِ

ترجمہ "کچھ شک نہیں کہ خدا انصاف اور احسان اور قرابت داروں کو دینے کا حکم کرتا ہے اور بے حیائی اور ناجائز حرکات اور ظلم اور زیادتی سے منع کرتا ہے۔"

خاص شیطان کے حق میں یہ حکم موجود ہے۔

لَا خُلَاقَ جَهَنَّمَ مِنْكَ وَمِمَّنْ تَبْعَكَ مِنْهُمْ اجْنَبِينَ

ترجمہ "اے شیطان تجھے اور تیری پیالی پر چلنے والوں کو جہنم میں ڈالوں گا۔"

اسی آیت سے آگے جس کو چنڈت جی نے نقل کیا ہے۔ صاف مذکور ہے۔ سنو!

وَعَذَابُهُمْ وَمَا يَعَذُّهُمْ الشَّيْطَانُ إِلَّا خُرُوسًا

ترجمہ "اے شیطان بیشک تو لوگوں کو وعدہ سنا۔ بیشک شیطان کے وعدے سراسر دھوکا و فریب کے ہیں۔"

سوامی جی کا پرمان بالکل سچ ہے۔

"آگے جیسے موقع و محل مناسب کو نہ دیکھ کر معنی کرنے والے ناپاک باطن والے

سچا ہوں کہ واقعی علم نہیں ہوتا۔" (بحوالہ صفحہ ۱۵۲)

قیامت کا مضمون نمبر ۵۵ اور غیرہ میں مفصل مرقوم ہے۔ ہاں یہ خوب کہی کہ انصاف کیلئے لمحہ بھر تو قف نہیں ہوتا۔ "سو امی جی! اس جون میں اگر کسی مجرم ڈاکو کی عمر تین چار سو برس کی ہو جائے۔ یا اتنی نہ کسی سو سال کی عمر کے تو اب بھی مودود ہیں تو ان کے برے عملوں کی جزا سزا دے دوسرے جہنم میں ملے گی۔ پھر آپ کیوں کہتے ہیں کہ لمحہ بھر تو قف نہیں ہوتا یہ عجیب بات ہے کہ آٹھ کسی کی تو آٹھ پھوڑی اور سزا سو سال بعد وہ بھی ایسے حال اور ہوش میں کہ مجرم کو خبر بھی نہیں کہ یہ سزا کس جرم کی پاداش میں ہے۔ حالانکہ خود ہی لکھتے ہیں۔

۱۱۰۱۔ "یہ سے دہا یہ ہے کہ لوگ بازار چھ سے باز آنے کے ڈکھ نہ پائیں۔" (ستارہ صفحہ ۱۲۳۳)

لیکن جب مجرم کو علم ہی نہیں تو آئندہ کو ایسے جرم سے کیونکر بچ سکتا ہے۔ مفصل رسالہ بحث تنازع مستط فقیہ میں دیکھو)

غیروں کی شہادت بھی مجرموں کو قائل کرنے کے لئے ہو گی نہ کہ خدا کو علم بتانے کے لئے کیونکہ خدا تو عالم الغیب والشہادت ہے۔ سوا!

عَالَمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ الْكَثِيرُ انْشِعَالُ سَوَاقِ قَتْلِكُمْ عَنْ
أَسْرِ الْقُلُوبِ وَفِي جِهَتِهِ وَمِنْ هُوَ مُنْخَفٍ بِاللَّيْلِ وَنَارِ

بِالنَّهَارِ

ترجمہ "خدا الغیب اور شہادت کو جانتا ہے۔ بڑی بزرگی والا ہے بلند مرتبہ پر ابر ہے کوئی تم میں سے اونچے بولے یا چپکے۔ اور جو رات کو چھپا ہوا اور دن میں چل رہا ہو۔ اسے سب معلوم ہے۔"

پس جہاں معنی میں غیر امکان ہو وہاں استعارہ یا مجاز ہو گا۔ (بحوالہ صفحہ ۱۱۰)

۱۱۰۳) ترجمہ: "یہ لوگ واسطے ان کے ہیں باوجود رہنے کے۔ جتنی ہیں نیچے ان کے عمریں۔ گناہوں کے پاد کے جج

ان کے کلن سونے کے سے اور پشاک پنہیں گے کپڑے۔ سزا دہی کے سے اور رہائے تکیہ کے ہوئے جج اس کے اوپر کتوں کے اچھا ہے تو اب اور اچھی ہے بہشت کا کھانا

اٹھائے ہیں۔" (سورہ کف: آیت ۱۳۰)

(۱۰۴) **محقق** : واہ جی واہ کیا قرآن کی بہشت ہے۔ جس میں بارگ
ذبح رہیں گے، گدے، گھٹنے آرام کے واسطے ہیں۔

کوئی عقلمند یہاں پر غور کرے تو معلوم ہو گا کہ یہاں سے وہاں یعنی مسلمانوں کے بہشت
میں زیادتی کچھ بھی نہیں ہے۔ سوائے بے انصافی کے اور وہ یہ ہے کہ اعمال تو ان کے
محدود ہیں اور ثمرہ ان کا لامحدود، اگر انصافی روز دکھایا جائے تو تھوڑے دن میں نہ ہر کی
مانند معلوم ہونے لگتا ہے۔ جب وہ بیٹ سکھ بھوگیں گے تو ان کے لئے سکھ ہی شکل دکھ
ہو جائے گا۔ اس لئے ممالک تک ملتی (نجات) سکھ بھوگ کر دو بارہ جہنم پانا ہی سچا مسئلہ
ہے۔

(۱۰۴) **مدقق** : بیشک یہی مسلمانوں کی بہشت ہے اور یہی انشاء اللہ
تعالیٰ ان کو ملے گی اور اسی سے کافر محروم کئے جائیں
گے (مفصل نمبر ۵ اوغیرہ میں ملاحظہ ہو۔)

ہاں یہ خوب کہی کہ بیٹ سکھ بھوگیں گے تو ان کے لئے سکھ بھی یہ شکل دکھ ہو
جائے گا۔

سنا چو! تمام عمر آرام نہ کیا کرو۔ بلکہ کبھی کبھی بے آرامی اور بے چینی میں بھی
قصداً پڑا کرو بلکہ بڑے گھر کی سیر بھی کیا کرو۔ ورنہ گرد کی ٹھڈیپ تم کو لازم آئے گی جو ہمیں
بھی کسی طرح منظور نہیں۔

(۱۰۵) **ترجمہ** : "اور یہ استیاں کہ ہلاک کیا ہم نے ان کو جب ظلم کیا
انہوں نے اور کیا ہم نے واسطے ہلاک ان کے کے
وعدہ گا۔" (سورہ کف: آیت ۵۷)

(۱۰۵) **محقق** : بھلا کیا تمام بہشتی کے رہنے والے گولگرا ہو سکتے ہیں؟
اور پیچھے وعدہ مرنے سے معلوم ہوا کہ خدا ہمدان
نہیں ہے۔ کیونکہ سب ان کا ظلم دیکھا، وعدہ کیا۔ کیا پہلے نہیں جانتا تھا۔ ان باتوں سے
بے رحم بنی ثابت ہوا

(۱۰۵) **مدقق** : ”خُن شَاس نہ دلیرا خطا انجاست“ سوامی جی!

آپ کی تشریف آوری سے پہلے تمام ہندویت پرست تھے یا نہیں۔ یا غازی محمود غزنوی کی فوج اور سارا ملک ڈشت تھے یا نہیں؟ پھر ایسا سوال کرنا کہ تمام بستی کے رہنے والے گنہگار ہو سکتے ہیں؟ کیسا دعویٰ ہے۔ علاوہ اس کے جو لوگ ان بستیوں میں ٹیکہ ہوتے تھے ان کو بچایا جاتا تھا۔ سو رہہ وہاں میں انبیاء کے جملہ قصے آپ نے پڑھے ہوتے۔ تو آپ کو معلوم ہوتا کہ جو لوگ نبیوں کے تابع ہوتے ان کو نبیوں کے ساتھ بچایا جاتا تھا۔ مگر چونکہ ان کی تعداد بھی اسی قدر ہوتی تھی۔ جتنی کہ ساجیوں کی ساتن و صری ہندوؤں کے مقابلہ میں بالخصوص آپ کی زندگی میں تھی۔ اس لئے عموماً کل بستی کی ہلاکت ظاہری تھی۔ یہ تو ایک معمولی شکایت ہے کہ آپ نے اس آیت کے معنی نہیں سمجھے اصل لفظ یہ ہیں سنو!

یعنی پہلے پہل لوگوں کو جنہوں نے سرکشی اختیار کی ہم نے تباہ کیا اور ان مکہ کے مشرکوں کی تباہی کا بھی ایک وقت معین ہے۔ پچھلے جملہ کو سوامی جی نے پہلے لوگوں سے متعلق سمجھا اور اگر پہلے لوگوں سے بھی ہو تو یہ کیوں معلوم ہوا کہ پیچھے وعدہ کیا گیا؟ کیا یہ کلام صحیح نہیں کہ ہم نے ان کو تباہ کیا اور ان کی تباہی کا ایک وقت مقرر تھا۔ اس سے تو خدا کی ہمدانی معلوم ہوتی ہے نہ کچھ اور۔ مگر اس کا کیا علاج ہو کہ۔

”بعض بہت دھرمی مذہب کی تاریکی میں عقل کو زائل کر لیتے ہیں۔“ (ریاض تیار تھ صفحہ ۷)

(۱۰۶) **ترجمہ** : ”اور وہ جو لڑکا پس تھے ماں باپ اس کے ایمان والے۔ پس ڈرے ہم یہ کہ گرفتار کرے ان کو

سرکشی اور کفر میں۔ یہاں تک کہ جب پہنچا جگہ وہ بنے سورج کے۔ پس پایا اس کو ڈوبتا تھاچ چشمہ کچھڑ کے۔ کما انہوں نے اسے ذوالقرنین تحقیق یا جوج اور ماجوج فساد کرنے والے ہیں زمین پر۔“ (سورہ کاف: آیت ۷۹-۸۴)

(۱۰۷) **محقق** : ”بھلا یہ خدا کی کتنی نادانی ہے۔ اسے یہ شک ہوا کہ کہیں لوگوں کے ماں باپ مجھ سے باغی نہ کر دیں ہائیں۔ یہ

ہرگز خدا کی بات نہیں اور لاعلمی کی بات دیکھئے کہ اس کتاب کا مصنف سورج کو ایک

جھیل میں رات کے وقت ڈوبتا ہوا سمجھتا ہے اور یہ کہ صبح کو پھر نکل آتا ہے۔ سورج تو زمین سے بہت بڑا ہے وہ کسی ندی یا جھیل یا سمندر میں کس طرح ڈوب سکتا ہے؟ اس سے یہ ظاہر ہوا کہ قرآن کے مصنف کو ذرا فائدہ یا علم ہی نہ تھا۔ اگر آتا تو ایسی خلاف از علم باتیں کیوں لکھ دیتا۔ اس کتاب کے معتقد بھی بے علم ہیں۔ اگر صاحب علم ہوتے تو ایسی بھونی باتوں سے پر کتاب کو کیوں مانتے؟ اور دیکھئے خدا کا انصاف خود ہی تو زمین کا بنانے والا یا شاہ اور عادل ہے اور خود ہی یا جو ج اور مانو ج کو زمین پر فساد کرنے دیتا ہے یہ اس کی خدائی کے شایان نہیں۔ ایسی کتاب کو وحشی لوگ ہی مان سکتے ہیں عالم نہیں مانتے۔

(۱۰۶) **مدقق :** کسی پنڈت جی نے ایک آر یہ سماجی سے کہا۔ بھائی! سندھیا کیا کر۔ سماجی بولا۔ صاحب! آپ نے دعوت کی تھی نمک زائد ڈالا تھا۔ پنڈت جی بولے اس کو میرا کیا تعلق۔ سماجی نے کہا بات سے بات نکل آتی ہے۔

یہی حال ہمارے پنڈت جی سوامی مرشی جی اور کیا نہیں کیا کا ہے۔ بات سے بات نکالتا تو ان کے بائیس ہاتھ کا کھیل ہے۔ مگر افسوس۔

چرا کارے کند عاقل کہ باز آید پشیمانی
سوامی جی! نے یہ کلام خدا کا سمجھا حالانکہ حضرت خطر کا کلام منقول ہے۔ پس آپ کا تار و پود سب نوٹ گیا۔ پس ہمارا انصاف دیکھئے کہ ہم آپ کے کلام پر صاف کرتے ہیں کہ یہ ہرگز خدا کی بات نہیں ہو سکتی۔

سماجیو! ہمارے انصاف کی داد دو اور تم بھی ایسے ہی انصاف کے خوگر ہو۔
سوامی جی! اس فقرہ میں بڑے ناراج (ناراض) معلوم ہوتے ہیں۔ مہاراج کبیر (خیر) تو ہے؟ آتا تو سمجھئے کہ جس مذہب کو کروڑوں آدمی مانتے ہیں۔ اس کو جھوٹا کہنے والا کون ہے؟ (ستیارتھ پر کاش دیکھ کر جواب عنایت ہو) لیجئے صاحب ہم آپ کو راہی (راستی) کر لیتے ہیں۔ کھا (خفا) ہونے کی کوئی بات نہیں۔

جس لفظ کا یہاں پر ترجمہ ”پایا“ کیا گیا ہے وہ قرآن میں وَجَدَ کا لفظ ہے عربی

مگر امری چھوٹی چھوٹی کتابوں میں اس لفظ کو افعالِ قلوب سے لکھا ہے جس کے معنی یہ ہیں کہ اُس (سکندر یا ذوالقرنین) کیونکہ اس مقام پر اسی کا قصد مذکور ہے اس نے جب وہ سمندر کے کنارہ پر پہنچا تو اپنے جی میں سورج کو سمندر کے پانی میں ڈوبتا سمجھا یعنی اُس کے خیال میں یوں سمایا کہ سورج اس پانی میں ڈوبتا ہے۔ چنانچہ سمندر کے کنارہ پر کھڑے ہونے والے آہل بھی ایسا ہی سمجھتے ہیں۔ اس کلام کی تصدیق خدا کی طرف سے کوئی نہیں ہوئی کہ ہاں واقعی سورج سمندر میں ڈوبتا ہے۔

سماجیو! آگے پیچھے کو ہم دیکھتے کلام کے معنی کرنے والے کون ہوتے ہیں (بھومکا ص ۵۲) کو دیکھ کر جواب دینا۔ یا جو جہانِ کفر کے فساد کو نہ روکنے کا جواب نمبر ۱۱ میں آچکا ہے۔ مختصر یہ کہ افعالِ اختیار یہ ہیں خدا جبر نہیں کرتا۔ ہمارے اس جواب پر آپ اپڈیشن منجری صفحہ ۶۰ پر دخل کر چکے ہیں ورنہ اتنا دماغی محمود غزنوی کو آپ ورت سے ایثار ملے کیوں نہ روکا؟

(۱۰۷) ترجمہ : ”اور یاد کر سچ کتاب کے مریم کو۔ جب چاہی لوگوں اپنے سے مکانِ مشرقی میں۔ پس پکرا اُن سے اور ہر پر وہ۔ پس سمجھا ہم نے طرف اُس کے روح اپنی کو پس صورت پکڑی واسطے اُس کے آدمی تدرست کی۔ کہنے لگی تحقیق میں پناہ پکڑتی ہوں ساتھ رحمن کے تجھ سے اگر ہے تو پر بیزار۔ کہنے لگا اِس کے نہیں کہ میں سمجھا ہوا ہوں پر وردگار تیرے کا تاکہ بخش جاؤں تجھ کو لاکا پاکیزہ۔ کہا کیو نکر ہو گا واسطے میرے لڑکا اور نہیں ہاتھ لگایا مجھ کو کسی آدمی نے اور نہیں میں بدکار۔ پس حاملہ ہو گئی ساتھ اُس کے۔ پس چاہی ساتھ اُس کے مکانِ دور میں یعنی جنگل میں۔“ (سورہ مریم، آیت ۱۲ تا ۱۸)

(۱۰۷) محقق : عقلمند غور کریں کہ اگر سب فرشتے خدا کی روح ہیں تو وہ خدا سے الگ وجود نہیں ہو سکتے اور یہ ظلم کہ اُس مریم کنواری کے ہاں لڑکا ہو نا جو کہ کسی سے ہم بستہ ہونا نہیں چاہتی تھی لیکن خدا کے ظلم سے فرشتہ نے اُس کو حاملہ کیا خلاف از انصاف ہے۔ یہاں اور بھی شائستگی کے خلاف بہت سی باتیں لکھی ہیں۔ ان کو تحریر کرنا مناسب نہیں سمجھا۔

(۱۰۷) **مدقق** : فرشتوں یا کسی اور چنے کا روح اللہ ہوتا نمبر ۹۸ میں

مفصل مذکور ہے۔ سو امی جی یہ حکم کہ صدیقہ مریم کی نسبت یہ لکھا مارا کہ کسی سے جماع نہیں کرنا چاہتی تھی ایسا جھوٹ ہونا سادھوؤں کا کام ہے؟ یہ کس لفظ کا ترجمہ ہے؟ کوئی بات خلاف انصاف نہیں بلکہ خدا کی قدرت کا ظہور ہے کہ جس نے انہی وایم وغیرہ کو جو ان جو ان پیدا کیا وہ بے باپ بھی پیدا کر سکتا ہے۔ افسوس اپنے باقی فحش کو آپ دبا گئے ورنہ وہ بھی دیکھ لیتے شاید نمبر ۱۱۰ والا تو نہیں؟ عیسائیو! کہاں ہو؟

(۱۰۸) **ترجمہ** : ”کیا نہیں دیکھا تو نے یہ کہ بھیجا ہم نے شیطانوں کو اوپر کافروں کے بکاتے ہیں ان کو بکاتے

کر۔“ (سورہ مریم: آیت ۷۸)

(۱۰۸) **محقق** : جب خدا ہی شیطانوں کو بکاتے کے لئے بھیجتا ہے تو

بک جانے والوں کا کچھ قصور نہیں ہو سکتا ورنہ ان کو سزا ہو سکتی ہے اور نہ شیطانوں کو کیونکہ یہ خدا کے حکم سے سب کچھ ہوتا ہے۔ اس کا شرع خدا کو ہونا چاہئے۔ اگر سچا عادل ہے تو اس کا شرع یعنی دو زخ آپ ہی بھوگے اور اگر عدل کو ترک کر کے بے انصافی کرتا ہے تو وہ طرفدار ہو گیا اور طرفدار ہی کو گناہ رکھتے ہیں۔

(۱۰۸) **مدقق** : نمبر ۹۵ وغیرہ میں مفصل جواب ہو چکا ہے۔ سو امی جی کو تو نمبر پڑھائے کی عادت ہے۔

(۱۰۹) **ترجمہ** : ”اور تحقیق البتہ میں بخشے والا ہوں واسطے اس شخص کے کہ توبہ کی اور ایمان لایا اور عمل کے اچھے۔ پھر راہ پائی۔“ (سورہ طہ: آیت ۷۶)

(۱۰۹) **محقق** : توبہ سے گناہ بخشے جانے کی بابت جو قرآن میں لکھی ہے وہ سب کو گناہ بنانے والی ہے کیونکہ گناہوں کو اس گناہ کرنے کا نام ملتا ہے اس لئے یہ کتاب اور اس کا مصنف گناہوں کو گناہ

کرتے میں حوصلہ دیتے ہیں۔ پس یہ کتاب کلام اللہ اور اس میں بیان کردہ خدا سچا خدا نہیں ہو سکتا۔

(۱۰۹) **مدقق** : تو یہ کا مضمون نمبر ۲۲ میں مفصل مذکور ہے۔ ملاحظہ ہو۔
سوامی جی کی طرح ایک ہی بات کو بار بار لکھ کر داناؤں کی نظر میں خفیف ہو تاہم نہیں چاہیے۔

(۱۱۰) **ترجمہ** : ”اور کہے ہم نے سچ زمین کے پھاڑ ایسا نہ ہو کہ بلی جائے۔“ (سورہ انبیاء: آیت ۳۱)

(۱۱۰) **محقق** : اگر مصنف قرآن زمین کی گردش و غیرہ کو جانتا تو یہ بات کبھی نہ کہتا کہ پھاڑوں کے رکھنے سے زمین نہیں ہلتی۔ شک ہو کہ اگر پھاڑ نہ رکھتا تو ہل جاتی۔ پھاڑ رکھنے پر بھی زلزلہ کے وقت کیوں ہل جاتی ہے؟
www.only1or3.com
www.onlyoneorthree.com

(۱۱۰) **مدقق** : البتہ یہ فقرہ ساجیوں کی توجہ کے قابل ہے گو ہم پہلے بھی لکھ آئے ہیں۔ بلکہ ہمیشہ لکھیں گے تاہم اس سے قطعاً تو یہ لکھنا بالکل مناسب ہے۔

تو آشنائے حقیقت و خطا! - بنجاست
سوامی جی! آیت کا مطلب ہے کہ زمین جو کہ کثرت پانی کے ہلتی تھی جیسے بے لوبا گے جہاز یا گھڑی کی بیڑی پانی پر بے طرح ہلتی ہے۔ پس خدا نے پھاڑوں کو مثل لوہے کی میٹھوں کے گاڑ دیا تو بے زلزل ہلنے سے نصرت ملی۔ ان معنی پر دلیل قرآن سے سننی چاہو تو سنو!

أَلَمْ نَجْعَلِ الْأَرْضَ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ وَالْجِبَالَ أَوْتَادًا
”ہم (خدا) نے زمین کو رے کیلئے مثل کواہ کے بنایا اور پھاڑوں کو اس کی میٹھیں۔“

پس اگر انگریزی علوم طبعی کے اصول کو مان کر اجن کے ماننے کیلئے ہمیں مذہب کی رو سے کوئی امر مانع نہیں ہے۔ ہے تو طبعی طریق سے ہے کہ دلیل قطعی نہیں رکھتے، بھی ہم گفتگو کریں تو یہ کہہ سکتے ہیں کہ آیت موصوفہ ان کی تائید کرتی ہے۔ کیونکہ بیڑی کی حرکت بغیر لوہے کے جس طرح ڈانوا زلزل ہوتی ہے۔

اگر پہاڑ نہ ہوتے تو اسی طرح زمین کی حرکت ڈالو ڈول ہوتی۔ پہاڑوں کے ہمانے سے ایک فرض یہ بھی ہے کہ زمین کی حرکت باقاعدہ ہو۔ پس جس حرکت کا ثبوت موجودہ علم سے ہوتا ہے اس کا رد اور انکار قرآن نے نہیں کیا ہے اور جس کا رد اور انکار کیا ہے وہ اس علم طبعی سے ثابت نہیں ہوتا۔

ہماری مذکورہ تقریر سے زلزلوں کا جواب بھی آگیا۔ کیونکہ جس حرکت کا انتظام پہاڑوں سے قرآن نے بتلایا ہے وہ ایک غیر معمولی ڈالو ڈول حرکت ہے۔ جیسے پانی پر ہلکی سی چیز کو عموماً ہوا کرتی ہے اور زلزلے اس قسم سے نہیں بلکہ یہ تو کسی خاص وقت میں کسی آتشیں معدن کی حرارت سے کسی خاص موقع کو حرکت ہوتی ہے۔ ان دونوں میں بہت فرق ہے۔ ”مگر ناپاک باطن والے جاہلوں کو علم کہاں۔“ (بحور کا صفحہ ۵۲)

(III) **ترجمہ :** ”اور یہ ایت دہی اس عورت کو کہ محافظت کی اس نے شرم گاہ اپنی کو پس پھونک دیا ہم نے سچ اس کے روح اپنی کو۔“ (سورہ انبیاء: آیت ۸۰)

(III) **محقق :** ایسی فحش باتیں خدا کی کتاب میں خدا کی تو کیا کسی شامت آدمی کی بھی نہیں ہو سکتیں۔ جبکہ انسان ایسی باتوں کا کھانا اچھا نہیں سمجھتے تو خدا کے سامنے کیونکر اچھا ہو سکتا ہے؟ ایسی باتوں سے قرآن بدنام ہو گیا ہے۔ اگر اس میں اچھی باتیں ہوتیں تو اس کی بہت تعریف ہوتی بھی کہ دیدوں کی ہوتی ہے۔

(III) **مدقق :** سو امی جی! فرمائیے؟ کیسی فحش کی باتیں ایک تو بتلائی ہوئی کیا یہ گناہ کا گراں کیا؟ کہتے تو سہی بس اب سمجھے۔ عورت کا ذکر آگیا۔

سو امی جی! کہیں روح پھونک دینے کو تو فحش نہیں کہتے؟ نہیں ایہ کیوں کہتے گئے جب خود ہی ان باتوں کا ذکر کیا کرتے ہیں اور لوگوں کو یا حنین اور مٹا اٹھایا کرتے ہیں

ساجو! سنو!

بعض کے خیال میں ساجو اور سنو کے ہالچوں میں ان سے ٹیکر سولہویں دن تک جو ہم ہسٹری کا وقت ہے اس سے پیشہ کے چاروں ترک کر لیتے ہیں۔ باقی دوبارہ دن رہے۔ ان میں سے کیا ہو جائے اور کچھ عورتیں رات کو بچھو (کریاتی) ان راتوں میں عمل منقطع عمل اچھا ہے۔ بعض کے خیال میں ساجو اور سنو کے دن سے ٹیکر سولہویں رات کے بعد ہم ہسٹری میں کرتی چاہئے اور جب تک کہ دوبارہ وقت صبح ہم ہسٹری کا جیسا کہ بیان کیا گیا ہے نہ آوے۔ تب تک یہ عمل ٹھہر جانے کے بعد ایک برس تک صحت نہ کرے۔ (ستیا رتھ پرکاش باب ۲ نمبر شروع)

اور سنو!

جیسے عامیہ طور پر عامیہ نیوگ جس طرح عامیہ نیگ اشخاص کی صلاح اور دولہن و دلہا کی رضامندی ہوتی ہے ویسے نیوگ میں بھی ہونی چاہئے یعنی جب عورت مرد کا نیوگ (نیوگ کی تعریف نمبر ۳۸ میں دیکھو) ہو نا ہو۔ تب اپنے خاندان میں مرد و عورتوں کے سامنے ظاہر کریں۔ کہ ہم دو تو نیوگ اولاد پیدا کرنے کی غرض سے کرتے ہیں۔ جب نیوگ کا دھاپو رہا ہو جائے گا۔ تب ہمارا قطع تعلق ہو گا۔ اگر اس کے خلاف کریں تو کتنا بگاڑ اور ذات پاد امیہ کی سزا کے مستوجب ہوں۔ صبح میں ایک بار گر بھاواں (بھار) نہیں معلوم اس لفظ کا ترجمہ ملنگر لفظ میں کیوں کیا گیا اکالام کریں گے (تو یہ تو یہ ایسا نقش؟ سو امی جی کہاں ہیں؟) حمل کے قیام کے ایک برس بعد تک جاری رہیں گے۔ (ستیا رتھ پرکاش باب ۲ نمبر ۱۲۳)

آریہ بھنو! تم کو گے سو امی جی کا کیا؟ وہ تو ایک غیر الہامی آدمی تھے۔ الہامی نوشتوں میں ایسا نہ ہونا چاہئے۔ تمہارا اگر یہ خیال ہو تو سنو! تمہارے الہامی نوشتے میں یہ بات کا قول ہے۔

”یاد رکھ، مرد و عورتوں کے ہالچوں میں ان سے ٹیکر سولہویں دن تک جو ہم ہسٹری کا وقت ہے۔“ (ستیا رتھ پرکاش باب ۲ نمبر ۱۲۳)

ساجو! سنو! جب انسان ایسی باتوں کا لکھنا اچھا نہیں سمجھتے تو خدا کیوں سمجھنے کا یقین نہ ہو تو وہ تو ہمارے اقرآن اور وید کسی شریف پر ہمو وغیرہ کو شاکر آزماؤ۔

شریف کی بابت اپنے پیلوں کو بدگمان کریں۔ کہ اس میں مضامین ایسے گزریں کہ کچھ سمجھ نہیں آتا مگر یہ نہیں جانتے کہ ان میں شاید کوئی نکتہ آئے سے دن کا قصور ثابت نہیں ہوتا۔
 سو امی جی! سنئے! سجدہ کے معنی فرمانبرداری و فروتنی کے ہیں اور کھڑا صراحتاً ہاں ہر چیز کی اطاعت اور فروتنی اپنی اپنی حیثیت کے مطابق ہوتی ہے۔ پس آیت کے معنی صاف ہیں کہ ”زمین و آسمان کی سب چیزیں خدا کی فرمانبرداری ہیں۔ جو جو کام ان کی سپرد ہیں وہ ان کی عمدہ طرح سے پورے کر رہی ہیں۔“ قرآن سے شہادت ان معنی کی سنئی ہو تو سنو! كُلُّ لَدَ فَايُنُونَ اہر ایک چیز خدا کی فرمانبرداری ہے بالکل سچ ہے۔

نبارد ہوا تات گونگی نیار
 زمیں تاورو تات گونگی نیار

بشت کا جواب پہلے کی دفعہ آچکا ہے۔ یہاں پر اتنا ہی کافی ہے کہ سو امی جی! راجاؤں کے گھریار سونے چاندی کے چنگ وغیرہ بھی تو تاج کے قاعدہ سے ٹیک اٹھالیں گے نتیجہ میں (دیکھو ستیارتھ پر کاش صفحہ ۳۴۴) پھر آپ ہی بتائیے کہ مسلمانوں کی بشت میں اگر سب کو ایسے ہی پیش و عشرت ہوں تو کیا آپ کی بشت سے کچھ کم ہیں۔ ہاں ایک بات زائد ہے وہ یہ کہ اس دنیا کی ایک تو زندگی ٹاپا کھار ہے۔ دوم کوئی بھی ہو حکم (نانک) ڈکھیا سب سنسار) راجا کیا اور پے جا کیا اپنے اپنے حال میں سب ڈکھی ہیں۔ مگر بشت والے ان سب ہاؤں سے بے خوف گزریں گے جنہیں نہ ہو تو سنو!

لَا يَنْفُسُهُمْ فِيْهَا نَصَبٌ وَ مَا هُمْ فِيْهَا بِمُخْرَجِيْنَ

”نہ بشتوں کو کسی قسم کی تکلیف ہو گی۔ نہ وہ بشت سے نکالے جائیں گے۔“

سو امی جی! خدا کا گھر کس لفظ کا ترجمہ ہے؟ بیت العتیق بے شک ہے جس کا ترجمہ ہے گھر قدیم یعنی جاناہت کا بنا ہوا آپ نے خود ہی نقل کیا ہے۔ سادھو ہو کر ایسی چالاکی تو مناسب نہیں۔ کہیں آپ وی سادھو تو نہیں جو بالائی سمیت چا کرتے ہیں؟
 نذر پر بھی آپ نے اپنی نھر شہقت سے کام لیا ہے۔ مطلب آیت کا صاف ہے کہ جو جو کسی نے نذر و نیاز وغیرہ خیرات کرنے کی مانی ہو وہ پوری کرے۔ مگر آپ اس پر ایسا بجاو بندہ سے کام لیں تو اس کا کیا علاج؟

بت چنی کا جواب نمبر ۳ میں آچکا ہے۔

سوائی جی! بھارے بندوؤں سے آپ کو اتار بیج کیوں ہے کہ ہم زندگیاؤں کو ان سے تشبیہ دیتے ہیں۔ آخر وہ بھی تو آپ کے بھائی ہیں وہ کب سستی ہیں۔ بلکہ وہ بھگوان آپ سے دو چند مانتے ہیں۔ آپ نہ سہی آپ کے باپ وادادہ آخر وہی ہیں۔ شاید اسی مصلحت کو آپ نے تمام عمر اپنے باپ کا نام بھی نہ دیا۔ جس سے باقی خالقوں کو بدگمانی پیدا ہوئی۔ (دیکھو سوانح عمری سوائی جی)

(۱۱۳) **ترجمہ:** "حقیق دن قیامت کے اٹھائے جاؤ گے۔" (سورہ مومنون: آیت ۱۶)

(۱۱۳) **محقق:** کیا قیامت تک مردے قبروں میں رہیں گے یا کسی اور جگہ؟ اگر ان میں کھڑے رہیں گے تو سڑے ہوئے بدبودار جسموں میں رہ کر نیک آدمی بھی تکلیف اٹھائیں گے؟ یہ انصاف نہیں بلکہ ظلم ہے اور بدبودار عفونت زیادہ پھیلا کر بیماری پیدا کرنے کے موجب ہونے سے فقہ ۱۱ اور مسلمان پانی ہو گئے۔

(۱۱۳) **مدقق:** سوائی جی آپ سے تو معقول سوال اس شرک کا تھا جس نے کہا تھا۔

مَنْ يُخْبِي الْعِظَامَ وَهِيَ رَجِيمَةٌ (قرآن)

ترجمہ: "کون مردہ اور گلی ہوئی ہڈیوں کو زندہ کرے گا۔"

جس کا جواب اس کو اسی وقت ملتا تھا کہ۔

قُلْ يُخْبِيهَا الَّذِي أَنْشَأَهَا أَوَّلَ مَرَّةٍ وَهُوَ بِكُلِّ خَلْقٍ عَلِيمٌ

ترجمہ: "تو اے محمد کہہ دی ان کو زندہ کرے گا جس نے ان کو پہلے بنایا تھا وہ اپنی سب مخلوق کو خوب جانتا ہے۔"

جسموں کا سڑنا تو جب ہو کہ وہاں موجود بھی ہوں۔ یوں کہنے کے برخلاف ورنہ ہوئے جسموں کو کیونکر خدائیا بنائے گا۔ جس کا جواب اوپر کی آیت میں موجود ہے۔ پس مردے یعنی ان کی رو میں جسموں سے الگ ہو کر اپنی جگہ عالم ارواح میں رہتی ہیں۔ نیک بخنوں کیلئے وہی جگہ ہے جہاں ہر نکتی (نجات یافتہ) کا رہنا آپ بھی مانتے ہیں البتہ بدکاروں کے

لئے اسی کے مقابل پر جگہ ہے۔ پس کچھ وقت نہیں۔

(۱۱۳) **ترجمہ :** ”اس دن گواہی دیں گے اس پر ان کی زبانیں اور ہاتھ ان کے اور پاؤں ان کے ساتھ اس جہ کے کہ

تھے کرتے۔ اللہ نور ہے آسمانوں کا اور زمین کا مثال نور اس کے کہ مانند طاق کے ہے کہ سچ اس کے چہ رخ ہو اور وہ چہ رخ سچ قدیل شیش کے ہے۔ وہ قدیل شیش کا گویا وہ نار ہے۔ چمکا رہا ہے کیا جاتا ہے وہ چہ رخ درخت مبارک زمین کے سے کہ نہ مشرق کی طرف ہے اور نہ مغرب کی طرف ہے۔ نزدیک ہے قیل اس کا کہ روشن ہو جائے۔ اگر چہ نہ گئے اس کو آگ روشن اس پر روشنی کی راہ دکھاتا ہے اللہ طرف اپنے جس کو چاہتا ہے۔“ (سورہ نور: آیت ۳۵-۳۴)

(۱۱۴) **محقق :** ہاتھ پاؤں وغیرہ بیان ہونے سے گواہی ہرگز نہیں دے سکتے یہ بات قانون قدرت کے خلاف ہونے سے

بھڑنی ہے۔ کیا خدا آگ ہے یا بجلی جیسا کہ چہ رخ وغیرہ سے اسے تشبیہ دے گئی ہے۔ یہ مثال خدا پر صادق نہیں آ سکتی ہاں کسی شکل والی چیز صادق آ سکتی ہے۔

(۱۱۵) **مدقق :** قانون قدرت آپ کو بت سوجھتا ہے۔ مگر یہ تو بتا دیتا ہے کہ کئی ارب سال بعد پر لے آیا نکلنا مثل قیامت تختہ

اولیٰ بنانا نامس قانون کا نتیجہ ہے۔ اگر کوئی ایسی بنا پر آپ کے پر لے سے انکاری ہو کہ قانون قدرت کے خلاف ہے۔ تو کیا جواب؟ ہم پہلے لکھ آئے ہیں کہ ہر ایک کام کیلئے ایک ایک وقت ہوتا ہے وہ اس میں غلط رہنے ہو جاتا ہے۔ گو وہ کئی لاکھ بلکہ کئی کروڑ سال بعد بھی کیوں نہ ہو۔ اس کے وقفہ کے ایام میں نہ ہونے سے خلاف قانون قدرت کہہ دینا یہ بھی خلاف قانون ہے۔ جبکہ قیامت کے آثار اور قانون ہی الگ ہیں۔ تو قانون تک کسی قانون کی اہل میں آئے ہی نہیں تو ان کو خلاف قانونی قدرت کہنا سہمی جی جیسے و دوانوں ہی کا کام ہے۔

آیت کے دوسرے حصہ کا مطلب بالکل وہی ہے جو رنگ و یہ منزل ۳۸ ص ۳۸ کا ہے۔ سنو! پر میثور پر مان دیتا ہے۔

"میں ہر تر جلال و شہادت رکھنے والا سورج کی مانند تمام عالم کو نور بخشنے والا ہوں۔"
(مرکبہ)

پس آیت کا مضمون شہادت وید بالکل صاف ہے کہ تمام آسمان و زمین کی روشنی کا موجب اور موجب خدا ہی ہے۔ پھر ایشوراشنی یعنی محبت کی مثال خدا نے بتلائی ہے کہ اہل در کے دل میں خدا کی محبت ایسی چمکتی ہے اور سب چیزوں پر غالب آتی ہے۔ جیسے قدیل کی روشنی جس میں اعلیٰ درجہ کا صاف شفاف تیل پڑا ہو۔ تمام خطرات اور اندھیروں پر غالب آتی ہے۔ ان معنی کی شہادت قرآن سے چاہتے ہو تو سنو!

وَالَّذِينَ آمَنُوا أَشَدُّ حُبًّا لِلَّهِ
ترجمہ "ایمانداروں کو خدا کے ساتھ سب چیزوں سے زیادہ کر محبت ہوتی ہے۔"

اور اگر اپنے ہی کلام سے تصدیق چاہتے ہو تو سنو! یہ بات یاد رکھنی چاہئے کہ ایشور کو چھوڑ کر خدا کیسے ہی اعلیٰ دوسرے کام کئے جائیں۔ لیکن ان سے جیو آتما بھی بھی ملت نہیں ہوگا۔ مکتی (نجات) کا ذریعہ صرف ایک ایشور پر اپنی (محبت و اخلاص) ہی ہے۔" (ادب الیقین، ج ۱، صفحہ ۵۸)

سوامی جی! سچ ہے۔ آگے پیچھے کو بن دیکھے کلام کے معنی کرنے والے ناپاک باطن والے جاہلوں کو واقعی علم نہیں ہوتا۔" (بھو، کا صفحہ ۱۵۲)

(۱۱۵) **ترجمہ:** "اور اللہ نے پیدا کیا ہر جانور کو پانی سے، پس بعض ان میں سے وہ ہے کہ چلتا اور بیٹ اپنے کے اور جو کوئی فرمانبرداری کرے اللہ کی اور رسول اس کے کی کہ فرمانبرداری کر اور رسول کی تاکہ تم رحم کے جاؤ۔" (سورہ نور، آیت ۵۱، ۵۲، ۵۳، ۵۴، ۵۵)

(۱۱۵) **محقق:** یہ کوئی فلاسفی ہے کہ جن جانوروں کے جسم میں سب عناصر پائے جاتے ہیں۔ ان کی بابت گستاخ صرف پانی سے پیدا ہوئے ہیں۔ یہ محض لاعلمی کی بات ہے۔ جب خدا کے ساتھ پیغمبر کی فرمانبرداری کرنی ضروری ہے تو کیا خدا کا شریک ہوا یا نہیں اگر ایسا ہے تو خدا کو کیوں قرآن میں لے شریک کہا اور رکھا جاتا ہے؟

(۱۱۵) **مدقق** : قرآن ایسی سمجھ ہے، سوای مٹی بلا سے قرآن کو آپ کسی استاد سے پڑھ لیتے۔ آپ جیسے پاک باطن والے سادہ

سے ایسے استراحت من کر دل دہل جاتا ہے۔ یہ شکایت تو ہم کرتے ہی نہیں کہ آپ دانستہ مختلف جگہ کی آیتیں باڑھ کر ذکر کیوں نقل کرتے ہیں، اس لئے کہ آپ کی سمجھ بوجھ آپ کو یہی سکھاتی ہے۔

سوای جی! پانی سے مراد اس جگہ مٹی ہے۔ سواہ دوسری آیت میں قرآن مجید خود بتاتا ہے۔

الْم نَخْلُقْكُمْ مِنْ مَّاءٍ مُّهِينٍ

ترجمہ " (خدا فرماتا ہے) کیا ہم نے تم کو ذلیل پانی (مٹی) سے پیدا نہیں کیا؟۔ "

پس آیت کے معنی صاف ہیں کہ کل جانداروں کی پیدائش کا سلسلہ خدا نے مٹی سے رکھا ہے۔ بتلائیے سچ ہے یا غلط؟ اگر اعتبار نہ ہو تو تیوگ یہ خود کہتے کہ استری و عورت انیوگ کیوں کرتی ہے؟ اگر یہ (اصل) کیوں ہوتا ہے؟

تفسیر کے اتباع کا جواب نمبر ۲۱ اور ۵۵ وغیرہ میں ہو چکا ہے۔ یہ تو آپ کی معمولی بات ہے۔

(۱۱۶) **ترجمہ** : "اور جس دن کہ پھٹ جائے گا آسمان ساتھ بدلی کے اور آسمان سے جانیں کے فرشتے۔ پس مت گمان

کافروں کا اور مجزا کر ان سے ساتھ اس کے جھڑا بدلا اور بدل ڈالتا ہے۔ اللہ براہیوں ان کی کو بھلائیوں سے اور ہو کوئی تو پہ کرے اور عمل کرے اچھے۔ پس تحقیق وہ ربوع کرتا ہے طرف اللہ کے۔ " (سورہ فرقان، آیت ۲۳، ۵۰، ۶۸، ۶۹)

(۱۱۶) **محقق** : یہ بات بھی درست نہیں ہو سکتی کہ آسمان بادلوں کے ساتھ پھٹ جائے اگر آسمان (اکاش) کوئی ہمسم شے ہو

تو پھٹ سکتا ہے۔ مسلمانوں کا قرآن امن میں خلل انداز ہو کر نہ رو نہ جھڑا کرانے والا ہے۔ اس لئے دیندار عالم لوگ اس کو نہیں مانتے۔ یہ خوب انصاف ہے کہ گناہ و ثواب کا تبادلہ ہو جائے گا۔ کیا یہ قی اور اردو ہیں کہ ان کا تبادلہ ہو سکے، اگر تو پہ کرتے سے

گناہ چھوٹیں اور خدا سے تو کوئی بھی گناہ کرنے سے کیوں ڈرے گا۔ اس لئے یہ سب باتیں غلاب از علم ہیں۔

(۱۱۶) **مدقق** : اس آیت کو بھی آپ کسی دودان سے پوچھ لیتے تو یہ

پیشین سوال آپ کو نہ سوچتا مطلب آیت کا یہ ہے کہ قیامت سے پہلے یعنی پرلے کے وقت کل ایا فابو جائے گی تو اس وقت زمین و آسمان اور بادل سب فنا ہو جائیں گے۔ حکماء فلسفہ آسمان کو مادہ ہی اقدیم مانتے تھے ان کا مذہب رد کرنے کو خدا نے فرمایا کہ قیامت سے پہلے آسمان مع بادلوں کے پھٹ جائیں گے۔ یہ نہیں کہ بادل ان کو پھاڑیں گے۔ بلکہ بادل بھی ان کے ساتھ ہی پھٹیں گے۔ ان معنی کی دلیل قرآن سے سنی چاہو تو سنو!

يَوْمَ تُبَدَّلُ الْأَرْضُ غَيْرَ الْأَرْضِ وَالسَّمَاوَاتُ وَرَزُوا لِلَّهِ

www.only1or3.com

www.onlyoneorthree.com

الْوَاحِدِ الْفَقَّارِ

ترجمہ "پس روز آسمان و زمین میں تغیر و تبدل کیا جائے گا اور لوگ سب کے سب خدا کے زیر دست غالب کے حضور آئیں گے۔" آسمان کے مجسم ہونے کی جگہ نمبر ۱۸۸ اور ۱۲۵ میں ملاحظہ ہو۔

مسلمانوں کے فساد سے سوالی جی بڑے ڈرتے ہیں۔ تاہم بار بار ان کو فساد ہی سوچتا ہے۔ ہماری شرافت دیکھئے کہ ہم نے نمبر ۵۵ میں آپ کے فساد کا مقابلہ کر کے اس کا نام تک نہیں لیتے۔ جس طرح دوائیں بعض گرم اور بعض سرد ہیں، پھر ان میں بھی مختلف مراتب ہیں بعض گرمی میں ایسی ہیں کہ ان سے بعد سرد چیزوں کے استعمال سے ان کی گرمی زائل ہو سکتی ہے۔ بعض ایسی گرم بھی ہیں کہ ان سے بعد کبھی ہی سرد دوائیں کیوں نہ پھیں ان کی گرمی زائل نہیں ہو سکتی جیسے زہر ٹھیک اسی طرح گناہوں کی مثال ہے کہ ادنی درجہ کے گناہ اعلیٰ درجہ کی نیکیوں سے دور ہو جاتے ہیں۔ مگر ایک ایسے بڑھ کر جرم بھی ہیں کہ کسی نیکی سے زائل نہیں ہوتے۔ اب تک ان سے تو پتہ ہو۔ جیسے شرک، کفر، ان معنی کی دلیل قرآن سے سنی چاہو تو سنو!

إِنَّ الْحَسَنَاتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّئَاتِ ذَلِكَ ذِكْرٌ لِلَّذِينَ أُكْرِبُوا

ترجمہ "بہ نیک نیکیاں برائیوں کو دور کر دیتی ہیں نصیحت دیتے

والوں کیلئے نصحت ہے۔"

پس اُمت کے معنی صاف ہیں کہ توبہ (جو اعلیٰ درجہ کا خدا سے اخلاص ہے) سے گناہ معاف ہونے کے علاوہ کچھ حسب مراتب اخلاص ایسا بھی ہوتا ہے کہ بجائے گناہ کے تائب گناہگار شیعوں کا عوض پاتا ہے۔ (مفصل نمبر ۲۲ میں ملاحظہ ہو)

(۱۱۷) **ترجمہ:** "اور وہی کی ہم نے طرف موسیٰ کے یہ کہ رات کو لے چل بندوں میروں کو تحقیق تم چچھانکے جاؤ گے۔"

پس جیسے لوگ فرعون نے چچ شہروں کے جمع کر کے والے اور وہ (۱) شخص کے جس نے پیدا کیا مجھ کو پس وہی راود کھاتا ہے اور وہ تو کھاتا ہے مجھ کو اور پلاتا ہے مجھ کو اور وہ شخص کہ امید رکھتا ہوں میں کہ بخشے واسطے میرے ظالمیری ان قیامت کے۔" (سورہ شعراء آیت ۵۰، ۵۱، ۵۲، ۵۳، ۵۴، ۵۵)

(۱۱۷) **محقق:** جب خدا نے موسیٰ کی طرف وہی بھیجی تو پھر راود میسیٰ اور محمد صاحب کی طرف کتاب کیوں بھیجی کیونکہ خدا

کی باتیں ہمیشہ یکساں اور بے غلط ہو ا کرتی ہیں اور اس کے بعد قرآن تک کتابوں کا بھیجا ظاہر کرتا ہے کہ پہلی کتاب ناقص اور غلطیوں سے نہ تھی۔ اگر یہ تین کتابیں لگی ہیں تو قرآن جھوٹا ہو گا۔ چاروں کتابیں جو کہ باہم متضاد ہیں۔ وہ بالکل صحیح نہیں ہو سکتیں۔ اگر خدا نے روح پیدا کی ہیں تو وہ مر بھی جائیں گی۔ یعنی ان کا کبھی عدم بھی ہو گا۔ جو خدا ہی انسان وغیرہ کی روحوں کو کھلاتا پلاتا ہے تو کسی کو بیماری نہ ہونی چاہئے اور سب کو براہ خوراک ملنی چاہئے اور رورعایت سے ایک کو محمد اور دوسرے کو خراب جیسا کہ بادشاہ کا محمد اور غریب کو خراب ملتی ہے نہ ملنی چاہئے۔ جب خدا ہی کھلانے پلانے اور پرہیز کرانے والا ہے تو بیماری نہ ہونی چاہئے۔ لیکن مسلمانوں کو بھی بیماریاں ملتی ہیں۔ اگر خدا ہی بیماری دور کر کے آرام کر دینے والا ہے تو مسلمانوں کے جسموں میں بیماری نہ رہنی چاہئے۔ اگر رہتی ہے تو خدا پر را طیب نہیں۔ اگر طیب خاذاق ہے تو پھر مسلمانوں کے جسموں میں بیماری کیوں رہتی ہے؟ اگر وہی مارتا ہے اور زخم دھرتا ہے تو

ان باتوں سے ہماری ہی کی لیاقت اور بات ہے کہ مختلف مقامات سے اٹھا کر لکھ کر دیا ہے۔ یہ دیکھو کہ معصوم کماں سے کماں کا یا۔ جیسے کہ جسے لے کر لٹے میں ڈال دیں۔

پھر اسی خدا کے ذمہ گناہ و ثواب ہو نا چاہئے اگر جہنم بھنکاتے کے افعال کے مطابق انصاف کرتا ہے تو وہ کچھ بھی گناہ کا ذمہ دار نہیں ہے اگر وہ گناہ بخشا اور انصاف قیامت کی رات کو کرے گا تو یہ تو خدا کا گناہ ہے جس نے اسے سے تہکار ہو جائے گا اگر بخشش نہیں کرتا تو قرآن کی یہ بات جھوٹی ہوئے سے بچی سکتی ہے؟

(۱۱۷) **مدقق** : اس نمبر کا جواب دینے کو تو فی نہیں چاہتا تھا کیونکہ اس کا جواب یہ تھا کہ سوامی جی بھی ایسے سوالوں کے

جواب دینے سے منع ہیں کیونکہ فرماتے ہیں۔

”ایسے سوالوں کے سامنے عقلمندوں کو بے حس شے کی طرح ہو رہنا چاہئے۔“ (ستیا رتھ صفحہ ۳۵۰ باب ۱۰، فقرہ ۳)

مگر کیا کریں ہمارے سماجی دوست ہر زبان حال نکالنا کر رہے ہیں۔ جن کی خاطر بھی ہمیں سوامی جی سے بڑھ کر نہیں تو کم بھی نہیں۔ اس لئے مجبوراً ہی ان کو حصہ اول ادنیٰ انبیاء کے متعلق گذشتہ نمبر ۶۵ کتاب ہذا اور مباحثہ ”الہامی کتاب“ کی طرف توجہ دلائے ہیں۔

سوامی جی! ارواحوں کا نہ مرنا کسی آیت قرآنی سے ثابت ہوتا ہے؟ جو آپ کو یہ سوچھی و شبک اگر خدا ان کو تادم و رفا کرنا چاہے گا تو کروے گا

خدا کے کھلانے پالنے کے بھی وہی معنی ہیں جن معنی سے آپ نے لکھا ہے۔

”یہ کہ اس کی مدد کے بغیر بے دھرم کایاں ہم اور دشمنانِ خدا ہی اور حیل نہیں ہو سکتی۔ اس لئے ہر ایک انسان کو انطور سے اس طرح مدد ملانی چاہئے۔“ (جہو کا صفحہ ۱۶)

سوامی جی! ابھی تو آپ کہیں یہ سن کر پاتے کہ مسلمان یہ بھی کہتے ہیں۔

فَسُبْحَانَ اللَّهِ بِيَدِهِ مَلَكُوتُ كُلِّ شَيْءٍ

(ترجمہ) ”پاک ہے وہ ذات جس کے قبضہ قدرت میں سب چیزوں کی حکومت ہے۔“

تو خدا معلوم آپ پر کیا کر رہی اور کیا لیا القاب مسلمانوں کو دیتے۔

ناظرین! یہی وہ صبر ہے جس کا ذکر خدا نے اپنے کلام میں کیا ہے۔ اس کا اثر یہی

ہوتا ہے کہ آدمی سیدھی بات بھی نہیں سمجھتا ہے۔ اگر زیادہ تر شیخ اس کی چاہو تو گزشتہ نمبر ۳۲۶ ملاحظہ ہو۔ مختصر یہ ہے کہ دنیا کے سب کاموں کی کچھنی اسی واحد نراکار سربہقے مان قادر مطلق لا الہ الا ہُو کے ہاتھ میں ہے بیشک وہی رزق دیتا ہے وہی بند کر لیتا ہے۔ سو اسی ہی! اگر زندہ ہوتے ۱۸۹۷ء میں قحط سے بھارت و ورش (ہندوستان) کی بومست ہوئی ہے۔ ہم ان کو دکھاتے اور پوچھتے۔

قُلْ مَنْ يَمْلِكُ مِنْ دُونِ مَلِكُوتِ كُلِّ شَيْءٍ ۚ وَهُوَ يُجَبِّرُ وَلَا يُجَارُ عَلَيْهِ
إِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُونَ

ترجمہ ”سب چیزوں کا اختیار کس کے ہاتھ میں ہے اور کون ہے جو بناو دیتا ہے اور اس سے بھاگے کو بنا دے نہیں ملتی۔ اگر تم کو علم ہے تو جواب دو۔“ (قرآن)

اگر سو اسی ہی بھی عرب کے مشرکوں کی طرح
سَيَقُولُونَ لِلّٰہِ

ترجمہ ”اللہ ہی کا اختیار ہے۔“
کہتے تو ہم بھی ان کی خدمت میں عرض کرتے۔

فَإِنِّي تُشْخِرُونَ
ترجمہ ”پھر کہاں کو بٹکے جاتے ہو۔“ اک اس کی طرف نسبت کرنے کو برا جانتے ہو اعرابی الفاظ قرآن شریف کی عبارت ہے اور نیچے ترجمہ ہے۔

اگر اس پر بھی قناعت نہ ہو تو وید پرمان سننے ہی پیشہ مندوں کو تعلیم کرنا ہے۔ اسے بھوان تو قائم بالذات مخلوقات کو اس مانکا سکھ اور اقتدار عطا کرنے والا ہے۔ ہمیں بھی اپنا مردوں عبادت کرو۔ (احمدیہ کانٹرا ۱۶/۱۰/۱۰ اور گ ۶۸ مستقر ۱۱۱)
ناظرین! سو اسی جی کے اس سوال سے آپ متعجب نہ ہوں۔ ان کو ایسی ہی سوچا کرتی ہے۔ ۱۰ اعتبار نہ ہو تو نمبر ۵۳ ملاحظہ کریں۔

گناہوں کی بخشش کا مضمون نمبر ۲۲ میں دیکھو۔ تنازع کاردار اسی کتاب میں ملی ایک جگہ پاؤ گے۔ علاوہ اس کے مباحث الہامی کتاب اور بحث تنازع دیکھو۔

(۱۱۸) **ترجمہ :** "نہیں تو مگر آدمی مانند ہمارے 'میں' کے آکھو خدائی اگر ہے تو بتاؤں سے۔ کہنا یہ اوہ جتنی ہے واسطے اس کے پانی پینا ہے ایک بار۔" (سورہ شعر: آیت ۱۵۰-۱۵۱)

(۱۱۸) **محقق :** بھلا اس بات کو کوئی مان سکتا ہے کہ پتھر سے اوہ جتنی تھکے وہ لوگ وحشی تھے جنہوں نے اس بات کو مان لیا اور اوہ جتنی کائنات دینا صرف وحشی ہیں کا کام ہے نہ کہ خدا کا۔ اگر یہ کتاب کلام الہی ہو تو ایسی لغو باتیں اس میں نہ ہوتیں۔

(۱۱۸) **مدقق :** ۔

اللہ رے ایسے حسن پہ یہ سبے تیا نہیاں!
وہا رے مذہب سوامی جی کو وحشی پنے سے پڑی وحشت ہے۔ اس ہم نصیحت است
سوامی جی! آپ تو اسی کتاب کے صفحہ ۶۶۹ میں ۳۳ میں لکھ آئے ہیں۔

"مسلمانوں کے مذہب کی بابت وہ لکھا ہے وہ صرف قرآن کی رو سے لکھا ہے۔ کسی اور کتاب کے مطابق لکھی نہیں۔"

یہاں کس لفظ سے "اوہ جتنی کا پتھر سے ٹکنا" سمجھے ہیں؟

ساجیو! بتاؤ تو مبلغ پانچ صد روپیہ انعام پاؤ۔

ایسے وحشی پنے کا سبب مجھ اس کے کچھ اور بھی ہے؟

"ہٹ، حرم مذہب کی تاریکی میں پھنس کر عقل کو زائل کر بیٹھے ہیں۔" (ستیا رتنہ صفحہ ۷)

(۱۱۹) **ترجمہ :** "اے موسیٰ بات یہ ہے کہ تحقیق میں جوں اللہ غالب اور ذال دے عصا اپنا پس جس وقت کہ دیکھا اس کو

بتا جاتا ہے گویا کہ وہ سانپ ہے۔" اے موسیٰ مت ڈر تحقیق نہیں ڈرتے نزدیک میرے پیغمبر۔ اللہ نہیں کوئی معبود مگر وہ پروردگار عرش بڑے کا۔ یہ کہ مٹ سرکش کر دیا وہ میرے اور چلے آؤ میرے پاس مسلمان ہو کر۔" (سورہ نمل: آیت ۱۰۹-۱۱۰ کے ۲)

(۱۱۹) محقق :

اور دیکھئے اپنے ہی منہ سے آپ اللہ بڑا درست بننا ہے۔ اپنے منہ سے اپنی تعریف کرنا جب شریف آدمی کا کام نہیں ہو سکتا۔ تو خدا کا یہ ٹکرا ہو سکتا ہے۔ شعبہ و ہاڑی کی جھلک دکھلا کر ہنگامی آدمیوں کو قابو کر کے آپ جلیقوں کا خدا بنیں بیٹھا ہے۔ ایسی بات خدا کی کتاب میں ہرگز نہیں ہو سکتی۔ اگر وہ عرش معلیٰ یعنی ساتویں آسمان کا مالک ہے تو وہ محدود امکان ہونے سے خدا نہیں ہو سکتا۔ اگر سرکش کرنا برا ہے تو خدا اور محمد صاحب نے اپنی حمد و مدح سے کتاب کیوں بھردی؟ محمد صاحب نے بہت سے انسانوں کا خون لیا۔ کیا اس سے سرکشی ہوئی یا نہیں؟ یہ قرآن باہم تفتیش باتوں سے بھرا ہوا ہے۔

(۱۱۹) مدقق :

بلا سے کوئی ادا انگلی بدلتا ہو جاوے
کسی طرح سے تو مٹ جائے حوصلہ دل کا
کیا مود رکھ ہے وہ شخص جو اپنا گھر شیشوں کا بنا کر دو سروں پر پتھر مٹائے۔
سما چو! پر میسر بندوں کو کھاتا ہے۔

"میں اس مخالف کائنات صاحب جاہ و جلال نہایت زور آور فلاح کل تمام کائنات کے راجا" قادر مطلق اور سب کو قوت عطا کرنے والے پر میثور کو جس کے آگے تمام زیر دست بہادر سے اطاعت ظہم کرتے ہیں اور جو انصاف سے ظہم قات کی عبادت کرنے والا اور قادر مطلق پر میثور ہے۔ ہر ایک میں فتح پانے کے لئے مدغم کرنا ہوں اور بنا دیتا ہوں۔" (انگریز ادیب کے ۲۰ صفحہ ۱۵)

سما چو! دیکھا؟ اپنے ہی منہ سے آپ پر میثور زبردست راہ بناتا ہے اپنے منہ سے اپنی تعریف کرنا جب شریف آدمی کا کام نہیں تو پر میثور کا یہ ٹکرا ہو سکتا ہے؟ کبھی کون و حرم ہے؟ سو اسی کی کو خبر نہیں کہ خداوند تعالیٰ جب بندوں کی ہدایت کیلئے کتاب بھیجتا ہے تو ضرور ہے کہ وہ اپنی صفات کا ذکر بھی کرے تاکہ بندوں کو اس کی صفات عظم ہو سکیں پس آسمانی کتابوں میں جہاں جہاں صفات خداوندی کا ذکر آتا ہے اُس سے

یہی مراد ہوتی ہے کہ بندے نے ان صفات کے معتقد ہوں نہ یہ کہ خدا ان کو فی جہنم بیکار کرتا ہے جیسے ہمارے سوائیاتی ماراج سمجھے ہیں۔

شعبہ کے کانہ اب نمبر ۳۲۱ میں اور عرش کا کانہ اب نمبر ۷ میں ملاحظہ ہو۔
خونریزی کیلئے نمبر ۱۲ دیکھو۔

(۱۲۰) **ترجمہ :** "اور دیکھے گا تو پہاڑوں کو گمان کرتا ہے تو ان کو جسے

ہوئے اور وہ چلتے جاتے ہیں مانند گزرنے والے بادلوں کے مگر تیری اللہ کی جس نے محکم کیا ہر چیز کو حقیق وہ خبردار ہے ساتھ اس چیز کے کہ کرتے ہو۔" (سورہ نمل: آیت ۸۸)

(۱۲۰) **محقق :** بادلوں کی مانند پہاڑوں کا چلنا مصنف قرآن کے ملک میں ہوتا ہو گا اور جگہ نہیں اور خدا کی خبر داری تو باغی شیطان کو نہ پکڑنے اور سزا نہ دینے سے ہی ظاہر ہوتی ہے جس نے ایک باغی کو اب تک نہ پکڑا اور نہ سزا دی۔ اس سے زیادہ بے خبری کیا ہو گی۔

(۱۲۰) **مدقق :**

اللہ کے ایسے حسن پہ یہ بے نیازیاں
بندہ نواز آپ کسی کے خدا نہیں

سوامی جی! اگر موجود علم طبعی سے واقف ہو کر زمین کی حرکت کو ماننے ہوتے تو اس آیت کو نصیحت سمجھ کر مسلمانوں کو آپ کے منہ مانے چرند و پتہ مگر یہ قسمت کہاں؟ حق ہے نہ

یہ تو قسمت میں کہاں تھا کہ زمین ایک کمال
بہ سالی میں بھی افسوس میں غافل نہ ہو

سناؤ! سنو! آیت کا مطلب صاف ہے کہ قیامت سے پہلے پر لے لیا گیا ہے وقت پہاڑوں حرکت کرتے ہوئے پھریں گے جیسے بال بلکہ ان سے بھی تیز اور انسان جیسا اسی زمین پر ہونگے ہر حرکت حرکت زمین کے جیسا کہ اہل اہل اپنی جلد پر بیٹھے ہوئے

ہیں اس وقت بھی پیاروں کو اپنی جگہ سے ہٹانے سے بچیں گے یہاں تک کہ کل دنیا کی چیزیں سوچ کر اس سے غائب ہو جائیں گی۔ ان معنی کی دلیل اگر قرآن سے ملتی ہے تو خود:

بَسْمَلُونَكَ عَلَى الْجِبَالِ فَقِيلَ يَنْسِفُهَا رَبِّي لِنُفَاةٍ بِذُرِّهَا فَحَافَا
حَفِيفًا لَا تَرَىٰ فِيهَا عِوَجًا وَلَا اَمْتًا

ترجمہ: ”تو اسے اے محمدؐ میں قیامت ہزاروں کی بابت پوچھتے ہیں تو کہہ دے ان کو ان کے لئے کاکڑی کا زمین پر اوجھٹا نہ دیکھو گے۔“

اسی ہی کا معقولہ ترجمہ ایک تو اس قدر بڑا ہے کہ عقلی ہونے کے مطلب غیر بھی نہیں دوم سوالی ہی نے اس کو سمجھا بھی نہیں۔

ستویہم تم کو ایک واضح ترجمہ سناتے ہیں۔

”تو کہتا ہے پیاروں کو جانتا ہے وہ ہم رب ہیں اور وہ ہمیں گے جیسے بدی۔“ (ترجمہ شاہ عبدالقادر صاحب دہلوی)

مگر اسے جیسے اور عمل مناسب نہ دیکھ کر سچی کرنے والے ہماروں کو طم

ہماں (ص ۵۴۵)

شیطان باتوں کا جواب نمبر ۱۱ اور ۱۲ میں ملاحظہ ہو۔

”پس مکارا اس کو مہربانی نے نہیں تمام کی زندگی اس کی۔“

(۱۲۱) ترجمہ: ”کیا اسے رب میرے تحقیق میں نے علم کیا جان اپنی

کو پس جس جگہ کو پس نکلیں دیا اس کو تحقیق وہ نکلتے والا صریح ہے اور یہ وردگار تیرا پیدا کرتا ہے جو کچھ کہ چاہتا ہے اور پسند کرتا ہے۔“ (سورہ قصص آیت ۱۴-۱۵)

مسلمانوں اور عیسائیوں کے خلیفہ اور خدا کی رحم دلی کا حال دیکھتے ہو کسی خلیفہ ایک انسان کا خون کرنے اور

(۱۲۱) محقق:

خدا معاف کرے کیا یہ دونوں ظالم ہیں یا نہیں؟ کیا خدا اپنی مرضی ہی سے جیسا چاہتا ہے دیا پیدا کرتا ہے؟ کیا اس نے اپنی مرضی ہی سے ایک کو بادشاہ اور دوسرے کو غریب

ایک کو عالم اور دوسرے کو جاہل پیدا کیا ہے؟ اگر ایسا ہے تو نہ قرآن سچا اور نہ ظالم ہونے کے باعث یہ خدا سچا خدا ہو سکتا ہے۔

(۱۲۱) **مدقق :** آگے پیچھے کو نہ دیکھنے والو ذرا غور سے سنو! اصل قصہ

یوں ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نبی ہونے سے پہلے
بب مصر میں فرعون کی مانتی میں تھے۔ ایک روز دوپہر کے وقت شہر میں آئے تو دیکھا کہ
دو آدمی ایک فرعون کی قوم کا اور ایک حضرت موسیٰ کی قوم بنی اسرائیل کا آپس
میں لڑ رہے ہیں۔ فرعون بنی اسرائیل پر ظلم کر رہا تھا اسرائیلی نے موسیٰ سے فریاد کی
اور اپنی مدد کو بلایا۔ حضرت موسیٰ نے فرعون بنی اسرائیل کا صریح ظلم دیکھ کر ایک منکر سید کیا تو اتفاقاً
اسی مکہ سے اس کا کام تمام ہو گیا۔ حضرت موسیٰ کا اس کو جان سے مارنے کا قصد نہ تھا
بلکہ معمولی دھول دھپا جس کا وہ ہر طرح سے مستوجب تھا۔ مگر قصداً اس کا اسی مکہ
سے کام تمام ہو گیا۔ اس پر حضرت موسیٰ کو سخت رنج ہوا تو خدا نے ان کو مخالف کر دیا کہ
حضرت موسیٰ کا یہ کوئی گناہ نہ تھا۔ کیونکہ مار دینے کا نہ تو قصد تھا اور نہ ہی کسی مسلک
بھٹیاری سے مارا تھا۔ تاہم انہوں نے اپنی علوشان کے مناسب اسے بھی گناہ سمجھا۔ جس کی
نسبت معافی کی اطلاع خدا نے ان کو دی۔ کہتے اس پر کیا سوال ہے؟ یوں صاف کہیں
نہیں کہتے کہ توبہ سے ہمیں رنج ہے نہ ہم بھی نمبر ۲۲ کا سوال آپ کو سنائیں

سماجیو! اگر اپنے سوامی کے قول کی تائید میں ہو کر بیش کا کچھ بھی دکھ نہ جاتا ہے
نمبر ۱۰۴۔ تو کوئی اور رکھ خدا اسے مانگ لو۔ اس کے ہاں کسی چیز کی کمی نہیں۔

جنگ خدا اپنی مشیت سے اشیات اور رضا کا فرق نمبر ۳۰ میں ملاحظہ ہوا ہے
چاہے امیر کرے اور جس کو چاہے غریب کرے۔ ظلم توبہ کہ کسی کا اس پر حق ہو اور نہ
وہ جب کوئی حق نہیں تو پھر جس حالت میں اپنی حکمت کے تقاضا سے رکھے۔ اسی میں
اس کا عدل اور وہی اس کا رحم ہے۔ سوامی بنی اسرائیل پر کچھ بیش بغیر انہم (تاج) کا ذکر چھیڑ دیتے
ہیں۔ جس کو ہم جوہر اس کے کہ اسی کتاب میں کئی ایک جگہ ان کی مفصل بحث مل سکتی ہے
ماتے رہتے ہیں۔ مگر یہاں پر تو ہماری بھی رال نینتی باقی ہے کہ ہم بھی سوامی بنی اسرائیل
کے پیلوں سے اس کے متعلق ایک سوال پوچھیں

سماجیو! نمبر ۱۶ میں ہم ثابت کر آئے ہیں کہ دنیا کو خدا اسے ایک خاص وقت سے
پیدا کیا ہے۔ جس سے پہلے نہ تھی مفصل بحث نمبر ۱۶ میں دیکھو تو بتاؤ ابتدا میں خدا نے

سب کو کوئی کو امیر اور خادم ہی بنایا تھا! پس اور سب کو آدمی بنایا تھا! پس کو میں ان بھی؟ اور اگر تمنا ہے اصول کی زیادہ پابندی کریں تو یہ بھی پچھتے ہیں کہ سب کو میں بنایا تھا! نور حق بھی؟ یہ تمنا عورت مرد کی تفریق بھی اللہ کا تشبیہ ہے (اور سوئی کر ہو اب دینا۔ جلدی نہ کرنا۔

”اور حکم کیا ہم نے انسان کو ساتھ ماں باپ کے بھائی کرنا اور بھنڈا کر کے دو نوں شریک لائے تو

ساتھ میرے اس جہ کو کہ نہیں واسطے تیرے ساتھ اس کے علم۔ پس مت کہنا ان دو نوں کا طرف میری ۱۰ ہے اور البتہ تحقیق بھیجا ہم نے نوح کو طرف قوم اس کی کے پس رباچ اس کے ہزار برس مگر پچاس برس کم۔“ (سورہ العنکبوت: آیت ۱۳)

ماں باپ کی خدمت کرنا تو اچھا ہے۔ اگر خدا کے ساتھ شریک کرنے کیلئے وہ نہیں تو ان کا کمان ماننا یہ بھی نفی

ہے۔ لیکن اگر ماں باپ دروغ کوئی وغیرہ کرنے کا حکم دیں تو کیا مان لینا چاہئے؟ اس لئے یہ بات نصف اچھی اور نصف بری ہے۔ اگر نوح وغیرہ پیغمبروں کو خدا ہی دنیا میں بھیجا ہے تو اور دروغ کو کون بھیجتا ہے۔ اگر سب کو وہی بھیجتا ہے تو سب ہی پیغمبر کیوں نہیں؟ اور اگر پہلے آدمیوں کی ہزار برس کی ہوتی تھی تو اب کیوں نہیں ہوتی۔ اس لئے یہ بات صحیح نہیں۔

سوائی جی کا پرمان سونے سے لکھنے کے قابل ہے کہ دروغ کوئی میں ماں باپ کا حکم نہیں ماننا چاہئے

پس سوائی جی سنئے! ہم آپ کو بتاتے ہیں کہ شرک بھی اس لئے منع کیا ہے کہ بصورت ہے اسی سے ایک باریک اشارہ اس امر کی طرف ہے کہ لا طاعة لمخلوف فی معصیة الخالق یہ ایک حدیث و مضمون ہے۔ مطلب یہ ہے کہ جو قوم خالق سے منع کیا اور اس میں حقوق کی اطاعت ہو کر جانا میں۔ اور تو ان شریک سے متعلق چاہے تو سوائی

۱۰ ہادی: ۱۰۱، ۱۰۲، ۱۰۳، ۱۰۴، ۱۰۵، ۱۰۶، ۱۰۷، ۱۰۸، ۱۰۹، ۱۱۰، ۱۱۱، ۱۱۲، ۱۱۳، ۱۱۴، ۱۱۵، ۱۱۶، ۱۱۷، ۱۱۸، ۱۱۹، ۱۲۰، ۱۲۱، ۱۲۲، ۱۲۳، ۱۲۴، ۱۲۵، ۱۲۶، ۱۲۷، ۱۲۸، ۱۲۹، ۱۳۰، ۱۳۱، ۱۳۲، ۱۳۳، ۱۳۴، ۱۳۵، ۱۳۶، ۱۳۷، ۱۳۸، ۱۳۹، ۱۴۰، ۱۴۱، ۱۴۲، ۱۴۳، ۱۴۴، ۱۴۵، ۱۴۶، ۱۴۷، ۱۴۸، ۱۴۹، ۱۵۰، ۱۵۱، ۱۵۲، ۱۵۳، ۱۵۴، ۱۵۵، ۱۵۶، ۱۵۷، ۱۵۸، ۱۵۹، ۱۶۰، ۱۶۱، ۱۶۲، ۱۶۳، ۱۶۴، ۱۶۵، ۱۶۶، ۱۶۷، ۱۶۸، ۱۶۹، ۱۷۰، ۱۷۱، ۱۷۲، ۱۷۳، ۱۷۴، ۱۷۵، ۱۷۶، ۱۷۷، ۱۷۸، ۱۷۹، ۱۸۰، ۱۸۱، ۱۸۲، ۱۸۳، ۱۸۴، ۱۸۵، ۱۸۶، ۱۸۷، ۱۸۸، ۱۸۹، ۱۹۰، ۱۹۱، ۱۹۲، ۱۹۳، ۱۹۴، ۱۹۵، ۱۹۶، ۱۹۷، ۱۹۸، ۱۹۹، ۲۰۰، ۲۰۱، ۲۰۲، ۲۰۳، ۲۰۴، ۲۰۵، ۲۰۶، ۲۰۷، ۲۰۸، ۲۰۹، ۲۱۰، ۲۱۱، ۲۱۲، ۲۱۳، ۲۱۴، ۲۱۵، ۲۱۶، ۲۱۷، ۲۱۸، ۲۱۹، ۲۲۰، ۲۲۱، ۲۲۲، ۲۲۳، ۲۲۴، ۲۲۵، ۲۲۶، ۲۲۷، ۲۲۸، ۲۲۹، ۲۳۰، ۲۳۱، ۲۳۲، ۲۳۳، ۲۳۴، ۲۳۵، ۲۳۶، ۲۳۷، ۲۳۸، ۲۳۹، ۲۴۰، ۲۴۱، ۲۴۲، ۲۴۳، ۲۴۴، ۲۴۵، ۲۴۶، ۲۴۷، ۲۴۸، ۲۴۹، ۲۵۰، ۲۵۱، ۲۵۲، ۲۵۳، ۲۵۴، ۲۵۵، ۲۵۶، ۲۵۷، ۲۵۸، ۲۵۹، ۲۶۰، ۲۶۱، ۲۶۲، ۲۶۳، ۲۶۴، ۲۶۵، ۲۶۶، ۲۶۷، ۲۶۸، ۲۶۹، ۲۷۰، ۲۷۱، ۲۷۲، ۲۷۳، ۲۷۴، ۲۷۵، ۲۷۶، ۲۷۷، ۲۷۸، ۲۷۹، ۲۸۰، ۲۸۱، ۲۸۲، ۲۸۳، ۲۸۴، ۲۸۵، ۲۸۶، ۲۸۷، ۲۸۸، ۲۸۹، ۲۹۰، ۲۹۱، ۲۹۲، ۲۹۳، ۲۹۴، ۲۹۵، ۲۹۶، ۲۹۷، ۲۹۸، ۲۹۹، ۳۰۰، ۳۰۱، ۳۰۲، ۳۰۳، ۳۰۴، ۳۰۵، ۳۰۶، ۳۰۷، ۳۰۸، ۳۰۹، ۳۱۰، ۳۱۱، ۳۱۲، ۳۱۳، ۳۱۴، ۳۱۵، ۳۱۶، ۳۱۷، ۳۱۸، ۳۱۹، ۳۲۰، ۳۲۱، ۳۲۲، ۳۲۳، ۳۲۴، ۳۲۵، ۳۲۶، ۳۲۷، ۳۲۸، ۳۲۹، ۳۳۰، ۳۳۱، ۳۳۲، ۳۳۳، ۳۳۴، ۳۳۵، ۳۳۶، ۳۳۷، ۳۳۸، ۳۳۹، ۳۴۰، ۳۴۱، ۳۴۲، ۳۴۳، ۳۴۴، ۳۴۵، ۳۴۶، ۳۴۷، ۳۴۸، ۳۴۹، ۳۵۰، ۳۵۱، ۳۵۲، ۳۵۳، ۳۵۴، ۳۵۵، ۳۵۶، ۳۵۷، ۳۵۸، ۳۵۹، ۳۶۰، ۳۶۱، ۳۶۲، ۳۶۳، ۳۶۴، ۳۶۵، ۳۶۶، ۳۶۷، ۳۶۸، ۳۶۹، ۳۷۰، ۳۷۱، ۳۷۲، ۳۷۳، ۳۷۴، ۳۷۵، ۳۷۶، ۳۷۷، ۳۷۸، ۳۷۹، ۳۸۰، ۳۸۱، ۳۸۲، ۳۸۳، ۳۸۴، ۳۸۵، ۳۸۶، ۳۸۷، ۳۸۸، ۳۸۹، ۳۹۰، ۳۹۱، ۳۹۲، ۳۹۳، ۳۹۴، ۳۹۵، ۳۹۶، ۳۹۷، ۳۹۸، ۳۹۹، ۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۳، ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۰۶، ۴۰۷، ۴۰۸، ۴۰۹، ۴۱۰، ۴۱۱، ۴۱۲، ۴۱۳، ۴۱۴، ۴۱۵، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۲۲، ۴۲۳، ۴۲۴، ۴۲۵، ۴۲۶، ۴۲۷، ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۳۰، ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۴، ۴۳۵، ۴۳۶، ۴۳۷، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۴۰، ۴۴۱، ۴۴۲، ۴۴۳، ۴۴۴، ۴۴۵، ۴۴۶، ۴۴۷، ۴۴۸، ۴۴۹، ۴۵۰، ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۵، ۴۵۶، ۴۵۷، ۴۵۸، ۴۵۹، ۴۶۰، ۴۶۱، ۴۶۲، ۴۶۳، ۴۶۴، ۴۶۵، ۴۶۶، ۴۶۷، ۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۸۹، ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۴، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۸، ۵۴۹، ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳، ۷۰۴، ۷۰۵، ۷۰۶، ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰، ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۰۰۴، ۱۰۰۵، ۱۰۰۶، ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۱۹۸، ۱۱۹۹، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱، ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴، ۱۲۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۱۰، ۱۲۱۱، ۱۲۱۲، ۱۲۱۳، ۱۲۱۴، ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، ۱۲۱۸، ۱۲۱۹، ۱۲۲۰، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹، ۱۲۴۰، ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۴۴، ۱۲۴۵، ۱۲۴۶، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۶۴، ۱۲۶۵، ۱۲۶۶، ۱۲۶۷، ۱۲۶۸، ۱۲۶۹، ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، ۱۲۷۳، ۱۲۷۴، ۱۲۷۵، ۱۲۷۶، ۱۲۷۷، ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۱۲۸۰، ۱۲۸۱، ۱۲۸۲، ۱۲۸۳، ۱۲۸۴، ۱۲۸۵، ۱۲۸۶، ۱۲۸۷، ۱۲۸۸، ۱۲۸۹، ۱۲۹۰، ۱۲۹۱، ۱۲۹۲، ۱۲۹۳، ۱۲۹۴، ۱۲۹۵، ۱۲۹۶، ۱۲۹۷، ۱۲۹۸، ۱۲۹۹، ۱۳۰۰، ۱۳۰۱، ۱۳۰۲، ۱۳۰۳، ۱۳۰۴، ۱۳۰۵، ۱۳۰۶، ۱۳۰۷، ۱۳۰۸، ۱۳۰۹، ۱۳۱۰، ۱۳۱۱، ۱۳۱۲، ۱۳۱۳، ۱۳۱۴، ۱۳۱۵، ۱۳۱۶، ۱۳۱۷، ۱۳۱۸، ۱۳۱۹، ۱۳۲۰، ۱۳۲۱، ۱۳۲۲، ۱۳۲۳، ۱۳۲۴، ۱۳۲۵، ۱۳۲۶، ۱۳۲۷، ۱۳۲۸، ۱۳۲۹، ۱۳۳۰، ۱۳۳۱، ۱۳۳۲، ۱۳۳۳، ۱۳۳۴، ۱۳۳۵، ۱۳۳۶، ۱۳۳۷، ۱۳۳۸، ۱۳۳۹، ۱۳۴۰، ۱۳۴۱، ۱۳۴۲، ۱۳۴۳، ۱۳۴۴، ۱۳۴۵، ۱۳۴۶، ۱۳۴۷، ۱۳۴۸، ۱۳۴۹، ۱۳۵۰، ۱۳۵۱، ۱۳۵۲، ۱۳۵۳، ۱۳۵۴، ۱۳۵۵، ۱۳۵۶، ۱۳۵۷، ۱۳۵۸، ۱۳۵۹، ۱۳۶۰، ۱۳۶۱، ۱۳۶۲، ۱۳۶۳، ۱۳۶۴، ۱۳۶۵، ۱۳۶۶، ۱۳۶۷، ۱۳۶۸، ۱۳۶۹، ۱۳۷۰، ۱۳۷۱، ۱۳۷۲، ۱۳۷۳، ۱۳۷۴، ۱۳۷۵، ۱۳۷۶، ۱۳۷۷، ۱۳۷۸، ۱۳۷۹، ۱۳۸۰، ۱۳۸۱، ۱۳۸۲، ۱۳۸۳، ۱۳۸۴، ۱۳۸۵، ۱۳۸۶، ۱۳۸۷، ۱۳۸۸، ۱۳۸۹، ۱۳۹۰، ۱۳۹۱، ۱۳۹۲، ۱۳۹۳، ۱۳۹۴، ۱۳۹۵، ۱۳۹۶، ۱۳۹۷، ۱۳۹۸، ۱۳۹۹، ۱۴۰۰، ۱۴۰۱، ۱۴۰۲، ۱۴۰۳، ۱۴۰۴، ۱۴۰۵، ۱۴۰۶، ۱۴۰۷، ۱۴۰۸، ۱۴۰۹، ۱۴۱۰، ۱۴۱۱، ۱۴۱۲، ۱۴۱۳، ۱۴۱۴، ۱۴۱۵، ۱۴۱۶، ۱۴۱۷، ۱۴۱۸، ۱۴۱۹، ۱۴۲۰، ۱۴۲۱، ۱۴۲۲، ۱۴۲۳، ۱۴۲۴، ۱۴۲۵، ۱۴۲۶

لَا تَجِدُ قَوْمًا يُؤَدُّونَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ يُوَفُّوْنَ اَدْوَانَ عَنْ
حَاذِ اللّٰهِ وَرِضْوَانَهُ وَلَوْ كَانُوا اَبْنَاءَ هُمْ اَوْ اَبْنَاءَ هُمْ
اَوْ اَحْوََانَهُمْ

ترجمہ "کوئی قوم ایماندار خدا کے عنکوں سے مخالفت کرنے والوں

کے ساتھ محبت نہیں کیا کرتی کہ وہ ان کے باپ یا بیٹے یا بھائی بند بھی ہیں۔

جیسے کے معنی آپ نے غلط سمجھے ہیں۔ یہاں جیسے کے معنی امام کرنے کے ہیں
جسے کہ وہ لوگوں کے امام بن گئے۔ انہوں نے خود اپنے نہیں بھیجا یعنی امام نہیں کیا

عمر کی بابت تو اب بھی کوئی قاعدہ مقرر نہیں۔ جب تک آپ کوئی حد مقرر
نہیں کریں۔ ہم جو اب نہیں دیکھ سکتے ہاں پر مشور کی آلیا بھی سننے جو بدلوں کو ہدایت کرتا ہے۔

اے مجدد ملت! آپ کی حمایت سے ہماری آنکھوں اور زبان کی عقلی یعنی تین سو سال کی
محرمانہ ابھی آپ اس کی انوار یہ دلت لے یہ ایذا کیا ہے اس سفر سے ایک اور
اپنی اپنی حاصل ہو تا ہے۔ یعنی اس سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ اگر یہ ہم نے نہ دیکھا
تو اس کی پابندی کی جائے تو انسان کی عمر سو برس سے علی تک اس
ہے۔" (مجموعہ کائنات ۱۵۶)

یہی حضرت نوح علیہ السلام نے اس آپ کی عقلی کو عقلی کر کے ہزار سال عمر پائی ہو تو
آپ کا اس پر سوال کیا ہے۔ ہم پر یہ ظاہر ہے کہ ان کو آخر معلوم ہو گا۔ بلکہ وید کے بتائے
ہوئے طریق سے اچھا پنڈت ہی کے پیلو! نکاح شیشوں کا مٹھن بنا کر پتھر سے سانس والے
ہوتے ہیں؟

(۱۲۳) ترجمہ: "اے پہلی بار نہ تاتے پیدائش پھر دوبارہ کریگا اس کو
پھر اس کی طرف پھر سے ہوا کے اور جس ان پر

ہوئی قیامت ناامید ہوئے گئے گناہ پس جو لوگ کہ ایمان لائے اور کام کئے اتنے پس وہ
نجات کے ہوا کروائے جائیں گے اور اگر بھیج دیں ہم ایک ہوا جس دیکھیں اس کو معنی
نہیں ہوئی۔ اس طرح صبر رکھتا ہے اللہ اوپر دلوں ان کے کے لئے نہیں
ہوتے۔" (مجموعہ کائنات ۱۵۸)

(۱۲۳) محقق :

اگر اللہ دوبارہ پیدا انش کرتا ہے اور تیسری بار نہیں کرتا تو پیدا انش کے پہلے اور دوسری بار پیدا انش کے بعد بیکار بیٹھا رہتا ہو گا اور ایک دوبارہ پیدا انش کرنے کے بعد اس کی قدرت یعنی طاقت ٹھکی اور زائل ہو جاتی ہو گی اور اگر روزِ عدل گزر جائے تو لوگ ناامید ہو گئے تو اچھی بات ہے۔ قرآن کا مطلب نہیں یہ تو نہیں ہے کہ مسلمانوں کے سوا سب گنہگار سمجھ کر ناامید کئے جائیں گے؟ کیونکہ قرآن میں ان کی مقاموں پر گنہگاروں سے مراد غیر مذہب والوں سے لی گئی ہے۔ اگر باغ میں رکھنا اور سنگار کرنا بھی مسلمانوں کی ہشت ہے تو اس دنیا کی مانند ہی ہے اور کیا وہاں باغبان اور زرگر بھی ہو گئے یا خدا ہی باغبان اور زرگر وغیرہ کا کام کرتا ہے۔ اگر کسی کو تم زچ رہتا ہو گا تو چوری بھی ہوتی ہو گی۔ اور وہ ہشت میں سے نکال کر چوری کرنے والوں کو دوزخ میں بھی ڈالتا ہو گا۔ اگر ایسا ہو گا تو یہ بات کہ ہمیشہ ہشت میں رہیں گے بھوت ہو جائے گی اگر کسانوں کی کھیتی پر بھی خدا کی نظر ہے تو علمِ ذراعت کھیتی کرنے کے تجربہ بغیر کیسے آگیا اور اگر فرض کیا جائے کہ خدا نے اپنے علم سے سب باتیں جان لی ہیں تو ایسا زور کھانے سے وہ اپنا غرور ظاہر کرتا ہے۔ اگر اللہ نے رومنوں کے دونوں پہلوں کا گنہگار کیا ہے تو اس گناہ کا جواب دہ ہی ہو گا۔ رومن نہیں ہو سکتی جس طرح کہ فتح و شکست کا ذمہ دار یہ سارا رہتا ہے ویسا ہی سب گناہ خدا کو حاصل ہو گئے۔

(۱۲۳) مدقق :

اس بھولے پن پر قربان! سچ ہے لو لا الحقاء لبطلت الدنيا ① اس تیسری کھل باتوں کا جواب سابقہ نمبروں میں آچکا ہے۔ سو امی جی کو تو پانی پلونے کی عادت ہے خدا کی بیکاری یا باکاری کی بحث نمبر ۱۶ میں دیکھو۔ بیشک مجرم وہی ہیں جو خدا کے ساتھ شریک کریں اور جو اس کے حکموں کی بد اس نے اپنے سچے نبیوں کے ذریعے بندوں کیلئے بھیجے ہیں کھذیب کریں۔ اس کا ذکر بھی کی دفعہ آچکا ہے۔

سوامی جی! کہیں دیدوں کا منکر لہو تو نہیں؟ ستیا رتھ پر کاش صفحہ ۷۳۳ دیکھ کر جواب دیں۔ بہشت کا جواب نمبر ۴۶۹ اور ۶۱ وغیرہ میں آچکا ہے۔ سب کچھ خدا کی مہربانی سے ہو گا۔ مگر یہ بھی سن رکھئے۔

اِنَّ اللّٰهَ حَرَمَ مَيْمٰنًا عَلٰی الْکَافِرِیْنَ

ترجمہ: "کافروں پر بہشت کی نعمتیں حرام ہیں۔"

نہ کوئی کسی کا زیور چرائے گا نہ کسی کو برا بھلا کہے گا۔ بلکہ سب کے سب پر ایم اور محبت سے رہیں گے سنو!

اِخْوَانًا عَلٰی سُرُوْرٍ مُّتَقَابِلِیْنَ

ترجمہ: "بھائیوں کی طرح ایک دوسرے کے مقابل تختوں پر بیٹھے ہونگے۔"

سوامی جی! پر مشور نے سرشٹی (دنیا) کے پرمانوں (اجزاء) کو جمع کر کے موجودہ صورت میں آجمن پیدا کیا تو اتنا بڑا کام بے تجربہ کیسے کیا ہو گا؟ آپ کے اس سوال کا جواب قرآن نے ان لفظوں میں دیا ہے۔

مَا قَدَرُوْا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِہٖ

ترجمہ: "کافر نہ اس کی شان کے مناسب اس کی قدر نہیں کرتے۔"

ہائے ایسی سمجھ پر پتھر جو اتنا بھی نہیں جانتا

پر مشور کے ہاتھ نہیں۔ لیکن اپنی طاقت کے ہاتھ سے سب کو بنا دیا اور قائم رکھتا ہے۔ پاؤں نہیں۔ لیکن چلانا ہونے کے باعث سب سے زیادہ صاحب سرعت ہے۔ آنکھ نہیں۔ لیکن سب کو ٹھیک ٹھیک دیکھتا ہے۔ کان نہیں۔ مگر بھی سب کی باتیں سنتا ہے۔ ستیا رتھ صفحہ ۲۳۳ باب ۷ نمبر ۳۶

مر لگائے کا جواب نمبر ۶۱ و نمبر ۶۵ میں آچکا ہے۔

(۱۲۴) ترجمہ: "یہ آیتیں ہیں کتاب حکمت والی کی۔ پیدا کیا آسمانوں کو بغیر ستونوں کے دیکھتے ہو تم ان کو اور ڈالے بیچ

زمین کے پہاڑ ایسا نہ ہو کہ مل جائے کیا نہ دیکھا تو نے یہ کہ اللہ داخل کرتا ہے رات کو بیچ دن کے اور داخل کرتا ہے دن کو بیچ رات کے۔ کیا نہ دیکھا تو نے یہ کہ کشتیاں چلتی ہیں

سچہ دیا گئے ساتھ نعمتوں اللہ کے تاکہ دکھائے تم کو نیک نیوں اپنی سے۔ " اسور و نعمان
: آیت ۱۳۰، ۱۲۸، ۱۲۹

(۱۲۳) محقق : واہ صاحب واہ! حکمت والی کتاب خوب ہے کہ جس
میں بالکل علم سے خلاف اکاش کی پیدا آتش اور اس
میں ستون لگاتے اور زمین کو قائم رکھنے کے واسطے پناڈ رکھنے کا ذکر ہے۔ تھوڑے علم
والا بھی ایسی تحریر ہرگز نہیں کر سکتا اور نہ ایسی باتیں مان سکتا ہے اور حکمت کی بات
دیکھتے کہ جہاں دن ہے وہاں رات نہیں جہاں رات ہے وہاں دن نہیں اور اسکو ایک
دوسرے میں داخل کرنا کھٹا ہے۔ یہ تو سخت جھوٹ کی بات ہے۔ اس لئے یہ قرآنِ عظمیٰ
کتاب نہیں ہو سکتی کیا یہ خلاف از علم بات نہیں ہے؟ کشتی کو آدمی ٹکوں اور
اوزاروں سے چلاتے ہیں یا خدا کی مہربانی سے۔ اگر کوئے یا چم کی کشتی بنا کر سندھ میں
چلائی جائے تو خدا کا نشان ڈوب تو نہ جائے گا۔ یہ کتاب نہ کسی عالم اور نہ خدا کی بنائی
ہو سکتی ہے!

(۱۲۴) مدقق : ماراج! دین ماراج! جی ہے۔

"ہندو سہی کی عقل زائل ہو جاتی ہے۔" (دیا چہ ستیا، تھپا کال مطبوعہ)
آسمان کی پیدا آتش وغیرہ کا ذکر نمبر ۱۸۸ اور ۱۲۹ میں اور زمین کی حرکت کا ذکر
نمبر ۱۱ میں ہے۔

ٹاٹکرین! سوامی جی کی دیانتداری کو دیکھتے ایسی چٹاکی کہ قرآن میں تو "بغیر
ستونوں" کے ہو۔ چنانچہ ہم نے سوامی جی کے مکتول ترجمہ پر غلط دیدیا ہے اور سوامی جی
اس پر جھوٹے کاستون لگاتے ہیں۔ پھر اس برتے پر سادھو اور یوگی؟ اور بنیادی اور سوامی
جی مہاراج اور کیا نہیں کیا سچ ہے۔
کھلا کھوں شمس جی میں بھی آپ نے صبر خدا مانا خواستہ مگر خوشنیں ہوئے تو کیا کرتے

دن کو رات میں اور رات کو دن میں داخل کرنے کے دو معنی ہیں ایک تو یہ کہ دن کی روشنی نہیں رہتی اور رات آجاتی ہے اسی طرح رات کا وقت پورا ہو جاتا ہے۔ تو دن کی روشنی ہو جاتی ہے۔ دوسرے معنی یہ کہ کبھی دن چھوٹا اور کبھی رات چھوٹی۔

ہاں نشئی کا سوال خوب کیا۔ سماجیو! یہ میثور کاپ مان سنو!

”میں ملک میں عوام اور عہدہ داروں کی ترقی اور اصلاح ہوتی ہے۔ وہ میرا یہ میثور کا نظام نافذ کر رہا۔ اعلیٰ میں اسے میں اس دن میں فوج کے کھڑے رہا اور بیلوں کی قوت سے بھاگتا ہوں۔“ (پھر وہ اڑھایا کے ۲۰ منٹ ۱۱۰)

تلاؤ! اس وقت تمام دنیا میں یہ کب سے اور دھرم کا تہذیب کیسا ہے۔ ایسا کہ بقول سوامی جی ویدوں کی توحید کویت پرستوں نے ملیا میٹ کر دیا اور کر رہے ہیں۔ اب تو یہ میثور بے گھر اکیس نکالیں مارا مارا پھرتا ہو گا۔ کیوں نہ ہو (پتھر)!

دوستی داد! گھوڑے بیلوں کے مالک بھارے تو ان پانی اور گھاس قیمت سے لیکر نکلیں۔ جن سے وہ قوت پائیں اور یہ میثوری نہیں میں قوت دیتا ہوں۔ کیا کسی دور ان عالم کی بات کہے؟ (۱۲) (ڈبل چیز)!

سماجیو! اخصاف سے کہنا۔ ایسا سوال کرنا کسی آتشکندہ کے قاتل کا کام ہے یا آتشکندہ (ہر)؟ کچھ کہتے ہو گے کسی کی رہایت نہ کرنا۔ ورنہ تمہارا یہ تھا اصول منسوخ ہو جائے گا۔

(۱۴۵) **ترجمہ :** ”تہذیب کرتا ہے کام کی آسان سے طرف زمین کے پھر

چن چن جاتا ہے۔ طرف اس کے سچ ایک دن کے کہ تھی
مقدار اس کی ہزاروں میں ان برسوں سے کہ گنتے ہو تم یہ جاننے والا غائب کا اور حاضر کا
عالم مرہاں۔ پھر تم دست کیا اس کو اور پھر نکالچ اس کے روح اپنی سے کہ قبض کر چکا
تم کو فرشتہ موت کا وہ ہو مقرر کیا گیا ہے۔ ساتھ تمہارے اور اگر چاہتے ہم۔ الہت دینے
ہم ہر ایک روح کو ہدایت اس کی۔ لیکن ثابت ہوئی بات میری طرف سے یہ کہ الہت
بھروسہ گامیں دوزخ کو جنوں اور آدمیوں سے اٹھئے۔“ (سورہ سجدہ، آیت ۸) (۱۴۱۰)

(۱۲۵) **محقق** : اب تو ٹھیک ثابت ہو گیا کہ مسلمانوں کا خدا مثل انسان کے محدود امکان ہے۔ کیونکہ اگر محیط کل ہو گا

تو ایک جگہ سے انتظام کرنا اور اترنا چڑھنا۔ یہ باتیں نہ ہوتیں، اگر خدا فرشتے کو بھیجتا ہے تو خود بھی محدود امکان ہوا، کیا آپ آسمان پر لگا بیٹھا ہے اور فرشتوں کو دوڑاتا رہتا ہے۔ اگر فرشتے رشوت لیکر کوئی معاملہ بگاڑ دیں یا کسی مردہ کو چھوڑ جائیں تو خدا کو کیا معلوم ہو سکتا ہے؟ معلوم تو اس کو ہو ہو رہا ہے اور محیط کل ہو۔ سو وہ تو ہے ہی نہیں، اگر ہوتا تو فرشتے کے بھیجے اور کئی لوگوں کے مختلف طور پر آزمائش لینے کا کیا کام تھا۔ پھر ایک ہزار برس کا عرصہ لگتا اور آنے جانے کا انتظام کرنا، یہ باتیں بتلاتی ہیں کہ وہ قادر مطلق نہیں ہے۔ اگر موت کا فرشتہ ہے تو اس کا مارنے والا کوئی بلا کو ہے؟ اگر وہ ہمیشہ سے ہے تو حیات ابدی میں خدا کے برابر شریک ہو گیا، ایک فرشتہ ایک ہی وقت میں دو وزخ بھرنے کے لئے روحوں کو بہايت نہیں کر سکتا اور اگر ان کو بلا گناہ کے اپنی مرضی سے دو وزخ بھر کے ان کو تکلیف دے کر قاتل شاد یکتا ہے تو خدا کا تبار اور بے رحم ہو گا۔ ایسی باتیں جس کتاب میں ہوں نہ وہ عالم اور نہ خدا کی بنائی ہو سکتی ہے اور نور رحم اور انصاف نہیں رکھتا وہ ہرگز خدا ہو نہیں سکتا۔

(۱۲۵) **مدقق** : تمہیر خداوندی کے معنی نمبر ۸۸ میں گزر چکے ہیں۔ کسی چیز کا خدا کی طرف چڑھنا اس کے قبول ہونے سے مراد

ہے سنو!

إِلَيْهِ يَصْغَدُ الْكَلْبُ الْظَلِيمُ

"خدا کی طرف نیک باتیں چڑھتی ہیں۔" (یعنی وہ قبول کرتا ہے)

ہے

فرشتوں کو آپ نہیں جانتے نہ دیکھ سکتے ہیں۔ جس دن دیکھ لئے پھر آپ کی خیر

نہیں۔

يَوْمَ يَرْوُونَ الْمَلَائِكَةَ لَا بُشْرَىٰ لَكُمْ وَلَهُمْ فِيهَا عَذَابٌ مُّهِينٌ

"مگر لوگ جس دن فرشتوں کو دیکھیں گے۔ اس دن ان کی

خیر نہ ہوگی۔" (یعنی خدا اب میں پھنسیں گے)۔

وہ اہل نفس نہیں کہ کسی سے رشوت لیں۔ آپ خاطر جمع رہیں، ان کی تعریف یہ ہے۔

لَا يَغْضُوبُ إِلَهُهُمَا أَفَرَأَيْتُمْ

ترجمہ ”فرشتے خدا کی بے فرمانی کسی طرح نہیں کرتے۔“

اگر فرضاً رشوت لیکر کسی مجرم پر بے وجہ رحم کر بھی جائیں تو خدا اے عالم الغیب سے دونوں اودہ مجرم اور فرشتہ انہیں چھوٹ سکتے ہیں یہ خوب کسی کہ خدا کو کیا معلوم ہو سکتا ہے معلوم تو اُسے ہو جو ہمہ دان ہو۔

ناظرین! سوای جی کا ”ساحر پنا“ دیکھئے کہ ”درویش گویم بروئے تو“ سے بھی نہیں ڈرتے۔ ہم نے انہیں کے منقولہ ترجمہ پر خط کھینچ کر دکھا دیا ہے کہ خدا کو سب کچھ معلوم ہے اور مقامات تو جانے دو۔ ذرا نظر اٹھا کر اسی نمبر کا منقولہ ترجمہ زیر خط ملاحظہ کریں جس طرح خدا نے ظاہری سامانِ بارش روئیدگی وغیرہ کے اسباب بتا رکھے ہیں۔ اسی طرح باطنی امور بندوں کی ہدایت وغیرہ کے متعلق بھی ذرائع مقرر کر رکھے ہیں سوای جی! تعصب اور ضد میں آئے ہوئے نظامِ عالم پر بھی غور نہیں کرتے ہزار سال کے دن کے معنی سوای جی زندہ ہوتے تو ان سے گزراہ پر شاہ لئے بغیر ہم نہ بتاتے، مگر کیا کریں ساری دوستوں کی خاطر ہے، سنو!

ہزار سال اور پچاس ہزار سال سے کوئی خاص دن یا زمانہ مراد نہیں۔ کیونکہ قیامت کے دن کی تو کوئی انتہائی نہیں۔ اہل کالافِ قرآن میں موجود ہے۔ نہ ان جگہوں میں جہاں پر یہ لفظ وارد ہیں قیامت کا کوئی ذکر ہے، بلکہ ان مقامات میں خداوند تعالیٰ کی قدرت کا بیان ہے، پس آیت کے معنی صاف ہیں کہ خداوند تعالیٰ عالمِ دنیا میں ہر تدبیر اور احکام نافذ کرتا ہے ان کی تعمیل اور تکمیل ایک دن میں اتنی ہوتی ہے جتنی کسی زبردست سے زبردست بادشاہ کے حکموں اور تدبیروں کی ہزار سال میں۔ ہزار سال بھی تمثیلاً ہے۔ اسی لئے دوسرے مقام میں پچاس ہزار سال فرمائے ہیں (دیکھو نمبر ۱۳۶) قرآن کی دوسری آیت خود ان معنی کی شہادت دیتی ہے سنو!

إِنْ يَزِدْهَا عَنْكَ رَبِّكَ كِتَافًا لَمْ يَنْبَغْ عَلَيْهَا ثَبَرٌ لِّئَلَّا يُغْضَبَ

ترجمہ "تمہارے پروردگار کا ایک دن تمہارے حساب سے ہزار سال کے برابر ہے۔"

یعنی اس کے ایک دن کے کام اتنے ہیں کہ تم سب مخلوق مل کر ہزار سال بلکہ پچاس ہزار سال تک بھی کرنا چاہو تو نہ ہو سکیں۔ پس اس آیت کے معنی اور آیت کن کے معنی ایک ہی ہیں۔ (دیکھو نمبر ۴)

مگر آگے پیچھے کل وقوع حساب نہ دیکھنے والے جاہلوں کو علم کہاں؟ (بھونکا
صفحہ ۵۲)

اعتبار نہ ہو تو منوجی کا پرمان سنو!
"دنیا کے موبو یا قدیم رب نے کا نام خدا اکاؤن ہے وپرلے (دن) کی اصطلاح خدا کی
رات ہے۔" (بھونکا صفحہ ۱۴)

پس خدائی دنوں کو بھی اسی طرح قیاس کرو۔
سوامی جی! مادہ اور روح تو قدیم ہو کر خدا کے شریک نہ ہوں اور فرشتہ خدا کی
مخلوق ہو کر گوشت و رازنک زندہ رہیں۔ وہ کیونکر خدا کا شریک ہو جائے؟
(کو جی کون دھرم ہے؟)

خدا کسی کو بلا جرم و دوزخ میں نہیں ڈالے گا۔ سنو! إِنَّ اللَّهَ لَا
يُظْلِمُ النَّاسَ شَيْئًا

ترجمہ "خدا اے تعالیٰ ایک ذرہ بھر بھی لوگوں پر ظلم نہیں کرتا۔"
(۱۲۶) **ترجمہ** : "کہہ ہرگز نہ فائدہ دے گا تم کو بھاگنا۔ اگر بھاگو گے تم
موت سے یا قتل سے۔ اے بیبیو نبی کی جو کوئی آئے تم

میں سے ساتھ بے حیائی ظاہر کے۔" (سورہ احزاب: آیت ۱۶-۳۰)
(۱۲۶) **محقق** : یہ محمد صاحب نے اس واسطے لکھا یا کہا ہو گا کہ جنگ میں
کوئی نہ بھاگے اپنی فتح ہو اور مرنے سے بھی نہ ڈریں۔

عیش و عشرت کے سامان یہ جیسا مذہب کی اشاعت ہو۔ اور اگر بی بی بے حیائی سے نہ
آئے تو کیا پیغمبر صاحب بے حیا ہو کر آئیں بیبیوں پر عذاب ہو اور پیغمبر صاحب پر عذاب
نہ ہو۔ یہ کس گھر کا انصاف ہے؟

(۱۲۹) **مدقق :** حصہ اول کا جواب نمبر ۲ وغیرہ میں ملاحظہ ہو۔ جہاں جہاد کی تحقیق ہو چکی ہے جہاد سے نہ بھاگنے کی تعلیم منوجی کے

الفاظ میں سنئے۔

”کشتی (عابد امید ان پھوڑ میں تو کشتی نہیں۔“ (منوہ ۹۸۴)

سوامی جی! آپ کو گرو نے یہی تعلیم دی تھی کہ جس بات کو نہ سمجھو اس پر اعتراض کروینا؟

”کیا پانی اور بے دیا ہے وہ شخص جو ضد اور غمایت سے سوال کرے۔“ (ستیا رتھ ص ۳۵۰)

پیغمبر کی بیویوں کو اس لئے سمجھایا گیا ہے کہ انہیں گھنڈ نہ ہو کہ ہم جو چاہیں کریں ہمیں کوئی مواخذہ نہیں۔ جیسا عموماً شہزادیوں کو ہوا کرتا ہے اس میں پیغمبر کا کوئی ذکر نہیں۔ ہاں اور کئی ایک مقامات میں پیغمبر صاحب کو بھی گناہ ہونے پر ایسا ہی دھمکایا گیا ہے۔ سنو!

لَیْنِ اَشْرَکْتَ لَیْخْبُطَنَّ عَظْمُکَ وَ لَیْکُوْنَنَّ مِنَ الْخَاسِرِیْنَ

ترجمہ : ”اگر تو بھی شرک کرے گا تو تیرے نیک عمل سب ضائع ہو جائیں گے اور آخرت میں نقصان اٹھائے گا کئے آگے پیچھے کو نہ دیکھنے والے کون ہو گئے ہیں؟“

(۱۲۷) **ترجمہ :** ”اور انکی رہو سچ گھروں اپنے کے اور

فرمانبردار نبی کریم اللہ کی اور رسول کی سوائے اس کے نہیں۔ پس جب ادا کر لی ذیہ نے اس سے حاجت یا وہ یا ہم نے تجھ سے اس کو تاکہ نہ ہو۔ اوپر ایمان والوں کے چلی پیچ پیچوں لے پانگوں آگے کے جب ادا کر لیں اس سے حاجت اور بے عہم خدا کا کیا کیا۔ نہیں ہے اوپر نبی کے کچھ علی سچ اس چیز کے۔ نہیں ہے محمد صاحب باپ کسی مرد کا اور طہال کی عورت ایمان والی جو بخش دیں بغیر صر کے ہاں اپنی واسطے نبی کے۔ ڈھیل دیں تو جس کو چاہے اس میں سے اور جگہ دیں طرف اپنی جس کو چاہے۔ پس نہیں گناہ اوپر تیرے۔ اسے لوگو جو ایمان لائے ہو مست داخل ہو سچ گھروں پیغمبر کے۔“ (سورہ احزاب: آیت ۳۲ تا ۳۸، ۴۰، ۴۱، ۵۱، ۵۳)

۱۰۔ ایہ احکام قرآن پاک میں لکھ اس لفظ کو، لکھ اور یہ ہے سوال کی یافت اور صحت کی دہشت کہ حسین پتہ کے کہ سوائی نبی اور حاکم اور آغا خیر مالے میں کیسے کار لکھ ہیں

(۱۲۷) محقق :

یہ بڑے علم کی بات ہے کہ عورت گھر میں مثل قیدی کے رہے اور آدمی کھلے رہیں۔ کیا عورتوں کا دل

صاف ہوا۔ صاف جگہ میں سیر کرنا اور دنیا کی بیشمار اشیاء دیکھنا نہیں چاہتا ہو گا؟ اسی واسطے مسلمانوں کے لئے خاص طور پر آوارہ گرد اور اشیاء کے شوقین ہوتے ہیں۔ کیا اللہ اور رسول کے احکام ایک دوسرے کے موافق ہیں یا مخالف؟ اگر موافق ہیں تو یہ کتنا کہ دونوں کا حکم مانو فضول ہے۔ اگر مخالف ہیں تو ایک کا حکم صحیح اور دوسرے کا غلط ہو گا۔ ان دونوں میں سے ایک خدا اور دوسرا شیطان ہو جائے گا اور ایک کا شریک دوسرا بن جائے گا۔ واہ قرآن کے خدا اور پیغمبر آپ نے ایسے قرآن کو جس کی رو سے دوسرے کو نقصان پہنچا کر اپنی مطالب برآری کی جائے یا اس سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ محمد صاحب بڑے شہوت پرست تھے۔ اگر نہ ہوتے تو لے پالک بیٹے کی جو رو کو اپنی جو رو کیوں بناتے اور طرفہ یہ کہ ایسی باتوں کے کرنے والے کا خدا بھی طرفدار بن گیا اور بے انصافی کو بھی انصاف قرار دیا۔ انسانوں میں وحشی سے وحشی انسان بھی بیٹے کی جو رو کو چھوڑ دیتا ہے اور یہ کس ساخت غضب ہے کہ نبی کو شہوت رانی میں کچھ بھی رکاوٹ نہیں ہوتی اگر نبی کسی کا باپ نہ تھا تو زید لے پالک بیٹا کس کا تھا؟ جب بیٹے کی جو رو کو بھی گھر میں ڈالنے سے پیغمبر صاحب نہ رک سکے تو اوروں سے کیونکر بچے ہو گئے۔ ایسی چالاکی بھی بری بات کرنے والے کی بدنامی ہونے سے رک نہیں سکتی۔ کیا اگر غیر عورت بھی نبی سے خوش ہو کر پیہا کرنا چاہے تو بھی حلال ہو گی؟ اور یہ تو بڑے گناہ کی بات ہے کہ نبی جس عورت کو چاہے چھوڑ دے اور محمد صاحب کی عورتیں پیغمبر صاحب کے قصوردار ہو لے پر بھی اس کو کبھی نہ چھوڑ سکیں۔ اگر پیغمبر کے گھر میں کوئی دوسرا ناکاری کی نیت سے داخل نہ ہو تو ویسے ہی پیغمبر صاحب کو بھی کسی کے گھر میں داخل نہ ہونا چاہئے۔ کیا نبی جس کسی کے گھر میں چاہے بے خوف داخل ہو سکے اور پھر معزز بھی بنا رہے؟ ہلا کون عقل کا اندھا ہو گا کہ جو اس قرآن کو خدا کا لٹا یا ہوا اور محمد صاحب کو پیغمبر اور قرآن کے اتلائے ہوئے خدا کو سچا خدا مان سکے۔ بڑی تعجب کی بات ہے کہ ایسے غیر ذلیل خلاف و حریم مذہب کو اہل عرب نے قبول کر لیا۔

(۱۲۷) مدقق : عورتوں کو گھروں میں قید رکھنے کا کوئی علم شریعت

اسلام میں نہیں۔ حکم صرف یہ ہے کہ غیر محرموں سے جن سے نکاح درست ہے۔ اپنے آپ کو چھپائیں کہ وہ دیکھ کر فریفتہ نہ ہوں۔ یا کم سے کم انہیں برا خیال پیدا نہ ہو تاکہ زنا کاری حتی المقدور بند رہے گو یہ مطلب کسی تائید کا محتاج نہیں تاہم اپنے ساتھی دوستوں کی خاطر سوائی جی کے قول سے اس کی تائید دکھاتے ہیں۔ تاکہ سابیوں کو پنڈت جی کی کمالت کا اعتراف ہو کہ جس بات کو خود ہی بڑے مباہلہ سے بیان کرتے ہیں۔ اگر وہی حکم اسلام میں دیکھیں تو بیساختہ اعتراض سوچ جاتا ہے۔ پس سنو! پنڈت جی کا پرمان ہے

”لاکھوں کے مدرسے ہیں سبہ جود تھی اور مردانہ مدرسے میں مرد ہوں۔ زنانہ مدرسے میں پانچ برس کا لڑکا اور مردانہ پانچ سالہ پانچ برس کی لڑکی بھی نہ جانتے پائے۔“ (استیارتھ صفحہ ۳۲، سن ۱۹۳۳ء نمبر ۳)

ورہے!

”عجراتِ مردوں کا تذکرہ میں کیل بول ہوئے سے زانا کاری ’الرائی‘ تھکیز اور
تاریاں وغیرہ پیدا ہوتی ہیں۔“ استیوار تھور کاٹش صفحہ ۳۱۹

”سادہ سی اندریوں کو بھانپ سے بس میں رکھنا، اندریوں کو بڑے قاعدہ سے قابو کرنا چاہئے اندریوں کی کشش باہمی تعلق سے ہوتی ہے۔ چنانچہ منوبی نے فرمایا ہے: اندریوں اس قدر زبردست ہیں کہ ماں، باپ اور لڑکی وغیرہ کے ساتھ بھی ہر شے سے رہنا چاہئے اور سب کو تو کیا کہتا۔“ (اپنی لکھی ہوئی صفحہ ۱۱)

سواہی جی نے اس آیت پر غور نہیں کیا

وَلَا تَبْرَحْ جُلُوسَ الْجَاهِلِيَّةِ الْأُولَى

”بے دینی کے طریق سے باہر نہ نکلا کرو۔ جیسے پہلے کفر کی حالت میں نکلا کرتی تھیں۔“

سواہی جی اگر آج زندہ ہوتے تو ہم انہیں ان عورتوں کا حال دکھاتے جو زیور اور لباس سے آراستہ و پیراستہ ہو کر بازاروں میں پھرتی ہیں اور جو اس وقت جو ان سے لے کر بڑے بازار کی دکانداروں پر بھروسہ پر مان منوبی حالت گزارتی ہے۔ ان کی ذہنی داستان سنو!۔ سبھی اگر چاہیں تو ہم ان نیم مقتولوں کی طرف سے (جنگم نقل کفر کفر نباشد) مختصر سے لفظوں میں اداسے مضمون کر دیتے ہیں۔ ناظرین معاف رکھیں۔ سنو! کوئی اس وقت آہ دینا کرنا ہوا کہتا ہے۔

”ہائے یہ زلف سیاہ ڈس گئی ناگن بن کے“

کوئی چلا تا ہوا کہتا ہے۔

دیکھو اس چشم یار کی شوخی بپ کسی یار سا سے لڑتی ہے کوئی اپنے درد کی گمانی یوں شروع کرتا ہے۔

مارا، غمزدہ کشت و قمار اہمانہ ساخت خود سوئے نامدید و دیار اہمانہ ساخت کہیں کو بھی سو جھکتی ہے۔

ہم دوئے تم ہوئے کہ میر ہوئے ان ہی زلفوں کے سب اسیر ہوئے اگر ان سے کہیں بھاگے! اپنی نگاہیں نیچی رکھو تو اس عود، مقتول ہوا بے دیتے ہیں سنو! وہ کہتے ہیں۔

کون رکھتا ہے بھلا ایسا بنگر دیکھیں تو یار ہو سائے دیکھے نہ اوہ مرد دیکھیں تو اور اگر ان کو زیادہ سی وق کرتے ہیں تو وہ اور بھی بگڑ جاتے ہیں اور منہ پھٹ ہو

کر کہتے لگ جاتے ہیں۔

بل بے خود بھی زاہد! کہ تیرے دیکھنے کو منع کرتا ہے تو یہ اور تماشا دیکھو
غرض جتنے منہ اتنی باتیں۔ حق تو یہ ہے کہ ایسی باتوں کے اظہار میں بازاری آدمی
کسی قدر معذور بھی ہیں کیونکہ۔

دیدار سے نہائی و پیرہنے سے کئی بازار فروش و آتش ماسخ میکنی
سبحان اللہ! انہی خرابیوں کے منانے کو بانی فطرت نے جو انسان کی فطرت
سے چار اچر اور واقف ہے، انسانی فطرت کا لحاظ رکھ کر ارشاد فرمایا ہے۔

وَلَا يَتَّبِعُنَّ أَهْلَ عَاطِفِزِهَا وَلْيَضْحَكُوا بَغْضَ هُنَّ
عَلَىٰ جِبُونَهُنَّ

ترجمہ ”عورتیں اپنی زیب و زینت چہرہ کو ظاہر نہ کریں۔ سوائے
اسنے کے جو کسی طرح چھپ نہیں سکتی ایسے برقعہ اور بازار میں چلتے
وقت کپڑوں سے اوپر ایک بھاری چادر لیا کریں۔“

خدا اور رسول کے حکم کے ماننے کے یہ معنی ہیں کہ جو حکم خدا یا رسول اللہ
رسول پر پہنچے اور رسول ہم کو بتا دے یا کسی جمل کی تفصیل کر کے بتا دے یا عمل کر کے
دکھا دے جیسے نماز وغیرہ تو اس کا ماننا فرض ہے اور اگر کوئی حکم دنیاوی باتوں کے متعلق کہے
تو اس کے ماننے نہ ماننے کا ہمیں اختیار حاصل ہے، جیسے اور مشوروں کا حضور نے خود فرمایا
ہے۔ اللہ اعلم بماور شیناکم ۱ اگر یہ شبہ ہو کہ بطور اپنے پاس سے کوئی ایسی
بات کہہ دے جو خدا کی تعالیٰ کے خلاف ہو تو آپ بھی سننے اور اس کا جواب سوچنے کہ جن
رشیوں شیعوں پر وہ اللہ ہونے تھے۔ جب وہ خود ان کو نہ سمجھے تھے چنانچہ آپ خود
تاکل ہیں۔

”مئی راج وغیرہ شیعوں نے مراقبہ کے تو یہ ہمیشہ سے ان کو یہ وہی مطلب
بتایا۔“ (ستیا رتھ پرکاش صفحہ ۲۶۹ نمبر ۷)

اگر یہ رشی ویدوں کے مضمون میں اپنی طرف سے کچھ ملا دیتے تو آپ کیا کرتے اس کو بھی مانتے یا نہ اور آپ کو اس ملائے ہوئے کی تیز کیونکر ہوتی؟ سنو! قرآن تو اس سوال کا جواب آپ دیتا ہے۔

لَوْ تَقَوَّلَ عَلَيْنَا بَعْضَ الْأَقَاوِيلِ لَأَخَذْنَا مِنْهُ بِالْيَمِينِ
لَقَطَعْنَا مِنْهُ الْوَتِينَ

ترجمہ ”اگر رسول ہمارے اھدا کے اذمہ کوئی بات لگائے۔ جس کا ہم نے اسے حکم نہ دیا ہو تو فوراً ہم اس کو مار ڈالیں۔“

آپ بھی کوئی دھڑکتا سا مضمون کاٹنا چاہتے۔ قیصر کے شریک بننے کا جواب نمبر ۲۱ اور ۵۳ اور ۵۵ وغیرہ میں ملاحظہ ہو۔

زید کا قصہ جو اس آیت میں مذکور ہے۔ ایسا نہیں کہ کسی کو معلوم نہ ہو۔ عیسائیوں نے تو اس کے متعلق بہت سے ورق سیاہ کئے ہیں۔ اس لئے ہم بھی اس کا بیان کرتے ہوئے دونوں قوموں (عیسائیوں اور آریوں) کو جو درحقیقت اس فن میں استاد شاگرد ہیں مد نظر رکھیں گے۔

اصل بات یہ ہے کہ زینب ایک عورت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قبیلہ میں رشتہ دار تھی۔ شریف الذهب 'صاحب جمال' آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا نکاح زید بن حارثہ سے کر دیا تھا۔ جو کسی زمانہ میں غلام تھا، پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہی نے خرید کر اسے آزاد کیا تھا اور اپنے پاس ہی شکل بیٹوں کے رکھا۔ یہاں تک کہ لوگ اس کو زید بن محمد بھی کہتے تھے۔ یعنی زید محمد کالے پالک بیٹا ہے۔ صاحب خصال پسند یہہ تھا۔ مگر ٹوہرہ نہ تھا، اسی وجہ سے یا کسی اور وجہ سے جس کو بیوی خاوند ہی جانتے ہیں اور وہ سرے کو اس پر پوری اطلاع نہیں ہو سکتی وہ تو امیاء بیوی (میں کھٹاپنی رہا کرتی تھی) آخر نبوت بائیمبار سید کہ زید اس کو چھوڑنے پر آمادہ ہوا۔ چونکہ پیغمبر خدا نے خود یہ رشتہ زور دیکر گرایا تھا اور مشہور بھی تھا کہ زید حضرت کالے پالک بیٹا ہے۔ اس لئے آپ نے اسے بہت سمجھایا کہ تو زینب کو چھوڑ نہیں۔ اس معاملہ میں خدا سے ڈر۔ کسی شریف عورت کو معمولی سی غلطی پر طلاق دیکر رسوا کرنا اچھا نہیں۔ آخر جب وہ چھوڑنے پر جی بھلے

ہوا۔ تو آپ نے زہب کے اس زخم کا علاج، بجز اس کے نہ سوچا کہ اسے حرم محترم بنالیا جائے۔ کیونکہ اس وقت کسی مسلمان عورت کی عزت اس سے زیادہ نہ تھی کہ وہ پیغمبر کی بیوی ہو۔ مگر ملک کی رسم تھی کہ لے پالک کی بیوی مثل صلیبی (سکے اینٹوں کے کھلی جاتی تھی۔ لیکن شریعت اسلام میں یہ عقلم اس طرح نہیں تھا۔ اسلام میں صلیبی بیوی کی بیوی حرام تھی۔ لے پالک کی نہیں۔ بلکہ لے پالک وارث بھی نہیں ہے۔ کیونکہ لفظ کا تعلق اس میں نہیں۔ اس لئے پیغمبر صاحب دو تین طرح کی کشمکش میں آگئے۔ زہب کی خاطر داری اور دیوبندی کا تقاضا۔ ملک کی رسم کا خیال۔ اس ناچار رسم کو بحال رکھنے میں خدا کا خوف۔ اس لئے آپ نے جہاں ملک کی اور رسموں کو تیاگ (چھوڑ دیا تھا۔ مستقل رہنما مروج کی طرح اس کی بھی کوئی پروا نہ کی اور زہب کو بعد پھوڑنے زید کے حرم محترم بنالیا۔ سنو! قرآن خود اس قصہ کو مختصر مگر پورا بیان کرتا ہے۔

اِذْ تَقُولُ لِلَّذِي اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاَنْعَمْتُ عَلَيْهِ اَصْلُكَ عَلَيْكَ زَوْجَكَ وَاتَّقِ اللّٰهَ وَتُخْفِي فِىْ نَفْسِكَ مَا اللّٰهُ مُبْدِيْهِ وَتُخْفِي النَّاسَ وَاللّٰهُ اَخْبَرُ اَنْ تُخْفِيْهِ فَاَمَّا قُضِيَ مِنْهَا فَمَنْ مَّا رُوْى عَنْهُمْ اَزَوَاجُ اَدْجَمَانِهِمْ اِذَا قُضُوا مِنْهُمْ وَاُظْهَرَا وَكَانَ اَمْرًا لِلّٰهِ مُفْعُوْلًا

یعنی جب تو نے اسے محمدؐ اس شخص کو جس پر اللہ نے اور تو نے بھی احسان کئے تھے۔ بت کیا کہ اپنی بیوی کو اپنے پاس رکھ اور اللہ سے ڈر اور تو اپنے جی میں اس کے نکاح کرنے کے متعلق خواہش کو اچھپاتا تھا۔ تو خدا کو ظاہر کرنا تھا۔ اور تو لوگوں سے ڈرتا تھا۔ حالانکہ اللہ سے ڈرنے کا حق زیادہ ہے۔ پس جب زید تیرے لے پالک الے اسے پھوڑ دیا تو ہم (خدا) نے تیرے ساتھ اس کا نکاح کر دیا یعنی اجازت دی تاکہ مسلمانوں کو لے پالکوں کی بیویوں سے نکاح کرنے میں جب وہ انہیں پھوڑ دیں۔ حرج نہ ہو۔ اور اللہ کے کلام کئے ہوئے ہوتے ہیں۔

بعد اس کے ہمارا حق ہے کہ ہم اپنے مخاطبوں سے کچھ پوچھیں۔

جیسا سَیو! اور دیا مند یو! بائبل کا کوئی درس یا وید کا کوئی منتر اس کے منع کا دکھا سکتے ہو؟ جس کا مطلب یہ ہو کہ لے پالک بیٹے کی بیوی سے نکاح کرنا منع ہے۔ دکھاؤ تو ہم تم کو مت مانگا انتعام دیں۔

جیسا سَیو! تمہیں تو خاص طور سے شرم چاہئے کہ تم رومیوں کے ۴ باب کی ۵ آیت بھی نہیں دیکھتے سنو!

”جہاں شریعت نہیں وہاں نافرمانی بھی نہیں۔“

جہاں قانون نہیں وہاں مواخذہ اور جرم کیسا۔ یا تو کوئی آیت قرآن کی (تصاریعی رعایت سے ہم یہ بھی کہتے ہیں) بائبل کی (تلاؤ) یا اس افتراء پر دلائی اور بستان بازی کو واپس لو۔

دیا مند یو! اپنے استاد جیسا سَیو کی طرح ہوا کے پیچھے نہ پڑو۔ کوئی وید محتر ہی اس مضمون کا تلاؤ۔ ورنہ وید کی اطاعت کا نام لینے سے شرم کرو۔

اگر کسی دوسرے دھرم شاستر سے تلاؤ تو پہلے یہ کہہ لو کہ وید اس بیان میں قاصر ہے ورنہ وید کو سب سچائیوں کی کان اور سب علوم کا خزانہ کہ کر یہ کہنا محال ہے۔

سوامی جی! یہ بھی پوچھتے ہیں کہ زید بیٹا کس کا تھا۔ ہندو تھی اگر جیتے ہوتے تو مصافی کے بغیر ایسا مشکل سوال ہم کبھی نہ تلائے۔ اب دیا مند یو کی خاطر ہمیں مجبور کرتی ہے۔ لو سنو!

حارش کا بیٹا تھا۔ چنانچہ جب قرآن میں لے پالکوں کی بابت حکم آیا کہ

اَذْغَوْهُمْ اِلٰٓئِہٖاۤ اِہْم

تو زید بن محمد کی بجائے زید بن حارش اس کو کہا کرتے تھے۔

پیشک جیسا اوروں سے پردہ ہے۔ ویسا ہی نبی سے ہے۔ آپ نے کوئی آیت اس مضمون کی لکھی ہوتی۔ جس کا یہ مطلب ہو تا کہ نبی سے پردہ نہیں تو ہم جواب دیتے۔

ہندو تھی ایسی چالاک سے ہندو کر بھی کوئی بری بات ہو سکتی ہے کہ آپ بیٹے اور لے پالک میں فرق نہیں کر سکتے اور احوال دینے کو کہتے ہیں کہ ”جب بیٹے کی بھورو کو گھر میں ڈالنے سے پیغمبر صاحب نہ نک سکتے تو اوروں سے کیونکر بچے ہو گئے۔“ یو کی اور سادھو ہو کر ایسا مغالطہ اور فریب دہی؟ سچ ہے۔

پہنت اتے مشالچی دونوں کو مچھ ہو ویاں کرن ادا جاولا آپ ہنوں سے وئی سماجیو! سوہی جی کی خوش فہمی کی داد دو لکھتے ہیں کہ ”غیر عورت بھی بی بی سے خوش ہو کر بیاہ کرنا چاہے تو طلال ہو گی۔“ پہنت بی بی چو تکہ پیشہ مجبور ہے ہیں۔ انہیں اتنا بھی معلوم نہیں کہ غیر عورت ہی سے بیاہ ہوتا ہے۔ بیاہ سے پہلے وہ اپنی عورت کیسے ہو سکتی ہے؟ بغیر صاحب کی عورتیں بھی بغیر سے ناخوشی پر اسی طرح خلع کر کے الگ ہو سکتی ہیں۔ جس طرح عام مسلمانوں کی۔ ہاں بغیر صاحب کو خاص کر مکھوت عورتوں کے خود چھوڑنے سے قرآن میں منع آیا ہے۔

پس آیت کا مطلب یہ ہے کہ جس بیوی کو سفر میں ساتھ لیجانا چاہو یا پیچھے چھوڑنے کا خیال ہو تو یہ بھی کر سکتے ہو اور نہیں۔

نہیں معلوم پہنت بی بی نے یہاں یہ تعدد ازواج سے کیوں بحث نہیں کی۔ ایسا نرم شکار کیوں چھوڑ دیا۔ بعد غور یہ سمجھ میں آتا ہے کہ پہنت بی بی کو بی بی میں شرمندگی آتی ہو گی کہ تعدد ازواج تو دید میں بھی منع نہیں۔ پھر میں کس حوصلہ پر منع کا دعویٰ کروں خاص کر ایسے لوگوں کے لئے جو دید کا صحیح منتر لئے بغیر میری جان نہیں چھوڑیں گے۔ سماجی متروک کو کوئی منتر تعدد ازواج کے منع کا ہو تو دکھاؤ۔

دیکھ منتر مندرجہ بحوالہ صفحہ ۱۳۴ کافی نہیں جس سے سوہی بی بی صحیح تان ہے۔ غور سے دیکھو تعدد ازواج کی خلاف ورزی تحقیق دیکھنی ہو تو تفسیر ثنائی جلد ثانی حاشیہ نمبر ۸ ملاحظہ ہو یا رسالہ تعدد ازواج لوگ اور طلاق دیکھو۔

(۱۲۸) **ترجمہ :** ”اور نہیں کائنات واسطے تمہارے یہ کہ ایذا دو

رسول اللہ اکے کو اور نہ یہ کہ نفع گرد بیبیوں اس کی کو پیچھے اس کے بھی تحقیق یہ ہے نزدیک اللہ کے ہوا کہ نہ۔ تحقیق جو لوگ ایذا دیتے ہیں اللہ کو اور رسول اس کے کو لعنت کی ہے ان کو اللہ نے اور وہ لوگ کہ ایذا دیتے ہیں مسلمانوں کو اور مسلمان عورتوں کو بغیر اس کے کہ برا کیا ہو انہوں نے پس تحقیق اٹھایا انہوں نے ہتان ظاہر لعنت ہمارے جہاں پائے جائیں۔ پکڑے جائیں اور قتل کئے جائیں۔ خوب قتل کرنا۔ اسے رب ہمارے اسے ان کو وہ گناہ اپ اور لعنت کر ان کو

عنت پرانی" (سورہ احزاب: آیت ۵۳ء ۵۴ء ۵۵ء ۵۶ء ۵۷ء ۵۸ء ۵۹ء ۶۰ء ۶۱ء ۶۲ء ۶۳ء ۶۴ء ۶۵ء ۶۶ء ۶۷ء ۶۸ء ۶۹ء ۷۰ء ۷۱ء ۷۲ء ۷۳ء ۷۴ء ۷۵ء ۷۶ء ۷۷ء ۷۸ء ۷۹ء ۸۰ء ۸۱ء ۸۲ء ۸۳ء ۸۴ء ۸۵ء ۸۶ء ۸۷ء ۸۸ء ۸۹ء ۹۰ء ۹۱ء ۹۲ء ۹۳ء ۹۴ء ۹۵ء ۹۶ء ۹۷ء ۹۸ء ۹۹ء)

(۱۲۸) **محقق** : واہ! کیا خدا اپنی خدائی کو دھرم کے ساتھ دکھلا رہا ہے۔ رسول کو ایذا رسائی سے منع کرنا تو ٹھیک ہے۔

لیکن دوسرے کو ایذا دینے سے رسول کو بھی روکنا مناسب تھا تو کیوں نہیں روکا؟ کیا کسی کو ایذا دینے سے اللہ بھی روکھی ہو جاتا ہے۔ اگر ایسا ہے تو وہ خدا ہی نہیں ہو سکتا۔ کیا اللہ اور رسول کا ایذا دینے کی ممانعت کرنے سے یہ ثابت نہیں ہو تاکہ اللہ اور رسول جس کو چاہیں۔ ایذا دیں اور لوگ بھی سوائے ان کے جن کو چاہیں ایذا دیں۔ جیسا مسلمان مرد و زن کو ایذا دینا برا ہے۔ ویسا ہی غیر مذہب والوں کو بھی ایذا دینا بہت برا ہے۔ ہوا سے نہ مانے تو ان کو متعجب سمجھو۔ واہ رستہ خدا پر مچانے والے خدا اور ہی تم سے تو بے رحم و نیا میں بہت تھوڑے ہو گئے جو یہ لکھا ہے کہ غیر لوگ جہاں ملیں ان کو پکڑو اور روپیائی اگر مسلمانوں کے ساتھ غیر مذہب والے برتاؤ کریں تو ان کو یہ بات بری لگے گی۔ یا نہیں؟ واہ کیسے سوازی ظہر ہیں کہ خدا سے دوسروں کو دینا دیکھ دینے کی دمانا لگتے ہیں۔ ان سے ان کی طرف داری خود غرضی اور سخت ظلم کا ثبوت ملے گا۔ اسی وجہ سے اب تک بھی مسلمان لوگوں میں سے بہت سے یہ قوف لوگ ایسا ہی عمل کرنے سے نہیں ڈرتے۔ یہ ٹھیک ہے کہ تعلیم کے بغیر انسان حیوان کے برابر رہتا ہے۔ (ست چٹن ماراج!)

(۱۲۸) **مدقق** : ماراج و صحن ماراج! ایک شخص کو کسی مولوی صاحب نے ملازمت کی تاکید کی تو وہ لاخدا فرماتا ہے۔

www.onlyfor3.com

www.onlyoneorthree.com

لا تفریوا لصلوة

یعنی نماز نہ چھو۔ مولوی صاحب نے کہا۔ تم بھٹا! اس کے آگے و انتہا نہ نکھاریں بھی تو ہے۔ جس کے معنی یہ ہیں کہ شک میں نماز مت چھو۔ وہ شخص پولاسار۔ تو ان پر تیرے باپ نے عمل کیا ہے۔ ہم میں کہیں میں تو اسی ایک فقرہ پر عمل کر سکتا ہوں۔ یہی حال پنڈت کی۔ راج کابے۔ چٹم بدور۔ سوامی جی! جس طرح ہم مسلمان قرآن کے ماتحت رہا کرتے ہیں۔ اسی طرح غفر

صاحب بھی ان حکموں کے تکلف تھے۔ نام لینے کی ضرورت نہیں۔
 کسی کی ایذا سے اللہ جنگ نہ لگے گا۔ مگر یاد رہے کہ

”جہاں معنی میں غیر امکان ہو وہاں استعارہ (مجاز) ہو تا ہے۔“ (بحرہ کا صفحہ ۱۱۰)

پس اللہ کے دیکھی ہوئے کے یہ معنی ہیں کہ وہ ایسے کاموں سے ناراض ہو تا ہے۔
 جنگ غیر مذہب والوں کو بھی ایذا دینا دیکھنا برا ہے۔ جیسا مسلمانوں کو اگر غیروں سے جنگ
 جہاد ہے تو اس کیلئے بھی موقع و محل مناسب ہیں۔ جس کی تفصیل نمبر ۲ میں ملاحظہ ہو
 نہیں معلوم سوای جی کی رال اعتراضوں پر ایسی کیوں چلتی جاتی تھی کہ قرآن
 شریف کی موجودہ آیت کو بھی نہیں دیکھ سکتے۔

”ہاں کیا بائی ہے وہ معش ہو مذہب کی تاریکی میں پھنس کر عقل کو ذائقہ
 دے۔“ (دینا چہ ستیارتھ صفحہ ۷)

ہم ساری لہائیوں سے داد خواہی کے لئے وہ آیت پوری کی پوری نقل کرتے ہیں
 جس پر چندتہ جی نے اعتراض کیا ہے کہ ”کیسے موذی پیغمبر ہیں کہ خدا سے دوسروں کو دگنا
 دکھ دینے کی دعا کرتے ہیں۔ پس سنو!“

وَقَالُوا رَبَّنَا اِنَّا اَظْلَمْنَا مَا كُنَّا وَنَحْبِرَا۟نَا فَاَصْلُو۟اَنَا الشَّيْطٰنَ

رَبَّنَا اٰتِهِمۡ ضِعْفَيْنِ مِنَ الْعَذَابِ وَالْعَلٰٓفُمَّ لَعَنَّا كَجِبْرَا

اس آیت میں ان لوگوں کا ذکر ہے جو بوجہ شامت اعمال جہنم میں ڈالے جائیں
 گے۔ تو اس وقت یوں کہیں گے ”اے ہمارے مولا! ہم نے بری باتوں میں اپنے رئیسوں
 اور بڑوں پیروی کی تو انہوں نے ہم کو گمراہ کیا۔ اے ہمارے خدا تو ان کو ہم سے دگنا
 عذاب دے اور بڑی بھاری لعنت اور پھٹکار کر۔“

سنا جیو! یہ پیغمبر کی دعا ہے یا شریروں، کذابوں اور کافروں کی؟ قرآن کا مقام
 مذکور غور سے پڑھو۔ افسوس سوای جی اعتراض کرتے ہوئے بحرہ کا صفحہ ۵۲ کو ہیٹھ بھول
 جاتے ہیں جہاں فرمایا چکے ہیں۔

”اے پیچھے موقع محل مناسب سوچ کر معنی کر لے جائیں۔“

کیوں جی! اپنے ہی کے پر عمل نہ کرنا کہو جی کون و حرم ہے؟

سنا جیو! اگر قرآن شریف کی آیت کا وہ مطلب ہو جو سوای جی لکھتے ہیں تو ہم

تسارے گروکل (دینی مدرسہ) اور کالج کے لئے مبلغ پانچ سو روپیہ نقد دیں گے۔ مرزا میدان بنوائے ایک دو مقامات کا ثبوت ہی دکھاؤ۔ مانا کہ قمیص روپے کی قطع نہیں۔ اپنے گرو کی عزت تو چاہتے ہو۔ ورنہ دنیا کیا سمجھ گئی اور سوامی جی پر لوگ ادوسری جون میں تم کو کیا کہیں گے؟

(۱۲۹) ترجمہ : "اور اللہ وہ شخص ہے کہ بھیجتا ہے ہواؤں کو جس اٹھاتی ہیں بادلوں کو پس ہانک لاتے ہیں ہم اس کو طرف شرمزدے کے۔ پس زندہ کیا ہم نے ساتھ اس کے زمین کو چھپے موت اس کی کے۔ اسی طرح قبروں میں سے نکالتا ہے۔ جس نے اتار اہم کوچ گھر بیٹھ رہنے کے۔ مہربانی اپنی سے۔ نہیں گنتی ہم کوچ اس کے محنت اور نہیں ہم کوچ اس کے مانگی۔" (سورہ قاطر: آیت ۹، ۳۵)

(۱۲۹) محقق : واہ! کیا انوکھی فلاسفی خدا کی ہے خدا ہوا کو بھیجتا ہے وہ بادلوں کو اٹھاتی ہے اور خدا اس سے مرادوں کو زندہ کرتا ہے۔ یہ باتیں خدا کی ہرگز نہیں ہو سکتیں۔ کیونکہ خدا کا کام ہے کم و کاست یکساں رہتا ہے جو گھر کا ہو گا وہ بناوٹ کے بغیر نہیں ہو سکتا۔ اور جو بناوٹ کا ہے وہ ہمیشہ نہیں رہ سکتا۔ جو جسم رکھتا ہے وہ بلا محنت کیسے رکھی رہتا ہے اور جسم والا بیمار ہونے بغیر ہرگز نہیں پچتا۔ جب ایک عورت سے مباشرت کرنا بیماری کا باعث ہے۔ تو جو کئی عورتوں سے مباشرت کرتا ہے۔ اس کی کیا ہی بری حالت ہوتی ہوگی؟ اس لئے مسلمانوں کا بہشت میں رہنا ہمیشہ آرام دہ نہیں ہو سکتا۔

(۱۲۹) مدقق : بے ایمانوں، ناسکینوں، دہریوں اور ملحدوں سے جب کبھی گفتگو ہوتی اور خدا کا ثبوت خدا کی افعال سے پیش کیا تو یہی جواب ہے "واہ خدا کی انوکھی فلاسفی" مولانا سلیمان شہید، دہلوی کے ایک صاحب مخالف تھے۔ خاں ہے انہوں نے عہد کر لیا تھا کہ ہوا بات اسطیعیل کے گا۔ اس کا خلاف کروں گا۔ مولانا شہید کو بھی خبر ملی فرمایا اسے کہ اسطیعیل والدہ سے نکاح کرنا حرام بتاتا ہے۔ اس کا خلاف کر۔ "سو یہی حال سوامی جی کا ہے۔ قرآن کی سیدھی سادھی

تکلیف دہاں کو بھی اندھوں کی کھینٹا ناچا ہے۔ سچ ہے۔

جو نیکے چار ازان کا سچ کر بھنور سے تو تم اہل دو تاؤ اندر بھنور کے پنڈت جی! سنئے! یہ میثور پر مان دیتا ہے۔

”اہل پرش الہ میثور کے من میں دھار یا غور و فکر کر لے دانی سامر تہیہ قدرت سے چاند پید ہوا۔ اور میثور یعنی نور قدرت سے سورج ظاہر ہوا اور شرور یعنی اکاش صورت قدرت سے اکاش آسمان پیدا ہوا اور دھار یعنی ہوا صورت قدرت سے ہوا ہوا ان اناکس اور تمام ہوا اس پید ہوا سے اور کچھ یعنی اہلی و پرہال قدرت سے آگ پیدا ہوئی۔“ (مکرویداد حائے ۲۱، صفحہ ۱۱۲) اس پر کوئی بے ایمان نہیں اڑا دے کہ

واہ پر میثور کی انوکھی فلاسفی کہ اکاش پیدا ہوا۔ حالانکہ اکاش کوئی مجسم چیز نہیں۔ بلکہ ایک غیر مرکب ازلی شے ہے۔ اس کی پیدائش کھنٹے سے تحقیق ہوا کہ مصنف وید علم یوگیاں کو بھی نہیں جانتا تھا۔

نمبر ۸۸ ضرور دیکھو اور سو امی جی کو پیچہ زودو۔

تو ایسے اعتراض کے جواب میں غالباً سو امی جی صاف کہہ دیں گے۔

”ہو کوئی خدا اور عبادت سوال کرے۔ اس کا جواب نہیں دینا چاہئے بلکہ اس کے سامنے بے حس شے کی طرح خاموش رہنا چاہئے۔“ (استیارتھ صفحہ ۳۵۰، باب ۱۱)

پس ہم بھی اسی جواب پر دستخط کرتے ہیں اور بس۔ کیونکہ اخلاقی فقرہ ”ہو اب جاہاں باشد خموشی۔“ ایسے ہی موقع کے لئے ہے۔

ہاں اتنا کہتے ہیں کہ سو امی جی کا یہ قول کہ ”خدا اس سے مردوں کو زندہ کرتا ہے۔“ آدمی مردہ مراد نہیں بلکہ شہر مردہ یعنی خشک زمین مراد ہے۔ اس لئے کہ جس لفظ کا یہ ترجمہ ہے وہ قرآن شریف میں نلبد ہیئت ہے۔ جس کے معنی خشک زمین کے ہیں۔

بہشت کی بابت سوال و جواب کئی دفعہ ہو چکے ہیں۔ جبکہ ہم اسی دنیا میں دیکھتے ہیں کہ بہت سے آدمی ایک ہی قسم کی غذا کھاتے ہیں۔ جن میں سے بعض صحیح و سالم رہتے ہیں اور بعض اسی غذا سے مریض ہو کر مر بھی جاتے ہیں۔ تو جس جگہ پر یہ قانون ہی نہ ہو گا کہ کوئی غذا کسی جسم کو مضر ہو سکے۔ وہاں پر یہ اعتراض کرنا کہ جسم والا بیمار ہوئے بغیر ہرگز

نہیں رہ سکتا۔ بالکل اسی کے مشابہ ہے جو گرمیوں میں شملہ یا کشمیر والوں کی حالت من کر کہ وہ گرم کپڑے پہنتے ہیں۔ سوال کرے کہ گرمیوں میں بغیر پچھے کے کوئی کیونکر گزار کر سکتا ہے اور گرم کپڑے کس طرح پہن سکتا ہے؟ لہذا شملہ اور کشمیر کا قلعہ ملتا ہے۔

جو کئی عورتوں سے جماع کی طاقت نہ رکھتا ہو گا۔ اس کو کئی عورتیں نہ ملیں گی۔ بلکہ اگر کسی کو ایک عورت سے بھی (مثل آپ کے) تکلیف پہنچے گی تو ایک بھی نہ ملے گی۔ فرض ہو چکا ہے کہ جب تکلیف ہو سکتی ہے وہاں نہ ہو گی اور بس۔

سماجیو! سنئے ہو؟ سو امی جی کیا فرماتے ہیں ایک عورت سے بھی مباشرت کرنا بیماری کو باعث ہے۔ اگر ہماری رائے غلط نہ ہو تو سو امی جی چاہتے ہیں کہ تم لوگ اپنی استریوں کو چھوڑ چھوڑ کر پختہ مدارج کی طرح نگھوٹ پاندھ لو۔ انصاف سے کہنا۔ اپنے چوتھے اصول کو یاد کر کے تھلا نا کہ نیچے کی تعلیم یہی ہے۔

”قسم ہے قرآن حکم کی تحقیق تو البتہ جیسے ہو اُس سے“
(۱۳۰) ترجمہ : ہے۔ اوپر راہ سیدھی کے آثار اے خدا غالب

مربان لے۔ (سورہ یحییٰ: آیت ۲۸)

اب دیکھئے اگر یہ قرآن خدا کا بنا یا ہوا ہو تا تو وہ اس کی قسم کیوں کھاتا اگر نبی خدا کا بھیجا ہوا ہو تا تو لے

پالک بیٹے کی جو روپ فریلت کیوں ہو گا یہ کہنے ہی کی بات ہے کہ قرآن کے ماننے والے راہ راست پر ہیں۔ کیونکہ سیدھی راہ وہی ہوتی ہے کہ جس میں سچ ماننا، سچ بولنا، سچ کرنا تعصب چھوڑ کر انصاف و حرم کی پیروی کرنا وغیرہ ہوں اور ان سے خلاف عمل کو ترک کیا جائے۔ سو نہ قرآن میں نہ مسلمانوں میں اور نہ ان کے خدا میں ایسے نیک عادات ہیں۔ اگر بغیر محمد صاحب سب پر غالب ہوتے تو سب سے زیادہ عالم اور نیک چلن کیوں نہ ہوتے؟ اس لئے جس طرح میوہ فروش اپنے بیروں کو کھانا نہیں تلاتے۔ ویسے ہی یہ بات سمجھنی چاہئے۔

قسم کا مضمون نمبر ۱۰۰ میں آچکا ہے یہ عجیب بات ہے کہ قرآن خدا کا بنا یا ہوا ہو تا تو وہ اس کی قسم کیوں کھاتا جس

(۱۳۰) مدقق :

کا مطلب یہ ہے کہ خدا اگر بندوں کو سمجھانے کیلئے بندوں کے محاورہ میں کلام کرے اور قسم کھائے تو کسی ایسی چیز کی کھال نہ ہو اس کی بنائی ہوئی نہ ہو (تھیکس) خوب کسی نے پالک بیٹے کی بیوی کا جواب نمبر ۱۲ میں آپکا ہے۔

پنڈت جی نے سیدھی راوی کی خوب تعریف کی جو سب مذاہب پر صادق آسکتی

ہے۔

سوامی جی! کون مذہب دنیا میں ہے جو سچ کے قبول کرنے اور جھوٹ کے چھوڑنے کا اصول نہ رکھتا ہو یہ تو دیوانوں کی بڑے برابر ہے کہ قرآن میں نہ ان کے خدا میں ایسی نیک عادات ہیں۔ ہاں یہ خوب کئی کہ "اگر پیغمبر صاحب سب پر غالب ہوتے تو سب سے زیادہ عالم اور نیک چلن کیوں نہ ہوتے۔" اس سوال کا جواب تو ہم پیچھے دیں گے۔ پہلے ماحیوں سے یہ پچھتے ہیں کہ کس عبارت قرآنی پر یہ سوال کیا گیا ہے۔ اوہو! ہم بھولے۔ مقلوہ ترجمہ میں غالب کا لفظ ہے۔ جس پر ہم نے خط بھی دیدیا ہے۔ جس پر استاد غالب کا ایک شعر بھی ہمیں یاد آیا ہو بعد قہرے ترمیم کے واقعی سوامی جی کے حسب حال ہے غور سے سنو!

غالب! برا نہ مان تو پنڈت برا کئے

ایسا بھی کوئی ہے کہ یہ اچھا کہیں جسے

سماجیو! انصاف سے اتنا دیکھو اپنے چوتھے اصول ① کو دیکھو سونے سے لکھنے کے قابل ہے۔ یاد کر کے اتنا دیکھو کہ ترجمہ قرآن میں غالب کس کی صفت ہے۔ خدا کی یا پیغمبر کی؟ پھر یہ مسئلہ بہت جلد حل ہو جائے گا کہ پیغمبر صاحب کیسے عالم تھے کہ ان کے الہام کا ترجمہ وہ بھی اردو پھر اردو سے ٹاٹ کر کیا ہو ابھی آپ لوگوں کے سوامی مرثی بالقاب کی سمجھ میں نہیں آیا وہ حرم سے کوہ کیا ظم ہے۔ سنو! قرآن نے اس واقعہ کی پہلے سے خبر دی ہوئی ہے۔

لَا يَأْتُونَكَ بِمَثَلٍ إِلَّا جِئْنَاكَ بِالْحَقِّ وَأَحْسَنَ تَفْسِيرًا

ترجمہ "جو بات اور کمالات تیرے سامنے بطور اعتراض پیش کریں

① آریوں کا پودہ اصول ہے کہ سچ کے قبول کرنے اور جھوٹ کے چھوڑنے کو ہی وہ مسند جہالت پر ہے

(صرف با حق کے ادانت)

کے ہم اس کے متعلق چلی اور عموماً تفسیر تھے سائیں کے ”

سماجیو! اب بھی پیغمبر صاحب کے علم کے قائل ہوئے یا نہیں۔ نیک پٹنی کی بابت یہ کیفیت ہے کہ آپ جیسے دشمن کو بھی باوجود جیسا سبوں کی کاسہ لسی کے تمام عمر کے واقعات میں مذہب کے نکاح کا ایک واقعہ ملا۔ جس کا جواب نمبر ۱۲ ہو چکا ہے۔ سچ ہے۔

حسن یوسف دوم عینی بدینضا داری
آنچه خواہاں ہمدارند تو تھا داری

”اور پھر لکھا جائے گا سچ صور کے پس نامکماں وہ قبروں
(۱۳۱) ترجمہ : میں سے طرف پروردگار اپنے کے وزین کے اور

کوئی دین کے پاؤں ان کے سبب اس کے کہ تھے کھاتے سوائے اس کے نہیں
کہ حکم اس کا جب چاہے پیدا کرنا کسی چیز کا یہ کہتا ہے اس کے لئے کہ ہو پس ہو جاتی
ہے ” (سورہ یسین: آیت ۵۰-۶۳-۸۰)

”مئے اوٹ پانک باقیں کیا پاؤں بھی گواہی دے سکتے
(۱۳۱) محقق : ہیں؟ خدا کے سوائے اس وقت کون تھا کہ جس کو حکم

دیا اور کس نے سنا اور کون بن گیا؟ اگر کوئی چیز نہ تھی تو یہ بات بھولی ہے اور اگر تھی تو
وہ بات کہ سوائے خدا کے کچھ نہ تھا اور خدا نے سب کچھ بنا دیا جھوٹی ہو گی۔

دیکھو یا گمانہ ۱۰- ایک ہی بات کو بار بار کہتے جاتے ہیں۔
(۱۳۱) مدقق : ہاتھ پاؤں کی شہادت کا جواب نمبر ۳ و فیرو میں اور خدا

کا حکم کس نے سنا اس کی تحقیق نمبر ۳ میں ہو چکی ہے

”پھر ایسا جائے گا اس پر ان کے پیالہ شراب لطیف کا
(۱۳۲) ترجمہ : سفید مزہ دینے والی واسطے پینے والوں کے نزدیک

ان کے بیٹھی ہو گی نیچے نظر رکھنے والیاں تو بھروسہ آنکھوں والیاں گویا کہ وہ موتی
ہیں چھپائے ہوئے۔ کیا پس ہم نہیں مریں گے اور تحقیق لوطا البتہ پیغمبروں سے تھا۔ اس
وقت ہم نے نجات دی اس کو اور لوگوں ان کے کو اور سب لوگ اور ایک پیچھے
رہنے والوں سے تھی۔ پھر بلاک کیا ہم نے اوروں کو ” (سورہ صافات: آیت ۴۴)

۱۳۱۵ء (۱۳۱۵ھ) تا فلین ترین تریس کا مطلب سمجھ نہ آئے تو پنڈت جی کے رواج کو شراب پہنچاؤ ہوا، سحر و جادو کی آیتیں بے موقع جمع کر کے گزیدہ چلاتے ہیں۔

(۱۳۱) **محقق** : لیکن یہی یہاں تو مسلمان لوگ شراب کو برا بھلا

ہیں۔ لیکن ان کے ہشت میں تو شراب کی عداوت ہی ہے۔ لیکن ان کے ہشت میں تو شراب تو کسی طرح سے شراب نوشی چھڑائی۔ لیکن یہاں کے بدلے وہاں ان کے ہشت میں زانیہ لڑائی ہے، عورتوں کے مارے وہاں کسی کا دل قائم نہیں رہتا اور بڑی بڑی بیماریاں بھی ہوتی ہو گئی۔ اگر وہاں کے آدمی جسم والے ہونگے تو ضرور مریں گے۔ اور اگر جسم والے نہ ہونگے تو بیش و عشرت ہی نہ کر سکیں گے۔ پھر ان کو ہشت میں لہجہ کا بے فائدہ ہے۔ اگر لوط کو پیغمبر مانتے ہو تو جو ہامیل میں لکھا ہے کہ اس سے اس کی لڑکیوں نے مہاشر ت کر کے دوڑ کے پیچھے آئے اس بات کو بھی مانتے ہو یا نہیں مگر مانتے ہو تو ایسے پیغمبروں کا ماننا فضول ہے اور اگر ایسے اور ایسے کے ساتھیوں کو خدا نکالتا ہے تو وہ خدا بھی ایسا ہی ہے۔ کچھ بدھیا کی کہانی کہنے والا اور تعصب سے دو سروں کو ہلاک کرنے والا خدا ابھی نہیں ہو سکتا۔ ایسا خدا مسلمانوں ہی کے گھر رہ سکتا ہے اور جگہ نہیں ہے۔

(۱۳۱) **مدقق** : ہوائی بی کا پرمان کیا ست (ج) ہے۔

"ہر کام کے آگے چھپے موقع محل مناسب دیکھ کر معنی کرنے چاہئیں۔" (جو ۱۵۲۷ء)
ایسا یہ بھی سونے سے لکھنے سے کافی ہے۔
"ہر کام کے آگے چھپے موقع محل مناسب دیکھ کر معنی کرنے چاہئیں۔" (جو ۱۵۲۷ء)
خلاف مخالف کام کے معنی کرتے ہیں۔" (ادب و سحر و جادو صفحہ ۱)
پس اگر اصول مذکورہ بالا صحیح ہیں تو سنئے! اس آیت کے ساتھ ہی قرآن شریف نے اس شراب کی کیفیت خود ہی بتا دی ہے۔

لَا فِيهَا غُلُوفٌ وَلَا هُمْ عَنْهَا يُنْفَوْنَ

ترجمہ "جسے کی شراب میں نہ تو سرور یعنی نشہ ہو گا نہ اس کے پیچھے والے بے ہوش ہونگے۔"

عربوں میں ہر پینے کی چیز کو شراب کہتے ہیں۔ شربت کا لفظ بھی اسی سے نکلا ہے اور شراب
انگور کے چھڑ کو کہتے ہیں۔ پس جب جنت کی خبر میں نہ نشہ ہو نہ سرور تو پھر ہو گا کیا؟ جو اس
کے ساتھ ہی بتلایا۔

www.only1or3.com

www.onlyoneorthree.com

يَبْتَضَاءُ لَذَّةً لِلشَّارِبِينَ

جس کا ترجمہ چذت جی نے نقل کیا ہے ”سفید مزہ دینے والی پینے والوں کیلئے۔“
پس جنت کی شراب کو دنیا کا میٹھا اور لذیذ دودھ سمجھنا چاہئے (نمبر ۱۳ میں سوامی جی کا
منقولہ ترجمہ زیر خط دیکھو)

سماجیو! کہو کیا اعتراض ہے۔ افسوس ہے اس قرآن والی پر اور اس سے بڑھ کر
افسوس ہے چذت جی کے مورکھ چیلوں پر جو اپنے سوامی کی بدنامی دفع کرنے کی بجائے خود
ان کے کلام کو نقل کر کے کبھی پرکھی مار دیا کرتے ہیں۔ جن کی بحث کئی دفعہ ہو چکی ہے۔
نمبر ۱۰ وغیرہ دیکھو۔ بائبل کے متعلق نمبر ۱۰ ملاحظہ ہو۔ حضرت لوط علیہ السلام بیشک نبی تھے مگر
بائبل میں جو کچھ ان کی نسبت لکھا ہے۔ صحیح نہیں۔ اس کا جواب عیسائیوں سے پوچھو۔ ہم
سے نہیں۔ جیسے انہوں نے جواب دہ آریہ نہیں ویسے بائبل کے جواب دہ مسلمان نہیں۔

”بیشک ہیں بیشک رہنے کی کھولے ہوئے واسطے ان

(۱۴۳) ترجمہ

کے دروازے ان کے تکلیف کئے ہوئے ہوئے تھے ان

کے منگوادیں گے ان کے میوے بہت اور پینے کی چیزیں اور نزدیک ان کی ہو گئی بند
رکھنے والیاں نظر کو اور طرف سے ہم عمر نہیں سجدہ کیا فرشتوں نے سب نے۔ گھرا بیٹھیں
نے حکم کیا اور تھا کافروں سے۔ کہا اے ابلیس کس چیز نے منع کیا تھا کہ سجدہ کرے تو
واسطے اس چیز کے کہ بتایا میں نے ساتھ دونوں ہاتھوں اپنے کے حکم کیا تو نے یا تھا تو بلند
رہا والوں سے کہا کہ میں بہتر ہوں اس سے پیدا کیا ہے تو نے مجھ کو آگ سے اور پیدا کیا
ہے اس کو مٹی سے کہا پس نکل ان آسمانوں سے پس تحقیق تو راندہ گیا ہے اور تحقیق اوپر
تیرے لعنت ہے میری دن جزا تک کہا ہے پروردگار میرے پس ذلیل دے مجھ کو اس
دن تک کہ اٹھائے جائیں گے تروے کہا کہ پس تحقیق تو ذلیل دینے گیوں میں سے ہے
دن اس وقت معلوم تک کہا کہ پس قسم ہے عربی تیری کی البتہ میں گمراہ کروں گا۔ انکو

اٹھنے۔ (سورہ ص: آیت ۵۱۴-۵۱۵)

(۱۴۴) **محقق** : اگر وہاں جیسا کہ قرآن میں باغ باغیچہ سرسبز مکان وغیرہ لکھے ہیں۔ ویسے ہی ہیں تو وہ نہ ہمیشہ سے تھے

اور نہ ہمیشہ رہ سکتے ہیں کیونکہ جو اتصال سے جڑیں پیدا ہوتی ہیں وہ مرکب ہونے کے پہلے نہ تھیں۔ اتصال کے بعد ضرورت نہ رہیں گی۔ جب وہ بہشت میں نہ رہیں گی تو اس میں رہنے والے ہمیشہ کیونکر رہ سکتے ہیں کیونکہ لکھا ہے کہ گندے ننگے میوے اور پینے کی اشیاء وہاں ملیں گی۔ اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ جس وقت مسلمانوں کا مذہب چلا۔ اس وقت عرب کا ملک زیادہ دولت مند نہ تھا۔ اسی واسطے محمد صاحب نے تنبیہ وغیرہ کی کہانی سن کر غریبوں کو اپنے مذہب میں پھنسا لیا اور یہاں عورتیں ہیں وہاں ہمیشہ آرام کہاں؟ وہ عورتیں وہاں کہاں سے آتی ہے۔ کیا بہشت کی رہنے والی ہیں۔ اگر آئی ہیں تو جائیں گی اور اگر وہیں کی رہنے والی ہیں تو قیامت کے پہلے کیا کرتی ہو گی؟ کیا قہمی اپنی عمر گزار رہی ہیں؟ اب دیکھئے خدا کا جلال کہ جس کا حکم اور سب فرشتوں نے تو مانا اور آدم کو سجدہ کیا۔ لیکن شیطان نے نہ مانا۔ اس کا سبب پوچھا اور کہا کہ میں نے اس کو دونوں ہاتھوں سے بنایا ہے۔ تو تکبر مت کر۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ قرآن کا خدا وہ باخدا والا آدمی تھا۔ جس کو محیط کل اور قادر خدا ہر گز نہیں اور شیطان نے سچ کہا کہ میں آدم سے افضل ہوں۔ اس پر خدا نے فصد کیوں کیا؟ کیا آسمان ہی میں خدا کا گھر ہے؟ زمین پر نہیں۔ اگر نہیں تو کعبہ پہلے خدا کا گھر کیوں لکھا۔ بھلا خدا اپنی مملکت سے شیطان کو کیسے نکال سکتا ہے؟ کیا ہر ایک جگہ خدا کی نہیں۔ اس سے واضح ہوتا ہے کہ قرآن کا خدا بہشت کا ہی مالک ہے۔ خدا نے شیطان کو لعنت کی اور قید کر لیا اور شیطان نے کہا اے پروردگار مجھ کو قیامت تک چھوڑ دے۔ خدا نے خوشامد سے قیامت کے دن تک چھوڑ دیا۔ جب شیطان چھوڑا تو خدا سے کہتا ہے کہ اب میں خوب بکاؤں گا اور خد ر بچاؤں گا۔ تب خدا نے کہا کہ جن کو تو بکائے گا میں اُن کو دوزخ میں ڈال دوں گا۔ اور تجھ کو بھی۔ شرفا غور کریں کہ شیطان کو بکائے والا خدا ہے یا وہ آپ سے آپ گمراہ ہوا۔ اگر خدا نے بکایا تو وہ شیطان کا شیطان ٹھہرا اگر شیطان خود گمراہ ہوا اور انسان بھی خود گمراہ ہو سکتے ہیں۔ شیطان کی ضرورت نہیں اور اس باغی شیطان کو کھلا چھوڑ دینے سے خدا

بھی اوحرم کرنے والا اور شیطان کا ساتھی ثابت ہوتا ہے۔ اگر خدا خود چوری کرنے کی تحریک کرے اور پھر خود ہی سزا دے تو ایسی صورت میں اس سے بڑا کړ ظالم کون ہو سکتا ہے؟

بہشت کی بحث نمبر ۹ میں ہو چکی ہے۔ شیطانی باتوں کا جواب نمبر ۱۱ اور نمبر ۱۲ اور نمبر ۱۳ میں ملاحظہ ہو۔

خدا کے ہاتھوں کے وہی معنی ہیں جو تجرید کی عبارت مندرجہ جواب نمبر ۱۴ میں خدا کے کھ کے معنی ہیں۔ یعنی قدرت کاملہ۔ کیونکہ۔

"جہاں سنی میں غیر امکان ہو۔ وہاں استعارہ ہوتا ہے۔" (بحوالہ صفحہ ۱۱۰)

بیت اللہ یا خدا کے گھر کا جواب پہلے ہو چکا ہے کہ "بیت" اور "اللہ" میں مضاف مخدوف ہے۔ یعنی بیت عبادۃ اللہ۔ خدا کی عبادت کا گھر۔ باقی تقریر فضول۔ جواب پہلے ملاحظہ ہو۔

"اللہ بخشا ہے گناہ۔ تحقیق وہی ہے بخشے والا مہربان اور زمین ساری مٹھی میں ہے اس کے دن قیامت

کے اور آسمان لپٹے ہوئے ہیں بچا رہا ہے ہاتھ اس کے کے اور چمک جائے گی زمین ساتھ نور پروردگار اپنے کے اور رکھے جائیں گے اعمالنا سے اور دلایا جائے گا پیغمبروں کو اور گواہوں کو اور فیصلہ کیا جائے گا۔" (سورہ زمر: آیت ۵۳-۶۷)

اگر سب گناہوں کو بخشا ہے تو سمجھو کہ تمام دنیا کو گناہگار بنا دیتا ہے اور ظالم ہے کیونکہ ایک بد معاش پر

رحم اور بخشش کی جائے تو وہ زیادہ شرارت کرے گا اور بہت شریکوں کو تکیف پہنچائے گا۔ اگر ذرا بھی گناہ بخشا جائے تو گناہی گناہ دنیا میں پھیل جائے۔ کیا خدا آگے کی مانند نور والا ہے؟ اعمال کا ہے کہاں جمع رہتے ہیں؟ اور کون نکستے ہے۔ اگر جیسے وہ اور گواہوں کے بھروسے خدا انصاف کرتا ہے تو وہ نہ تو ہمدان اور نہ قدرت والا ہے اگر وہ ظالم نہیں کرتا؟ انصاف ہی کرتا ہے تو اعمال کے مطابق کرتا ہو گا۔ وہ اعمال اگلے چھپلے اور موجودہ جہنموں کے ہی ہو سکتے ہیں تو پھر بخشاؤ۔ لوگوں پر صبریں لگانا بہت

نہ کرنا شیطان کے ذریعہ بہکانا۔ دورہ سپرد رکھنا۔ یہ سب باتیں اس کے انصاف سے بعید ہیں۔

(۱۳۴) **مدقق** : خدا کن کو بخشتا ہے نمبر ۲۲-۳۲ وغیرہ میں دیکھو۔

احمال ٹائے وہاں رہتے ہیں۔ جہاں زوجوں کو بعد مکتی (نجات) کے رہنے کی آپ بھی اجازت دیتے ہیں فرشتے لکھتے ہیں اور حساب کے وقت بندوں کو دکھایا جاتا ہے اور قیامت کے روز دکھایا جائے گا۔ نمبر ۱۰۲ ملاحد ہو۔ کل باتوں کے جواب پہلے آچکے ہیں کہ نمبر ۵، ۶، ۱۲، ۱۵-۱ اور ۳۲ وغیرہ ملاحد ہوں۔

خدا کے نور کا جواب نمبر ۱۱۴ میں دیکھو۔ چڑتے ہی کو تو پانی بلونے کی عادت ہے۔ مگر ہمیں کیا ضرورت کہ وقت ضائع کریں۔

(۱۳۵) **ترجمہ** : "اتارنا کتاب کا اللہ غائب جاننے والے کی طرف سے ہے۔ بخشتے والا گناہ کا اور قبول کرنے والا توبہ کا

ہے۔" (منورہ زمزم: آیت ۲۱)

(۱۳۵) **محقق** : یہ بات اس واسطے ہے کہ سادہ لوح آدمی اللہ کے نام سے اس کتاب کو قبول کر لیں کہ جس میں تھوڑی

سی سچائی کے علاوہ باقی سب جھوٹے بھرا ہے اور وہ سچائی بھی جھوٹ کے ساتھ مل کر خراب ہو رہی ہے۔ اس لئے قرآن کاغذ اور اس کو ماننے والے گناہ بڑھانے والے اور گناہ کرنے کو رائے والے ہیں۔ کیونکہ گناہ کا بخشتا بھاری اور ہرم ہے۔ اسی وجہ سے مسلمان لوگ گناہ اور فساد کرنے سے کم ڈرتے ہیں۔ (ست بچن ماراج)

(۱۳۵) **مدقق** : کیسا پانی ہے وہ منقل جس کا اپنا گھر شیخوں کا ہو اور دو سروں پر پتھر پر سائے سنو! ایٹور پر ان دیتا ہے۔

"میں نہ ہم جی دے کو ظاہر کرنے والا ہوں۔" (منورہ زمزم: آیت ۲۱)

صفحہ ۳۲۱ سے ۷ نمبر ۹

سچائیو! تمہیک ہے؟ کہ "ہم" کا نام اس لئے لیا کہ سادہ لوح منقل پر مشورہ کے نام سے جلد مان لیں گے۔ گناہ بخشتے ہو سکتے نمبر ۳۲ وغیرہ میں ہو چکا ہے۔

(۱۳۶) **ترجمہ :** "پس مقرر کیا ان کو سات آسمان بچ دو دن کے اور ازل دیا بچ ہر آسمان کے کام اس کا یہاں تک کہ

جب جائیں گے اس کے پاس گواہی دیں گے اس پر ان کے اور انھیں ان کی اور پلائے ان کے یہ سب اس کے کہتے کرتے اور انھیں گے واسطے پڑوں اپنے کے کیوں گواہی دی تم نے اور ہمارے کہیں گے وہ کہ بلا یا ہم کو اللہ نے جس نے بلا یا ہر چیز کو۔ ایتہ زندہ کرنے والا ہے مردوں کو۔" (سورہ سجدہ، آیت ۱۱۷-۱۲۰)

(۱۳۶) **محقق :** واہ بی واد مسلمانو! تمہارا خدا جس کو تم قادر مطلق مانتے ہو وہ سات آسمانوں کو دو دن میں بنا سکا اور یہ

قادر مطلق ہے وہ تو لمحہ بھر میں سب کو بنا سکتا ہے۔ جہاں کان آگے اور پلائے کو خدا نے بیان دیا ہے۔ وہ گواہی کیونکر دے سکیں گے؟ اگر گواہی دلائے گا تو اس نے پہلے بیان کیوں نہ کیے اگر کوئی کہے کہ وہ اس وقت طاقت عطا کرے گا تو کیا یہ اپنا قانون توڑے گا؟ ایک اس سے بھی بڑھ کر بھونی بات یہ ہے کہ جب مردوں پر گواہی دی تو وہ روہیں اپنے اپنے پلائے سے پچھنے لگیں کہ تو نے ہمارے اور گواہی کیوں دی۔ جیسے کوئی کہے کہ عقیر کے بیٹے کا منہ میں نے دیکھا۔ اگر بیٹا ہے تو عقیر کیونکر ہوئی۔ اگر عقیر ہے تو اس کے ہاں بیٹا ہو ہی غیر ممکن ہے۔ اس قسم کی یہ بھی جھوٹ بات ہے۔ اگر وہ مردوں کو زندہ کرتا ہے تو پہلے مار ہی کیوں کیا آپ بھی مردہ ہو سکتا ہے یا نہیں؟ اگر نہیں ہو سکتا تو مرنا برا کیوں سمجھتا ہے؟ اور قیامت کی رات تک مردہ روہیں کس مسلمان کے گھر میں رہیں گی اور ان کو خدا نے دورہ سپرد بلا تصور کیوں کر رکھا ہے؟ فوراً انصاف کیوں نہیں کیا؟ ایسی ایسی باتوں سے خدا کی خدا کی میں بے لگتا ہے۔

(۱۳۶) **مدقق :** واہ بی سماجیو! تمہارا سوای مرشی الہامی کتابوں کے محاوروں سے ایسا تاواقت ہے۔ جیسا کوئی دیندی

بڑے گوشت کے بھاؤ سے۔ آسمانوں کی پیدائش کا بیان نمبر ۸۸ میں دیکھو۔ اعضاء کی شہادت کا جواب خود آپ ہی نے دیدیا کہ وہاں ان کو قوت عطا ہو گی۔ ایتہ خلاف قانون باتوں کا جواب نمبر ۲۹ وغیرہ میں ہے۔

ہاں یہ خوب کہی کہ مردوں کو زندہ کرنا ہے تو مارتا ہی کیوں ہے؟ یہ ایسا سوال ہے کہ نبیؐ میں آتا تھا کہ اپنے ساتھی دوستوں کو خوش کرنے کے لئے اس کا جواب نہ دیتے۔ تاکہ وہ نہ سمجھیں کہ تمہارے گروے کے کل مسائل اگرچہ وہ دیا احم سے خالی ہیں مگر یہ سوال تو ضرور معقول ہے۔ ہو جواب نہیں دیا۔ اس لئے مختصر سی گزارش کئے دیتے ہیں کہ مردوں کو زندہ اس لئے کرے گا کہ ان کو اعمال کا پورا پورا پابند دے۔

سنو! قرآن شریف بتاتا ہے لَمَجْزِي كُلِّ نَفْسٍ بِمَا تَسْعَى اَمَّا كَرِمْ نَفْسٍ كُوْپُوْرًا پُوْرًا پُوْرًا لے قیامت کا مضمون نمبر ۵ اور فیروہ میں دیکھو البتہ یہ بڑا ہی ادنیٰ اور ناچل سوال ہے کہ خدا آپ بھی مردہ ہو سکتا ہے۔ نمبر ۳ ملاحظہ ہو۔ باقی اعتراضوں کے جواب کئی دفعہ ہو چکے ہیں۔

(۱۳۷) **ترجمہ:** ”واسطے اس کے ہیں نیلیاں آسمانوں کی اور زمین کی کشادہ کرتا ہے رزق واسطے جس کے چاہتا ہے اور تنگ کرنا ہے جو کچھ چاہے دیتا ہے جس کو چاہے نیلیاں اور دیتا ہے جس کو چاہے بیٹے یا ملا دیتا ہے ان کو بیٹے اور نیلیاں اور کر دیتا ہے جس کو چاہے بانجھ اور نہیں ہے طاقت کسی آدمی کو کہ بات کرے اس سے اللہ مگر نبیؐ میں ڈالنے کر یا پیچھے پر دے کے سے یا فرشتہ بھیجے پیغام لانے والا۔“ (سورہ شوریٰ: آیت ۱۱۳، ۱۱۴، ۱۱۵)

(۱۳۷) **محقق:** خدا کے پاس کنبیوں کا قرآن بھرا ہوا ہو گا؟ کیونکہ سب جگہوں کے نکل کھولنے چلتے ہوئے۔ یہ ترکیب کی بات ہے کہ جس کو چاہتا ہے اس کا پیچھے ایک وید اعمال کے رزق کشادہ یا تنگ کر دیتا ہے اگر ایسا ہے تو وہ غیر منصف ہے اور دیکھئے مصنف قرآن کی چالاکی کہ جس سے جو تم میں بھی فریفتہ ہو کر چلتیں۔ اگر جو کچھ چاہتا ہے پیدا کرتا ہے تو دوسرے خدا کو بھی پیدا کر سکتا ہے یا نہیں؟ اگر نہیں کر سکتا تو مطلق قدرت کیا ہماں اٹک گئی؟ بھلا آدمیوں کو تو جس کو چاہے خدا بیٹے نیلیاں دیتا ہے لیکن مرغ، مچھلی، سورہ وغیرہ جن کے بہت سے بیٹے نیلیاں ہوتے ہیں ان کو کون دیتا ہے؟ اور مرد عورت کے ہم بستہ ہونے بغیر کیوں نہیں دیتا۔ کسی کو اپنی مرضی سے بانجھ رکھ کر دکھ کیوں دیتا ہے؟ وہ کیا خدا اجل والے

ہے کہ اس کے سامنے کوئی بھی بات نہیں کر سکتا۔ لیکن اس نے پہلے کہا ہے کہ پر وہ ذال
 کر بات کر سکتا ہے اور فرشتے خدا سے بات کر سکتے ہیں یا پھر اگر ایسی بات ہے تو فرشتے
 اور پھر خوب ایسا مطلب نکالتے ہوئے اگر کوئی کہے کہ خدا احمد دان محیط کل ہے تو پر وہ
 ذال کر بات کرنا یا ایک کی مانند پھر نہ کر جانا فضول نصیر تا ہے اور اگر ایسا ہے تو وہ خدا
 ہی نہیں بلکہ کوئی چالاک آدمی ہو گا۔ اس واسطے یہ قرآن خدا کا بھایا ہوا ہرگز نہیں
 ہو سکتا۔

(۱۳۷) **مدقق** : سماجیو! ابھی تک سوامی کے ناشک (دھریہ) ہونے
 میں کچھ شبہ ہے یا پھر کیا وجہ ہے کہ خدا کی ذات اور

صفات کے متعلق ان کو وہی شبہات ہوتے ہیں جو ان بے ایمانوں (دھریوں) کو ہوا
 کرتے ہیں۔ اس نمبر کا جواب ہم کبھی بھی نہ دیتے۔ کیونکہ کوئی آشک (خدا کا قائل)
 ایسے سوال نہیں کیا کرتا۔ مگر بایں خیال کہ شاید ہمارا اپنی خیال صحیح ہو (خدا کرے صحیح نہ
 ہو) کہ پڑتے جی ناشک ہیں۔

کجیاں خدا کے قبضے میں ہونے سے وہی مراد ہے۔ جو رگوید میں پر میثور کا پرمان
 ہے سنو!

"ہم اس پر میثور کو جو تمام دنیا کا کھانے والا ساکن و متحرک کائنات کا مالک عقل کل کو
 روشن و منور کرنے والا ہے۔ اپنی حفاظت کیلئے مدعو کرتے ہیں۔" (رگوید اشک ۱
 ادھیائے ۶ اور گ ۱۵ منتر ۵)

پس آیت زیر بحث کے معنی یہ ہیں کہ وہ خدا سب کائنات کا مالک ہے۔ کیونکہ
 عرب کا بلکہ سب ملکوں کا محاورہ ہے کہ فلا نے کے ہاتھ میں فلا نے کی کٹی ہے۔ یعنی وہ اس پر
 ایسا تصرف رکھتا ہے۔ جیسے مالک کو ہوتا ہے۔

چونکہ تنازع باطل ہے (دیکھو نمبر ۱۴۱) اس لئے جو کچھ خدا کرتا ہے محض اپنی مہربانی
 اور فضل سے دیتا ہے اور جو چیز جس کو جس دینا اس کی حکمت کا تقاضا یہی ہے کیونکہ وہ
 عقل کل ہے۔

ہاں یہ خوب کہی کہ "جو کچھ چاہتا ہے پیدا کرتا ہے تو دوسرے خدا کو بھی پیدا
 کر سکتا ہے۔" ٹھیک اسی طرح کسی بے سمجھ منورکھ نے پڈت جی پر سوال کیا تھا اس کا غصہ

ہم کہہ رہے ہیں۔ ہم وہی ہی کے اس سوال کے جواب میں اس سوال و جواب کا نقل کر رہے ہیں۔ سنو!

سوال: ہم تو ایسا مانتے ہیں کہ الہیہ چاہے سو کرے، کیونکہ اُسکے اوپر کوئی دوسرا نہیں ہے۔

جواب: وہ کیا چاہتا ہے۔ اگر کوئی وہ سب کچھ چاہتا ہے اور کر سکتا ہے تو ہم تم سے پوچھتے ہیں کہ کیا یہ بیشو رائے آپ کو مار سکتا ہے۔ بہت سے ایسے ہو سکتا ہے۔ خود بے علم ہو سکتا ہے۔ چوری نہ کاری وغیرہ پاپ کے کام کر سکتا ہے۔ اور دیکھی بھی ہو سکتا ہے؟ یہ کام اگر الہیہ کی صفات فعل اور عادات کے خلاف ہیں تو تمہارا یہ قول کہ وہ سب کچھ کر سکتا ہے۔ کبھی صحیح نہیں ہو سکتا۔ اس صورت میں لفظ "مرد عقلی مانا" کا دور مطلق کے معنی جو ہم نے بیان کئے وہی ٹھیک ہیں۔ (وہ یہ ہیں) الہیہ اپنے کام یعنی یہ انکس پرورش وغیرہ کرنے اور تمام نبیوں کے پاپ کے متعلق آمین کو واجب طور پر چلانے میں کسی کی ذمہ داری نہیں لیتا۔ یعنی اپنی غیر متناہی طاقت سے اپنے کل کام کو انجام دیتا ہے۔" (ستیا رتھ کا شمس ۲۳۵ صفحہ ۱۲ نمبر ۱۲)

پڑھنے والے تو اس بیان کو محض کہہ کر ہی چھوڑ دیا کہ یہ کام اس کی صفات کے خلاف ہیں۔ اس لئے نہیں کر سکتا جس پر کسی وہ منتر کا سوال بھی نہیں دیا بلکہ محض من گھڑت بات بنائی ہے۔ مگر ہم اس کو دھندلے سے بحوالہ آیت قرآنی لے لے کر رہے ہیں۔

اصل یہ ہے کہ خدا تعالیٰ سب چیزوں کا قائل سب میں موثر ہے کسی نتیجے سے وہ متاثر اور متغیر نہیں ہوتا۔ یعنی اعمال اور آثار کسی دوسرے کا اثر قبول کرنا۔ اس کی ذات ستودہ صفات میں نہیں۔ یہ اصول ہم کو قرآن کی اس آیت سے ملتا ہے۔ یہ حضرت ابن ابی نعیم علیہ السلام کی تحقیقات کے متعلق ہے کہ انہوں نے سترہ سو روئے وغیرہ کو ڈوبتے ہوئے دیکھ کر یہ کہا تھا۔

اتنی لا احدث الا فلیس

ترجمہ: "میں ڈوبنے والوں سے محبت نہیں کرتا۔ یعنی خدا تعالیٰ کے لئے پسند نہیں کرتا۔"

اسی آیت میں قرآن شریف نے ہمیں اس اصول تک پہنچایا ہے کہ جو چیز
دوسرے سے اچھ قول کرے اور اس سے منقطع ہو جائے وہ الوہیت کے قابل نہیں
ہیں جس قدر اس اصول کو مساکین کے ہواپ میں سوامی جی نے خدا کی شان کے خلاف باتیں
کھینچی ہیں یا آیت قرآنی کے سوال کے ہیں۔ سب کا ہواپ یہی ہے کہ یہ امور سب کے سب
ایسے ہیں کہ ان سے ذات باری جلّٰیٰ فضیلتہ کا منقطع اور متاثر نہ ہو لازم آتا ہے اس
لئے یہ امور راپید ہونا مرنا وغیرہ اسب محال ہیں۔

ناظرین! چنت جی کے اس لکھ باز سوال سے ہمیں ایک حکایت یاد آتی ہے
جس سے آپ لوگوں کو بھی دلچسپی ہو گی۔ ایک پنڈت جی شاید ہمارے سوامی جی کے پیسے تھے
کسی راجہ کے پاس عدت سے ملازم تھے۔ وطن مالوف ہیں جانے کدت تک اتفاق نہ ہوا۔
آخر ان کی استری ایچ جی اسے ایک توجہ ان کو دوانے کی سوچ کر خط لکھا کہ بڑے الفہم س کی
بات ہے کہ مہاراج کی استری راجہ ہو گئی۔ جس طرح ہو سکے چلے جی شریف لا کر گھر کا انتظام
کیجئے پنڈت جی تو ایسے مسموت ہوئے اور سر کے بال تو پتے ہوئے ابرے پر آئے۔ نہایت
غم و الم میں سر پہلے والے ہوئے بیٹھے ہوئے ہیں۔ جن پر ار حنا کر رہے ہیں مادراج! کھیر
خیر اتو ہے؟ پنڈت جی نہایت برا فروخت ہو کر بولے ہاں صاحب! بس ہر گزرتی ہے
وہی جانتا ہے۔ تمہیں کیا؟ آخر مہاراج! کہتے تو سہی بات کیا ہے؟ پنڈت جی نے کہا نہایت غم
کی بات ہے۔ آج گھر سے سا چار آدمی لایا ہے کہ معمرانی (پنڈت جی کی بیوی) راجہ ہو گئی
دوستوں نے ایک فرہانٹی قلم لکھا کہ مہاراج! آپ کی اندگی میں وہ کیسے راجہ ہوئی۔
اسنے پر پنڈت جی کو بھی ہوش آیا تو بولے۔

تم بھی کہتے ہو جی اے بھائی
چہ گھر سے آیا ہے معتبر نا

یہی حال ہمارے سوامی دیانند جی کا ہے۔ پھر فرماتے ہیں۔ دوسرے خدا کو پید
کر سکتا ہے؟ اور یہ نہیں جانتے کہ جس خدا کا خدا پیدا کر لگا وہ تو حادث ہو گا اور خدائی کہنے
تو قدیم ہو ماضوری ہے۔ کلقو بھی خالق کے درجہ پر پہنچ سکتی ہے اصل پوچھو تو پنڈت
جی بھی معذور ہیں۔ قرآن شریف تو پڑھا نہیں کہ انہیں ایسے باریک مساکین پر اظہار

ہوتی۔

سنا جیو! سنا! قرآن مشرکوں کا رد کرتے ہوئے لکھا ہے۔

لَا يَخْلُقُونَ شَيْئًا وَهُمْ يُخْلَقُونَ

ترجمہ ”یعنی تمہارے معبود کی بجائے کچھ بھی نہیں بنا سکتے بلکہ وہ خود بننے ہوئے ہیں۔“

جس سے اس نتیجہ پر پہنچانا منطوق ہے۔ جس کا ہم نے ذکر کیا کہ حقوق بھی خدا نہیں ہو سکتی یہ نہ کہ ہر حقوق حادث اور خدا قدیم ہے۔

سوائی نبی کی طرف سے سوال کرنے کو ہمیں بھی تنہائش ہے۔ اگر یہ کام جن کا ذکر ہوائی تی نے سائل کے جواب میں کیا ہے۔ جن کو ہم نے نقل کیا ہے۔ پر مشور نہیں کر سکتا تو سرب خلقی مان کی مطلق قدرت کیا یہاں پر اٹھ گئی؟ کسی وید منتر سے جواب دیں۔

ہاں مرغی، مچھلی کا جواب ذکر کیا شاید کھانے کو ہی چاہتا ہو گا۔ ورنہ موقع تو کوئی نہ تھا جس کا جواب غلط یہ ہے کہ آیت میں آدمیوں کا ذکر کریں نہیں۔ دیکھو ترجمہ زیر خط

سنا جیو! انصاف سے گمان کہ ہم اس کہنے کا حق رکھتے ہیں یا نہیں؟

”تخن شناس نہ دلبر اخطا! بنجاست“

ہاں اس بات کا جواب آپ ہی دیں کہ مرد عورت کے ہم بستر ہوئے بغیر کیوں نہیں دیتا؟

سنا جیو! برا نہ منائیے۔ تناؤ یہ کسی آٹھک (خدا کے قائل) کا سوال ہے؟ بیٹے بھی سنا آدین ازینک کلب امرت سر میں خدا کی ہستی پر بحث کرتے ہوئے ایک دہریہ نے کیا تھا کہ اگر خدا ہے تو کیا اسکی مرانی ہے کہ عورت اس تکلیف سے بچہ جنتی ہے کہ الامان بغیر ایسے ملاپ کے کیوں تو والد و تامل نہیں ہوتا۔ جس کا جواب میں نے دیا تھا کہ بچہ رنی نکلتے تو اس کی وہی جانتا ہے۔ مگر ہمیں یوں سمجھ میں آتا ہے کہ اگر بغیر ملاپ کے بچہ پیدا ہو تا تو اس کی پردریش کا کوئی ذمہ دار نہ ہوتا۔ کیونکہ اس سے کسی کو خاص محبت ہی نہ ہوتی

اس میرے جواب میں یہ جاننا سناج سے بہت پسند کیا تھا۔ مگر اس وقت مجھے معلوم نہ تھا کہ یہ سوال بھی پوچھتے ہوئے کہ سوال دراصل سواری کی ہی کا لہجہ ہے۔ اور نہ یہ جان بھی تھا کہ اس جواب کی تائید ہے۔ چند تہجی کو اتنی بھی خبر نہیں کہ میں اس وقت اسلام پر ایمان لائے بغیر ہوں۔ اس لیے کہ میں نے بھی وہی سوال کیا۔ ہو۔ پس بہت سے کہانی میں اس کا جواب دیا۔ اور اسی پر دستخط کر دیں گے۔

یہ سب کچھ دیکھ کر مجھے اس کے متعلق جواب خود اسی آیت میں ساتھ ہی جواب دے کر یہ بات بھی یاد تازہ ہو گئی تھی کہ اس کو نقل کرتے سنو!

www.only1or3.com
www.onlyoneorthree.com

اللہ علیہا قد یز

ترجمہ ”تحقیق خدا اپنے سے علم والا ذاتی قدرت والا ہے۔“

سناج کے بطلان کے بعد اس سے محمد کا جواب ہو تو ہمارے بھی اس پر دستخط کرنا ہو۔ بیشک پیغمبر اپنا مطلب نکالتے ہیں۔ کیا معنی؟ یعنی خدا ان کے اخلاص اور صفائی قلب کی وجہ سے ان کی دعاؤں کو قبول کرتا ہے۔ یہ کچھ انہی کا خاصہ نہیں جو کوئی اس کا نام نہ لے اور سب کی سنتا اور مناسب حکمت سوال پر راہ بھی کرتا ہے۔ سنو! خدا فرماتا ہے۔

اٰجِبْتُ دَعْوَةَ الدّٰعِ اِذَا دَعَا

ترجمہ ”میں دعا گوئی کی دعا قبول کرتا ہوں سب دو مجھے پکارے۔“

خدا کا محیط کل ہونا آپ کے معنی میں ہمیں مسلم نہیں سمجھنا (نمبر ۴۰)

”اور سب آیا عیسیٰ ساتھ ایسوں کا“

(۱۳۸) ترجمہ :

”اس روز عرف آیت ۵۹ کے۔“

اگر عیسیٰ بھی خدا کا بھیجہ ہوا ہے تو اس کی تعظیم کے

(۱۳۸) محقق :

بر خلاف خدا کے قرآن کیوں بتاؤ؟ اور قرآن کے

بر خلاف انجیل ہے۔ اس لئے یہ کتابیں خدا کی بتائی ہوئی نہیں ہیں

نمبر ۵ وغیرہ دیکھیں

(۱۳۸) مدقق :

”پکڑو اس کو جس نے عیسٰی کو اس کو شیروں کے آگے لے گا“

(۱۳۹) ترجمہ :

اسی طرح رہیں گے اور چاہو ہیں گے ہم ان کو ساتھ تو رہیں اچھی آنکھوں والیوں کے۔" (سورہ وقان: آیت ۵۰-۴۳)

(۱۳۹) **محقق** : داد کیا خدا عادل ہو کر انسانوں کو پکڑواتا اور گھسواتا ہے جب مسلمانوں کا خدا اسی ایسا ہے تو اس کے عاہد مسلمان متیم، کمزور، بے کم پکڑیں گھسیٹیں تو اس میں کیا قہر ہے؟ اور وہ انبیاء آدمیوں کی مانند شادی بھی کرتا ہے گویا کہ مسلمانوں کا یہ دیت یعنی قاضی نکاح کرنے والا ہے۔

(۱۳۹) **مدقق** : سو امی بی بی! یہ مناسبت ہے۔ آری یہ سماج کے مہربان سے کرم کریں تو کتنے سوز بندہ کی جون میں ان کو ڈالوا کر ورید رکون پھراتا ہے اور مردار کتے یا کھوٹا ماری ہوئی کو چوہ بڑے کے ہاتھ سے کون گھسواتا ہے۔ وہی جس نے یہ سزا ان کم بختوں پر کاروں شریروں کیلئے مقرر کی ہے۔ پس آگے اپنی تسکین دہی ملیں کہ آریوں کا یہ ہمیشہ ایسا ہی آخرہ ہوتا ہے۔ ہذا ہے امی آپ کو معلوم نہیں کہ دنیا میں بھی یہ نعمتیں نکاح وغیرہ خدا ہی کی ہدی ہوئی ہیں۔ سنو! پرستشور کو کربان دیتا ہے۔

"میں سب کی راہ چکے اور ہمارا حق ہے سے تم تمہاری نورانی تقسیم ہر اس بارہائی آنکھوں کے لیے ہے۔"

(۱۳۰) **ترجمہ** : "میں سب عداوت کرو تم ان کو ماری کی کہ کافر ہو کے پس مارو کرو تمہیں ان کی زبان تلک کہ چار کرو وہ ان کو پس حکم کرو قہ کرنا اور بہت استیاں تمہیں کہ وہ وقت تمہیں قوت میں سستی تیری سے جس نے نکاح دیا تھا کو ہاک کیا ہم نے ان کو۔ پس نہ ہو ان کوئی خدا دینے والا واسطے ان کے صفت اس بہشت کے کہ وہ دے گئے ہیں۔ یہ کیا کام چاہیں گے میری جی پانی سے بن گھڑا ہوا اور نہریں ہیں اور دے گی کہ نہ بد کیا ہوا اس کا اور نہریں ہیں شراب کی مزہ دینے والی واسطے پینے والوں کے اور نہریں شہد صاف کے گئے کی اور واسطے ان کے میں چاہیں گے ہر طرح کے میاں اور کھلیں اور گارہاں کے سے۔" (سورہ حجر: آیت ۱۲-۱۱)

محقق (۱۳۰)

اس لئے یہ قرآن خدا اور مسلمان خدا پر جانے سب کو
 تکلیف دینے اور اپنے مطلب کا لئے اسے ظالم ہیں
 جیسے یہاں لکھا ہے ویسا ہی اگر دو سر کوئی غیر مذہب والا مسلمانوں پر کرے تو مسلمانوں کو
 ویسا ہی دکھ جیسا اور اسے کو کہتے ہیں یہ بائیس اور خدا کی طرف داری دیکھتے کہ جنہوں
 نے محمد صاحب کو کائنات دیا ان کو خدا اپنے پاک کرنا اور بھلا اس میں پاک پنی اور خدا
 شراب اور شہ کی سرس ہیں وہ کیا سے کیا اور خدا اسکا ہے اور خدا کی سرس کی
 ہو سکتی ہیں؟ کیونکہ وہ تو خود اسے عرس میں لکھا ہے ہے ان باتوں کے سبب سے عقل خدا
 لوگ قرآن کے مذہب کو نہیں مانتے۔

مدقق (۱۳۰)

کیسے یہ توقف ہے جو پیشوں کا گھر بنا کر دوسروں پر پھر
 پر ساتا ہے۔ سارے سوال کا جواب نمبر ۲ و غیرہ میں
 مذہب ہو اور خدا کے گزرنے کے متعلق نمبر ۱۲۹ دیکھو۔ ہاں اتنا کہ دیا کوئی بیانیس کو یہ
 شکایت ہے کہ یہ نہیں کہ پڑتائی نے آیت موصوفہ کا رد و تردید بھی نہیں سمجھا ورنہ
 پڑتائی یہ سوال نہ کرتے کہ۔

”خدا کی طرف سے داری دیکھتے کہ جنہوں نے محمد صاحب کو کائنات دیا ان کو خدا اپنے
 پاک کرنا اور اس کے لئے کہ اسے فقر و محنت دیا ہے وہ ان سچی سے متعلق ہیں کہ
 جس نے پیغمبر اسلام علیہ السلام کو کھانا دیا تھا خدا وہ پہلی سچی کے متعلق ہے۔ سو! اللہ تعالیٰ
 ہیں۔“

و کتابیں من قرآنہ ہی اشد قنوة عن قرآنک النی آخر جملک
 اہلکنا ہذا فلا صر لہما

ترجمہ

”یہ سچی کہ جس نے تو کو کہ سے کمال چہرہ زار سچی استیاں
 اس سے جی بل بوتے میں ہر سچی چہرہ سچی کہ ہم نے ان کو پاک کرنا اور
 اور کوئی بھی ان کی مدد کو کھانا نہ دیا۔“

اس لئے کہ خدا و لہو آخر جملک صفت ہے عن قرآنہ کی تکرار پڑتائی
 نے اس کو اس کی اس کی خبر سمجھ لیا کیوں نہ ہو۔
 لطف پر لطف ہے اظہار میں میرے یار کے یار

حاء حلی سے گدج لکھتا ہے ہوز سے ہمار

گو یہ بھی کوئی بڑی بات نہیں کہ ہو سستی خدا کے رسول کی جنگ عزت کر کے نکال دے وہ مستوجب بلا کت ہو۔ مگر یہاں تو یہ مطلب ہی نہیں کیا جس پالی نے سوانی کی کوڑھرد بکھرا دیا سزا پائے گا۔

(۱۳۱) **ترجمہ :** "جس وقت بلائی جائے گی زمین بلائے جائے گا اور اوڑانے جائیں گے پناہ دہرائے جائے گا۔ پس ہو

جانیں گے بھٹکے پر اگندہ۔ پس صاحب دہائی طرف کے کیا ہیں صاحب دہائی طرف کے اور بائیں طرف والے کیا ہیں بائیں طرف کے اور پرچنگ سونے کے تاروں سے بنے ہوئے کے ہیں۔ نکیہ کئے ہوئے اور ان کے آٹے سامنے اور پھر اس کے اوپر ان کے ٹر کے پیشہ رہنے والے ساتھ آنوروں کے اور آقا بوں کے پیالوں کے شراب صاف سے نہیں سرد کھائے جائیں گے اس سے اور نہ بیچ بھاویں گے اور سونے اس قسم کے کہ پسند کریں اور گوشت جانوروں اور پرندوں کے اس قسم سے کہ چاہیں گے اور واسطے ان کے عورتیں ہیں گوری بی بی آنکھوں والیاں مانند موتیوں چھپائے ہوئے کے اور بچھوئے بلند تحقیق پیدا کیا ہم نے عورتوں ان کی کو پیدا کرنا۔ پس کیا ہے ہم نے ان کو پاکر وہ خاندان والیاں ہم عمر واسطے دہائی طرف والوں کے۔ پس بھرنے والے ہو اس سے بیٹوں کو۔ پس قسم کھاتا ہوں میں ساتھ کرنے تاروں کے۔" (سورہ واقعہ آیت ۳۵ تا ۴۷)

(۱۳۱) **محقق :** اب دیکھئے مصنف قرآن کی کار سازی بھلا زمین تو جلتی رہتی ہے۔ اس وقت بھی جلتی رہے گی۔ اس سے یہ

ثابت ہوتا ہے کہ مصنف قرآن زمین کو ساکن جانتا تھا۔ بھلا چاندروں کو کیا مثل پرند کے دڑائے گا؟ اگر بھٹکے ہو جائیں گے تو پھر بھی لطیف جسم والے رہیں گے۔ تو پھر ان کا وہ سراپا ہم کیوں نہیں؟ وہائی! اگر خدا مجسم نہ ہو تو اس کے دائیں طرف اور بائیں طرف کیونکر کھڑے ہو سکتے؟ جب وہاں پرچنگ سونے کی تاروں سے بنے ہوئے ہیں تو یہ حسی۔ سنار بھی وہاں رہتے ہوئے اور تھل کانتے ہوئے اور ان کو رات کو بھی نہیں

سوئے دیئے ہو گئے۔ کیا وہ نکلے گا کر بہشت میں بیٹھے رہتے ہیں یا کچھ کام بھی کرتے ہیں؟ اگر بیٹھے ہی رہتے ہو گئے تو ان کو خدا بھگم نہ ہونے سے وہ بیمار ہو کر جلد ہی مر بھی جاتے ہوں گی اور اگر کام کیا کرتے ہوں گے تو جیسی محنت مزدوری یہاں کرتے ہیں ویسے ہی وہاں محنت کر کے گزر کر رہتے ہو گئے۔ پھر یہاں سے وہاں بہشت میں زیادہ کیا ہے؟ کچھ بھی نہیں۔ اگر وہاں لڑکے بیٹھے رہتے ہیں تو ان کے ماں باپ بھی رہتے ہو گئے اور ساس سسر بھی ہو گئے۔ تب تو بڑا بھاری شہر بنتا ہو گا اور بول و پرازی بدبو کے باعث بیماریاں بھی بہت سی ہوتی ہو گی۔ کیونکہ جب میوے کھائیں گے۔ گلاسوں میں پانی پئیں گے اور پیالوں سے شراب پیئیں گے تو کیا ان کا سر نہ دھوئے گا اور کیا کوئی بے چارہ بولے گا؟ خوب میوے اور جانوروں اور پرندوں کے گوشت بھی کھائیں گے۔ تب تو طرح طرح کی تکلیفات ہو گی اور جب وہاں پرند اور چرند ہوں گے تو خور و زنی بھی ہوتی ہو گی اور استخوان جہاں تھیں بکھری پڑی ہو گی اور قصابوں کی دکانیں بھی ہو گی۔ واہ کیا کہنا! بہشت کی تعریف کہ وہ ملک عرب سے بڑھ کر نظر آتی ہے!!! اور اگر شراب نہاب پی کھا کر مست ہوتے ہیں تو عورتوں بھی وہاں ضرور رہنے چاہئیں۔ نہیں تو ایسے نشہ باز سر میں گرمی چڑھ جائے سے پاگل ہو جائیں گے بہت مرد عورتوں کے بیٹھنے سونے کیلئے ضرور ہی بچھوئے بڑے بڑے چاہئیں۔ جب خدا ہا کرہ عورتوں کو بہشت میں پیدا کرتا ہے تب ہی تو کنوارے لڑکوں کو بھی پیدا کرتا ہے۔ بھلا ہا کرہ عورتوں کا بیاہ تو یہاں سے امیدوار ہو کر گئے ہیں ان کے ساتھ خدا نے لکھا۔ لیکن بیٹھے رہنے والے لاکھوں لاکھوں بھی ہا کرہ عورت کے ساتھ بیاہ ہو نا نہ لکھا تو کیا وہ بھی انہیں امیدواروں کے ساتھ مثل ہا کرہ عورتوں کے دینے چاہئیں گے اس کا قاعدہ کچھ بھی نہ لکھا۔ یہ خدا کی بڑی بھول کیوں ہو گئی اگر ہم عمروالی سا مگن عورتیں خادموں کو ہا کرہ بہشت میں رہتی ہیں تو تھیک نہیں ہے۔ کیونکہ عورتوں سے مردوں کی عمرو گئی ذہائی کتنا چاہئے۔ یہ تو مسلمانوں کے بہشت کی کہانی ہے اور دوزخ والے تھوہر کے درختوں کو کھا کر بیٹ بھریں گے تو خاردار درخت بھی دوزخ میں ہو گئے اور خار بھی لگتے ہو گئے اور گرم پانی کا ٹوکڑا وغیرہ دوزخ میں پائیں گے۔ قسم کا کھانا کثرت دوزخ کو کالام ہے راہبناؤں کا نہیں اگر خدا بھی

قسم کھاتا ہے تو وہ بھی جھوٹ سے پرہیز نہیں ہو سکتا۔

(۱۳۱) **مدقق** : بھولے سوامی جی! جس بات کو آدمی نہ سمجھے اس کا

علاقہ یہ ہے کہ کسی دودھ دان (عالم) سے پوچھ لے نہ کہ
من گھڑت سوال کر کے دودھ دانوں میں ذلیل ہو۔ زمین کے چٹنے کا جو اب نمبر ۱۱۰ فیروز میں
دیکھا ہے۔

پہنڈت جی! دایہا ہاتھ لوگوں کا مراد ہے نہ کہ خدا کا سنو! قرآن خود بتاتا ہے۔

اما من اولي كتابه بمسئله فيقول هاؤذا اقروا كتابه

”جس کو اپنے دائیں ہاتھ میں پکڑ لے گا وہ دوستوں سے
کے گا اور میرا پر پکڑ لے گا۔“

تعبیر ہے کہی ترجمہ سوائی کی خود نمبر ۱۳ میں نقل کر چکے ہیں، تاہم قرین نمبر ۱۳ کور میں مذکور خط عبارت ملاحظہ فرمائیں۔

کھنے آگے پیچھے کونہ دیکھنے والے کون ہوتے ہیں؟ ہاں خوب کسی کہ ”سنا اور مکمل وغیرہ بھی ہو گئے۔“

ہاں بیشک ہو سکتے لیکن کافروں ہی سے اگر یہ کام خدا لے لے تو کوئی حرج کی بات نہیں اُنہیں کو اس بیگار میں پھنسانے یا خدا محض اپنی قدرت سے سب سامان راحت مہیا کر دے۔ سنو!

”ہر مہینہ کے ہاتھ نہیں لیکن اپنی طاقت کے ہاتھ سے سب کو ٹالتا اور قابو رکھتا ہے۔“

بہشت میں اہل بہشت مہذب عیش و عشرت کے علاوہ اوقات یاد الہی میں گزاریں گے۔ ہاں مجھے یاد آیا کہ یہ ارواحِ امّی (نجات) پا کر پر میثور کے اندر جو چلا جاتا ہے جیسا کہ آپ کہتے ہیں۔

”خیر ہم (لحد) ہر جگہ بھریج رہے اس میں کھت یہ ہے روک ٹوک و گمان معرفت اور آئندہ کے ساتھ بھرتا ہے۔“ (مستیار تھو کاٹھ صفحہ ۳۱۳) ”ہاں ہے“ (مستیار ۱۱)

خدا کے اندر جاتا ہے۔ خدا کو فی کوٹھا ہے یا تالاب ہے؟ جا کر وہاں بیکار بیٹھا رہتا
وگرتو اس کا بھی جی اکتا جاتا ہو گا۔ کیا خوب سوال ہے کہ چنڈ، جی، بہشت کو بڑا شہر سمجھتے

ہیں سوامی بی! سنئے ہم آپ کو اس کی لمبائی چوڑائی بتاتے ہیں۔ لیکن دو مینڈکوں کی گفتگو سے ہمیں خطرہ ہے۔ ایک کو نہیں میں دریا کا مینڈک آپ کا تو کو نہیں کے مینڈک نے اس سے پوچھا کہ دریا کتنا ہوتا ہے۔ وہ بولا بہت بڑا۔ کو نہیں کے مینڈک نے ایک غوطہ لگا کر کو نہیں کا نصف پات تھیر کر پوچھا کہ اتنا؟ وہ بولا کہ اس سے بھی زیادہ آخر کو نہیں والے مینڈک نے سارا پات پوچھا اور پوچھا کہ اتنا؟ اس نے کہا تو احمق ہے۔ دریا اتنے ہوتے ہیں؟ کو نہیں کے مینڈک نے کہا۔ تو بھوٹے کتا ہے۔ اس سے بڑھ کر پانی کیسے تمام دنیا بھر میں نہ ہو گا۔ سو اگر سوامی بی ہم پر اعتراض نہ کریں تو ہم ان کو تلاتے ہیں۔ سنو!

عز ضحا السلوٰث والازط

ترجمہ: "ہات کی صرف چوڑائی تمام آسمانوں اور صوبوں اور زمینوں جتنی ہو گی۔"

کھٹل اور بول ویراز کا بھی جواب یہ ہے کہ وہاں ہوتے ہی نہیں۔ کیونکہ وہاں کا قانون ہی اور ہے۔ آپ نے کسی دلیل سے اس کا رد نہیں کیا۔ سوائے خبروں میں متصل جواب دیجو۔ "یہ وہ کہو اس کرتے والا جواب کا مستحق نہیں ہوتا۔" (ستیا رتھ پاش صفحہ ۱۳۵۰) بہشت کا مضمون کئی دفعہ ہو چکا ہے۔ گزشتہ نمبر ملاحظہ ہوں۔

"تحقیق اللہ دوست رکھتا ہے ان لوگوں کو کہ لڑتے ہیں سچ راہ اس کے کے۔" (سورہ صف: آیت ۴)

۱۳۲) ترجمہ: (۱۳۲) واد خلیک ہے ایسی ایسی نعمی باتوں کی ہدایت کر کے پیارے ملک عرب کے باشندوں کو سب سے لڑا

۱۳۲) محقق: دشمن بنا کر باہم تکلیف دلائی اور مذہب کا جھنڈا بلند کر کے لڑائی پھیلادی۔ ایسے کو کوئی عقل مند خدا بھی نہیں مان سکتا جو قوم میں فساد برپا کرتے۔ وہی سب کو تکلیف دہ ہوتا ہے۔

۱۳۲) مدقق: نمبر ۳۱۲ ملاحظہ ہوں۔ سچ پوچھو تو آپنا سے زیادہ کسی نے فساد پھایا نہ حق ہے کہی سے وہاں کا شک کیا بھلا

ویدوں پر تو کوئی حق نہیں ہو گا۔ قرآن اور بائبل سے یوں ہی منہ آنے لگے۔

(۱۳۳) **ترجمہ :** "اسے نبی کیوں حرام کرتا ہے اس چیز کو کہ حلال کی

خدا نے واسطے تیرے چاہتا ہے تو رضامندی پیچوں
اپنی کی اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔ شباب ہے پروردگار اس کا اگر طلاق دے تم کو
یہ کہ بدل دیں اس کو شہیاں بہتر تم سے مسلمان عورتیں ایمان والیاں فرمانبردار
کرنے والیاں۔ تو یہ کرنے والیاں عبادت کرنے والیاں روزہ رکھنے والیاں خاوند
دیکھی ہوئیاں اور بن دیکھی ہوئیاں۔" (سورہ تحریم: آیت ۵۲)

(۱۳۳) **محقق :** غور سے سوچنا چاہئے کہ خدا کیا ہوا۔ محمد صاحب کے

نصیر ۱۔ پہلی آیت پر دو کہانیاں ہیں ایک تو یہ کہ محمد صاحب کو شہد کا شہرت پسند تھا اور ان
کی کئی بیویاں تھیں۔ ان میں سے ایک کے گھر پہنچے گئے تو یہ بات دوسری بیویوں کو ناگوار
گزار رہی۔ اس کے کہنے سننے کے بعد محمد صاحب قسم کھا گئے کہ ہم نہ بچیں گے۔ دوسری یہ
کہ ان کی کئی بیویوں میں سے ایک کی باری تھی۔ اس کے یہاں رات کو گئے تو وہاں نہ
تھی۔ اپنے باپ کے یہاں گئی تھی۔ محمد صاحب نے ایک لونڈی یعنی کنیرہ کو کراپاک کیا۔
جب یہی کو اس کی خیر ملی تو ناراض ہو گئی۔ تب محمد صاحب نے قسم کھائی کہ میں ایسا نہ
کرہ لگاؤں اور بیوی سے کہہ دیا کہ تم نے کسی سے یہ بات مت کہنی۔ بیوی نے منظور کیا کہ نہ
کہوں گی۔ پھر انہوں نے دوسری بیوی سے جا کر کہا۔ اس پر یہ آیت خدا نے اتاری کہ
جس چیز کو ہم نے تیرے اوپر حلال کیا۔ اس کو تو حرام کیوں کرتا ہے۔ محمد لوگ غور کریں
کہ بھلا کیسے خدا بھی کسی کے گھر کا فیصلہ کرتا پھر تمہارے؟ اور محمد صاحب کا چال چلن ان
باتوں سے ظاہر ہی ہے۔ کیونکہ ہو کئی عورتوں کو رکھے وہ خدا کا عابد یا پیغمبر کیونکر ہو سکتا
ہے؟ اور جو ایک عورت کی طرفدار سے بے آبروئی کرے اور دوسری کی عزت
کرے تو وہ طرفدار ہو کر تنگداریوں نہ ہو گا؟ اور ہو کئی عورتوں سے بھی سیری نہ
پا کر گنہگار کے ساتھ پیسے اس کے نزدیک شرم خاف اور دھرم کی عمر بیکار سکتا ہے۔
کسی نے کہا ہے، زانی آدمی ہیں ان کو گناہ سے ڈرنا شرم نہیں آتی ان کا خدا بھی محمد
صاحب کی بیویوں اور پیغمبر کے بھائی کے فیصلہ کرنے میں گویا سرخ (حالت) اٹا ہے۔

صاحبان عقل غور کریں کہ یہ قرآن عالم یا خدا کا بیٹا یا ہوا ہے یا کسی جاہل خود غرض کا۔ اور دوسری آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ محمد صاحب سے اوس کی کوئی بیوی ناراض ہو گئی ہوگی۔ اس پر خدا نے یہ آیت اتار کر اس کو دھمکایا ہو گا کہ اگر تو گزب کرے گی اور محمد صاحب تجھے طلاق دے دیں گے تو ان کو ان کا خدا اچھے بیویاں دے گا کہ جو خاوند سے نہ ملی ہوں۔ جس آدمی کو ذرا سی عقل ہے وہ غور کر سکتا ہے کہ یہ خدا کے کام ہیں یا اپنی مطلب براری کے واسطے خدا کی طرف سے محمد صاحب کہہ دیتے تھے۔ جو لوگ خدا ہی کی طرف لگاتے ہیں۔ ان کو ہم تو کیا سب عقل مند لوگ بھی کہیں گے کہ خدا کیا ٹھہرا۔ گو یا محمد صاحب کے لئے بیویاں لانے والا ثانی ٹھہرا۔

(۱۴۳) **مدقق:** احکام خانہ داری قتالے سے خدا کا لازم یا نو کر ٹھہرتا ہے تو پریشور کا پرمان سنو!

"اسے یاد ہے ہوتے مرد عورت تو؟ تم دونوں رات کہاں ٹھہرتے تھے اور دن تم نے کہاں رہ کر کیا تھا۔ تم نے کھانا وغیرہ کہاں کھایا تھا؟ تمہارا وطن کہاں ہے۔ جس طرح یہ عورت اپنے دل و راہ سے غاوند کے ساتھ شب بابتی ہے۔ یا جس طرح یہاں ہوا مرد اپنی بابت عورت کے ساتھ اولاد کیلئے بکھاشا ہے۔ اسی طرح تم کہاں شب بابتی ہوئے تھے۔" (دیکھو شکل ۱۰، ۱۱، ۱۲، ۱۳)

اور سنو!

"اسے یہ عورت تو اپنے اصلی خاوند کے مرنے پر کسی ایسے مرد کو بطریق نیوگ خاوند قبول کر۔ جس کی بابت عورت مرنے کی ہو اور اس طرح اولاد پیدا کر کے سکھ حاصل کر۔" (دیکھو مثال ۱۰، ۱۱، ۱۲، ۱۳)

اور سنو!

"اسے دیکھو (دوسرے خاوند کی خدا سے کہنے والی عورت اور یہاں ہے ہوتے خاوند کی فرمانبرداری کی ایک اوصاف والی ہو تو کھ کے کاروبار میں خود اصول پر عمل کر اور اپنے پائے ہوئے جانوروں کی حفاظت کر اور محمد کمال اور نبوی اور علم و تربیت حاصل کر کے طاقتور اولاد پیدا کر اور بیٹ اولاد میں مستعد رہ۔ اسے نیوگ کے ذریعہ سے وہ سرے کی خواہش کرنے والی تو نبوت سکھ دینے والی ہو کہ کھ میں ہونے والی نیوگ آگ کا استعمال اور تمام خانہ داری کے کاروبار کو دل لگا کر بڑی احتیاط سے

سپیشل ڈیوٹی :

کی بابت بھی دید کی ہدایت سنو

"اے انسانو! جس طرح زبان سے لہرتے حاصل کی جاتی ہے، اسی طرح پڑھی لکھی عورت کو چاہئے کہ وہ اپنے غلام کے خواہشات، اعضا کے ساتھ اپنے اعضاء کو ملانے اور ایک آرام و صورت میں ہو کر سر کے ساتھ سر اور منہ کے ساتھ منہ کو پاک کرے۔ اسی طرح دونوں بیوی غلام کو چاہئے کیا کریں جس مرد کا اگر صحیح سالم ہو تا ہے تو بڑے زور سے یہ فعل انجام اکرنے والا ہو۔ اس کو چاہئے کہ وہ یہ سب کچھ ایسے طریقہ سے کرے جس سے نہ صرف راحت حاصل ہو بلکہ اولاد پیدا کرنے کا بھی باعث ہو۔ (تقریب باب ۱۵، ستمبر ۸۸)

سماجی متروا یہ دید ہے یا کوک شاستر؟

پس اسی طرح نہیں نہیں تو یہ تو یہ ایسے غیر مذہب نہیں بلکہ نہایت حیا اور تہذیب سے اس آیت میں خدا نے پیغمبر صاحب کی بیویوں کو ہدایت فرمائی ہے۔ اصل یہ ہے کہ پیغمبر صاحب علیہ الصلوٰۃ والسلام کو کسی بیوی نے شہد چنے پر کہا کہ آپ کے منہ مبارک سے بو آتی ہے چنانچہ ہندو مت میں اس کو نقل کیا ہے اور یہی روایت بہت صحیح ہے اس پر آپ نے شہد کا پینا چھو ڈر دیا اور قسم کھائی کہ آئندہ کبھی نہ بچ ٹکا، مگر چونکہ نبی کا کام امت کیلئے دلیل اور سنت ہوتا ہے۔ اس لئے خطرہ تھا کہ بعد آپ کے تمام لوگ اس طرح حلال چیزوں کو حرام کر لیں تو گویا ایک مذہب ہی مسئلہ بن جاتا۔ اس لئے خدا نے یہ حکم نازل فرمایا جس کا مطلب یہ ہے کہ بیویوں کی خوشی یہاں تک نہ چاہئے کہ حلال چیزوں کو حرام سمجھنے لگو۔ ہر ایک چیز کی حد ہے۔ ایسا نہ کرو۔ بلکہ اپنی قسم کا کفارہ دیکر بدستور حلال چیز کو کھاؤ پیو۔

ہاں اگر آپ کو یہ اعتراض ہو مجھے کہ بیویوں کی خوشی پیغمبر صاحب کو ایسی کیوں ضروری ہوئی کہ یہاں تک نوبت پہنچی تو سنو!

"جس غلام ان میں عورت سے غلام اور غلام سے عورت اچھی طرح خوش رہے جسے اسی غلام ان میں کل خوش نہیں اور اقبال حدی سے قیام کرتی ہے۔ جہاں خور و شر رہتا ہے وہاں بد خلقی اور افلاس آ رہا ہے۔" (ستیا رتھ پرکاش ص ۱۲۳)

جواب ۳ نمبر ۳

باقی تمام اذواج کے متعلق سوال کا جواب نمبر ۱۲ میں ملاحظہ ہو۔

افسوس کہ پنڈت جی کو باوجود صد تلاش کے حقیر صاحب کی سوانح عمری میں ایک واقعہ بھی ایسا نہ ملا جسے داتاؤں کے سامنے پیش کر سکتے۔ ہمیں بھی سوامی جی کی اس ناکامی پر افسوس ہے۔ لہذا ہم ان کے اور زمان کی سماج کے اس غم اور افسوس میں شریک حال ہیں اور ہمدردی کرتے ہیں۔ صرف یہی ایک واقعہ ملتا ہے کہ آپ بیویاں کرتے تھے۔ جس کا مختصر جواب یہ ہے کہ آپ آدمی تھے اور نیچرل اصول کے پابند تھے۔ قانون قدرت نے مرد کو عورت کی خواہش دی ہے۔ پنڈت جی کی طرح ہمیشہ مجددہ کرخلاف قانون قدرت نہیں کرتے تھے۔ اس کے متعلق مفصل بحث رسالہ ”مقدس رسول“ میں ملاحظہ ہو۔

”اے نبی جھڑا کر کافروں اور منافقوں سے اور
(۱۳۳) **ترجمہ :** ” (سورہ صف: آیت ۸)

دینے مسلمانوں کے خدا کی کار سازی۔ دوسرے
(۱۳۴) **محقق :** مذہب والوں سے لڑتے کیلئے حقیر اور مسلمانوں کو

بھڑکاتا ہے۔ اسی وجہ سے مسلمان لوگ داتا کرنے میں کمر بستہ رہتے ہیں۔ پر مالتا
مسلمانوں پر نظر رحم کرے کہ جس سے یہ لوگ فساد پھوڑ کر سب سے رفاقت سے برتاؤ
کریں۔

نمبر ۳، ۳۱ وغیرہ ملاحظہ ہوں ہماری بھی دعا ہے کہ
(۱۳۴) **مدقق :** خداوند تعالیٰ سناہیوں کو ہماریت کرے کہ وہ اپنے گرو

کی طرح دوسرے مذہب والوں کو عموماً اور ہندوؤں کو خصوصاً برا بھلا کہہ کر ملک میں
فساد نہ پھلائیں۔
www.only1or3.com
www.onlyoneorthree.com

نوٹ! پہلے تو زبانی زبانی فسادات کرتے تھے ۲۳-۱۹۲۳ء میں تو آریوں نے
ہاتھوں سے بھی فساد کئے۔ ملک میں ہر چار طرف ان کے فسادات کی آگ بجھاک رہی ہے۔
جس پر سب سے بڑی شہادت ہندوستان کے مشہور نیک دل لیڈر مہاتما گاندھی کی ہے جو
اخیر کتاب ہذا کے درج ہے۔

(۱۳۵) **ترجمہ :** ”پھٹ جائے گا آسمان پس وہ اس دن سست ہو گا اور فرشتے ہو گئے اوپر کناروں اس کے کے اور

انھیں کے عرش رب تیرے کا اوپر اپنے اس دن آٹھ مہینے اس دن رو برو لائے جاؤ گے تم نہ چھپی رہے گی تم میں سے کوئی بات چھپی ہوئی۔ پس جو کوئی دیا گیا اعمال نامہ بیچ دے یا اپنے ہاتھ اپنے کے۔ پس اسے کا سوچ ہو عمل نامہ اپنا اور جو کوئی دیا گیا عمل نامہ اپنا بیچ جائے ہاتھ اپنے کے۔ پس اسے کا شے کہ میں نہ دیا گیا ہو تا عمل نامہ اپنا۔“ (سورہ حاقہ: آیت ۱۳، ۱۵، ۱۶، ۱۷، ۱۸، ۱۹)

(۱۳۵) **محقق :** وہ کیا فلاسفی اور انصاف کی بات ہے۔ بھلا اکاش (آسمان) بھی کبھی پھٹ سکتا ہے؟ کیا وہ پارچے کے موافق ہے جو پھٹ جائے؟ اگر اجرام فلکی کو آسمان کہتے ہیں تو یہ بات علم کے خلاف ہے۔ اب قرآن کے خدا کے مجسم ہونے میں کوئی شک نہ رہا کیونکہ عرش پر بیٹھنا۔ آنحضرتؐ کی کاروں سے انھوں نے بغیر مجسم کے کبھی نہیں ہو سکتا اور سامنے یا پیچھے بھی آنا ہونا مجسم ہی کا ہو سکتا ہے۔ جب وہ مجسم ہے تو محدود امکان ہونے سے بعد ان محیط کل کا درمیان نہیں ہو سکتا اور سب درمیان سے اعمال کبھی نہیں جان سکتا۔ تعجب کی بات ہے کہ شریف لوگوں کے دے ہاتھ میں اعمال نامہ کا دینا۔ ورنہ میں بھیجتا اور اعمال نامہ پڑھ کر انصاف کرنا بھلا کے ہاتھ میں ہاتھ میں اعمال نامہ کا دینا۔ ورنہ میں بھیجتا اور اعمال نامہ پڑھ کر انصاف کرنا بھلا یہ کام ہمہ دہان کا ہو سکتا ہے؟ ہرگز نہیں۔ یہ سب کارروائی ٹرکپن کی ہے۔

(۱۳۵) **مدقق :** آسمان کا جواب نمبر ۸۸ اور ۱۲۹ میں ہو چکا ہے۔ عرش اٹھانا مجاز اور استعارہ ہے اظہار جلالت و

عظمت الہی ہے نہ یہ کہ خدا عرش پر یوں بیٹھا ہو گا۔ جیسا کوئی راجہ پائلی میں بیٹھا ہوتا ہے۔ اور پائلی کناروں نے اٹھائی ہوتی ہے بلکہ آیت کا مطلب صرف اتنا ہے کہ حکم مت اور جلالت خداوندی کا وہ عالم ہو گا کہ کوئی کسی سے بول نہ سکے گا نہ مدد لے سکے گا چنانچہ اس سے آگے کے لفظوں میں فرمایا ہے۔ جن کو آپ نے بھی نقل کیا ہے کہ اس دن سب دربار الہی میں حاضر ہو گئے کوئی ان کی کر تو ت ٹیک و بد چھپی نہ رہے گی اور مارے

خوف کے سبب دم بخود ہو گئے سنو قرآن شریف بتلاتا ہے۔

﴿حَسْبُكَ الْأَصْوَاتُ لِلزَّخْلِ فَلَا تَسْمَعُ إِلَّا هَهْنًا﴾

ترجمہ سب آوازیں یہی ہوتی ہیں کہ جانیں کی۔ ایسی کہ بخیر باتوں کی آہٹ کے کچھ سنتے ہیں نہ آئے گا۔

ہماری اس توجیہ پر آپ بھوکا صفحہ ۱۰ پر دیکھ کر آئے ہیں کہ۔

”جہاں جہی میں غیر امکان ہو وہاں استعارہ بجا لانا ہو گا۔“

مگر افسوس کہ ان اصولوں سے آپ بیشہ اپنا ہی فائدہ لیا کرتے ہیں وہ سروس کا نہیں کہ جہاں وہ خدا کے اعضا بتلائے وہاں تو آپ اسی اصول سے تاویل کر جاتے ہیں (دیکھو مقدمہ ص ۲۰) جو اب نمبر ۱۲۹ اور جہاں قرآن یا اور کتاب اس قسم کے استعارے بولے خواہ وہاں قرآن بھی کئی قسم کے ہوں وہاں پر سارا سادہ حوینا گنگا میں ڈبو کر ننگے ہو بیٹھیں اور آئیں بائیں شائیں ماری شروع کر دیں۔ سلامیو باسنو!

انچہ بخود نہ پسندی بد گہراں پسند

دائیں بائیں ہاتھ میں اعلان نامہ ملنے پر کوئی اعتراض نہیں کیا گیا صرف معمولی سے کام لیا ہے اس لئے بحکم ستیارتھ باب ۱۰ نمبر ۳ صفحہ ۱۳۵۰ اور نیز خواہے جسے

جو اب جاہلاں باشد خاموشی

ہماری طرف سے جو اب خاموشی

ہاں اتنا ضرور بتلاتے ہیں کہ اعمال نامہ لوگوں کی تسلی کیلئے ہو گئے خدا کو ان کی ضرورت نہیں۔ سنو! قرآن نے خود بتلایا ہے۔

﴿قِرْأَتُكَ كَلِمَةٍ بِفِيكَ الْيَوْمَ عَلَيْكَ حَسْبًا﴾

ترجمہ ”لوگو! آج چھ لوگوں خود ہی حساب کر لے کو کافی ہو۔“

(۱۳۶) ترجمہ: جہتے ہیں فرشتے اگر روح طرف اس کی وہ خدا اب ہو گا چھ اس دن کے کہ حق تھا وہ اس کی جہاں

ہزار برس کی جس دن انہیں گے قبروں میں سے دوڑتے ہوئے گویا کہ وہ طرف ہتھوں کے مکانوں کے دوڑتے ہیں۔“ (سورہ مطاحج: آیت ۴۳-۴۴)

(۱۳۶) **محقق :** اگر بیچاس ہزار برس کے دن کا انداز ہے تو بیچاس

ہزار برس کی رات کیوں نہیں۔ اگر اتنی بڑی رات نہیں ہے تو اتنا بڑا دن کبھی نہیں ہو سکتا۔ کیا بیچاس ہزار برس تک خدا - فرشتے اور
احمالہ والے کھڑے یا بیٹھے یا جاگتے ہی ہو گئے۔ اگر ایسا ہے تو بیمار ہو کر مر بھی جائیں
گے۔ کیا قبروں سے نکل کر خدا کی پٹھری کی طرف دوڑیں گے۔ ان کے پاس سمن قبروں
میں کیونکر پہنچیں گے؟ اور ان بیماروں کو جو کہ نیک کردار یا بد کردار ہیں۔ اتنی مدت
تک قبروں میں دورہ سپرد کیوں رکھا؟ اور آجکل خدا کی پٹھری بند ہو گئی اور خدا اور
فرشتے جلتے بیٹھے ہو گئے؟ یا کچھ کام کرتے ہوئے۔ اپنے اپنے مکانوں میں بیٹھے اور
اُدھر گھومتے سوتے ناچ تماشا دیکھتے اور عیش و عشرت کرتے ہوئے۔ ایسا اندھیر کسی
سلطنت میں نہ ہو گا۔ ایسی ایسی باتوں کو سوائے دشمنی لوگوں کے دوسرا کون مانے گا؟

(۱۳۶) **مدقق :** جی تو چاہتا تھا کہ ہدایت نبی آگیا مگر جب ستیاد تھا

پر کاش صفحہ ۳۵۰ باب ۱۰ عمل کریں مگر اپنے
تاظرین کی خاطر نمبر ۱۲۵ کا حوالہ دیتے ہیں۔

ہاں یہ بات قابل اظہار ہے کہ سوائی نبی کا مقتولہ ترجمہ گو مترجم قرآن میں ہے۔
مگر ذرا سی اصلاح یا وضاحت طلب ہے اور لفظ ”تھی“ ٹھیک نہیں ”ہے“ درست ہے۔
مترجم صاحب نے بھی غلطی نہیں کی کیونکہ ”تھی“ جس لفظ کا ترجمہ ہے وہ ”کان“ ہے کان
کے معنی کبھی تو مرادف ”ہو“ کے ہوتے ہیں۔ اس وقت اس کا ترجمہ ”تھی“ یا ”تھا“ ہوا
گرتا ہے اور کبھی ”ہست“ کے مرادف ہوتا ہے اس وقت اس کے معنی ”ہے“ کے
ہوتے ہیں۔ جیسے کَانَ اللّٰهُ عَلِيْضًا (اللہ علیم ہے) اسی طرح نمبر ۱۲۵ میں بھی ”تھی“
صحیح نہیں ”ہے“ صحیح ہے۔ چنانچہ شاہ ولی اللہ صاحب نے فارسی ترجمہ میں ہست اور ثناء
عبد القادر صاحب نے اردو ترجمہ میں ”ہے“ لکھا ہے سوائی نبی کو اور نیز جم کو تو ضروری
ہے کہ موقع و محل مناسب اور آگے پیچھے کو دیکھ بھال کر معنی لیا کریں۔ اور یہود کا صفحہ ۵۲
واللہ اعلمی جزا ہائے گا۔ پس آیت کا ترجمہ یہ ہے کہ۔

فرشتے اور روحانی جوئیل اللہ کی طرف جڑھتے ہیں ایک دن میں۔ اس کا اندازہ
بیچاس ہزار برس کا ہے تفسیر نمبر ۱۲۵ میں دیکھو۔

(۱۳۷) **ترجمہ :** "اور تحقیق یہ کیا تم کو طرح طرح سے کیا نہیں دیکھ تم نے کیوں کر یہ الیا اللہ نے سات آسمانوں کو

اوپر سے اور کیا چاند کو سچ اس کے روشن اور کیا سورج کو چمک۔" (سورہ نوح)

آیت ۱۱۹، ۱۵، ۳

(۱۳۷) **محقق :** اور روحوں کو خدا نے پیدا کیا ہے تو وہ ان کی غیر فانی نہیں ہو سکتیں؟ پھر بہشت میں ہمیشہ کیونکر رہ سکیں

گی؟ جو چیز پیدا ہوتی ہے وہ ضرور فنا ہو جانے والی ہے۔ آسمان (اکاش) کو اوپر نیچے

کیونکر بنا سکتا ہے؟ کیونکہ وہ بے شکل اور محیط ہے۔ اگر وہ سری چیز کا نام آسمان

(اکاش) رکھتے ہو۔ تو بھی اس کا نام آسمان رکھنا ہے۔ اگر اوپر تلے آسمان کو بنایا

ہے تو ان سب کے سچ میں چاند سورج بھی نہیں رہتے۔ اگر سچ میں رکھا جائے تو ایک

اوپر اور ایک نیچے کی چیز ہی روشن رہے۔ دوسرے سے لبر باقی سب میں تاریکی رہی رہتی

چاہئے۔ ایسا نہیں معلوم ہو گا اس واسطے یہ بات بالکل بھولی ہے۔

(۱۳۷) **مدقق :** بلکہ آسمان ایک جسم ہے۔ جسے گایا نے نمبر ۱

۱۸۸ اور ۱۴۹ وغیرہ میں ملاحظہ ہو۔ نیچے اوپر اس طرح

ہیں جس طرح پلوں پر پلوں رکھا جائے۔ اس سے خوب کئی کہ اگر چاند سورج سچ میں رکھے

جائیں تو اوپر اندھیرا ہو گا۔ کیا ہی خوب منطق ہے۔ بھلا چنتا ہے! اگر ہم آسمانوں کو پلوں

کے تختوں کی طرح شفاف جسم مانیں اور ان سب سے اوپر چاند سورج کو کڑا ہوا سمجھیں

تو کیا خرابی؟ گھڑی ہے جو تھے اصول کو یاد رکھ کر بتلائے۔ لیکن ہم یہ بھی نہیں کہتے بلکہ ہم

تھکائے جو نان کاغذ ہب لیتے ہیں۔ جس کے لینے کی ہمیں کوئی خاص ضرورت نہیں کہ چاند

فلک اول پر ہے اور سورج فلک رابع پر ہے۔ مگر یہ تو کوئی گائیڈ کی طرح ہیں

جس کا رخ کسی خاص طرف نہیں ہوتا۔ پتا نہ چلتا ہے۔ یہی نمبر ۵۵ میں مانتے ہیں کہ سورج

گول کرہ ہے اس لئے اوپر بھی روشنی ہے اور نیچے بھی

سنا جیو! اگر آزمانا چاہو تو کچھ کا ایک گول بناؤ اور لوہے کی تخت میں بانڈ کر

بھرت سے لگاؤ اور اس پر تیل ڈال کر آگ لگاؤ اور تیار تھ کر کاش کو ہاتھ میں لے لے لے

جب اس کے بدلے سے چاروں طرف ادب اور نیچے تمام روشنی ہو تو جو کچھ اس وقت ہاتھ میں لئے ہو۔ اس میں سمجھو کہ وہ اور نہیں اس ماجرا کا ایک اطلاعی کارڈ نکھو۔

یہ شک و شبہ خدا کی پیدائش ہیں۔ اگر وہ چاہے تو فنا کر سکتا ہے۔ لیکن خدا اگر کسی مخلوق کو بے شک کیلئے رکھنا چاہے تو اسے کوئی روک نہیں سکتا۔ مخلوق کی ابتدا ہوتی تو ضرور ہے۔ کیونکہ اس نوعیت ہی اس کے عدوت کو مستلزم ہے۔ مگر خدا ضروری نہیں۔ ہاں قابل فنا و شک ہے۔ اگر فاعل چاہے تو فنا کر دے۔ شاید آپ کو یہ معلوم نہیں کہ مسلمان خدا تعالیٰ کو مخلوق کیلئے صرف علت موجدہ ہی نہیں بلکہ علت موجدہ و مثبتہ دونوں کہتے ہیں جیسے چراغ روشنی کے لئے سنو! قرآن اس باریک مسئلہ کی طرف اشارہ کرتا ہے، طور سے سنو! اسٹ کی نہیں بلکہ چمکی عینک لگا کر پڑھو۔

إِنَّ اللَّهَ يُفْسِدُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ أَنْ تَزُولَا وَلَئِنْ زَالَا

أَنْ أَمْسَكَفْنَا مِنْ أَحَدٍ مِنْ بَعْدِهِ

ترجمہ ”بے شک خدا آسمانوں اور زمینوں کو تباہ ہونے سے بچائے

ہو کے۔ اگر وہ فنا ہونے لگیں تو اس کے سوا انہیں کوئی نہیں بچا سکتا۔

کیونکہ اگر خدا تعالیٰ کو صرف علت موجدہ ہی کہا جائے تو لازم آئے گا کہ اس وقت بعد وجود پانچ ہوئے مخلوقات کے خدا کی کوئی حاجت نہ ہو۔ جیسے کہنے کو بعد تیار ہونے کے درزی کی حاجت نہیں ہوتی یا بدوق کی کوئی کو بعد چلا دینے بدوقی کے بدوقی کی حاجت نہیں رہاں تک کہ اگر کوئی چلاسنے کے بعد فوراً بدوقی مر جائے تو بھی کوئی کی حرکت میں کوئی نقص نہیں آتا۔ حالانکہ ان معنی سے نہ صرف قرآن اور رویداد کچھ مترجم رویداد مندرجہ نمبر ۳۰ نمبر ۱۵۴ مخالف ہیں۔ عقلی دلائل بھی اس کے مکذب ہیں۔ پس علت مثبتہ کے ہوتے ہوئے معلول کا فنا ایسا اختیار ہی نہیں ہو تا کہ فواد بخواد کو علت اس کو بحال بھی رکھنا چاہئے تو بھی وہ فنا ہوتا جائے۔ پس روحوں کو یا جن چیزوں کو خدا افنا نہیں کرنا چاہے گا۔ ان کا فنا ہو نا ضروری نہیں بلکہ عدم فنا ضروری ہے۔

(۱۳۸) **ترجمہ** : ”اور یہ کہ مسجدیں واسطے اللہ کے ہیں پس مست

پارہ ساتھ اللہ کے کسی کو۔“ (سورہ جن: آیت ۱۸)

(۱۳۸) **محقق** : اگر یہ بات راست ہے تو مسلمان لوگ "لا الہ الا اللہ فحسبہ رسول اللہ" اس کلمہ میں

خدا کے ساتھ محمد صاحب کو کیوں پکارتے ہیں؟ یہ بات قرآن کے برخلاف ہے اور جو خلاف نہیں کرتے تو اس بات کو بھٹ ٹھیکراتے ہیں۔ جب مسجد میں خدا کے گھر ہیں تو مسلمان بڑے بت پرست ہو گئے۔ کیونکہ جیسے پُرانی جینی چھوٹے سے بت کو خدا کا گھر ماننے سے بت پرست ٹھیکرتے ہیں تو یہ لوگ کیوں نہیں؟

(۱۳۸) **مدقق** : سوانی جی کو شرک سے نفرت ہے۔ بت پرستوں کو برا ہے۔
اسی نفرت قیمت ہے۔

پیرے کہ دم ز عشق زندہاں قیمت است

چندت جی کو اتنی بھی خبر نہیں کہ پکارنے اور تعذیب کرنے میں فرق ہوتا ہے۔ سوانی جی پکارنا ایسا ہوتا ہے۔ جیسے آپ کے بھائی بندو گھا کرتے ہیں۔ اسے زندہ دیا۔ اسے راہنہ دہی مہاراج سماجی پایوں کا شٹ کرو جو ہمارے اوتاروں کو پانی پی پانی کرکھتے ہیں۔ اور تعذیب اسے کہتے ہیں جیسے آریہ سماجی آپ کی نسبت کہتے ہیں کہ سوانی جی مہاراج بڑے دودان ہیں۔ ایسے ہیں ویسے ہیں۔ سماجیو! ان دونوں میں فرق ہے یا نہیں؟ اپنے چوتھے اصول کو یاد کر کے "انا لا الہ الا اللہ کے ساتھ فحسبہ رسول اللہ کا ملاپ قسم خانی سے ہے۔ جس کو آپ کے گرد بی مہرشی قسم اول سمجھتے ہیں۔ پس تم ہی ان کی داد دو۔ باقی جواب نمبر ۵۳۲ اور ۵۵۵ میں ملاحظہ ہو۔

ہاں یہ بات بھی سماجیوں سے قابل دریافت ہے کہ مسجدوں کو خدا کا گھر کہنا کس آیت کا ترجمہ ہے، چندت جی کے مقولہ ترجمہ پر غور کرو۔ کہیں مسجدوں کو بیت اللہ لکھا ہو تو ہمیں اطلاع دو ہاں ہم مسلمان مسجدوں کو بیت اللہ کہتے ہیں۔ مگر آپ تو قرآن پر معترض ہیں ہم پر نہیں جیسے کہ دیاچہ باب نمبر ۱۴ میں لکھ آئے ہیں۔ مجھے ہم آپ کو بھگاتے ہیں کہ بیت اور اللہ کے درمیان مضاف محذوف ہے یعنی بیت عبادۃ اللہ علم ہو تو سمجھو یا نمبر ۱۱ دیکھو۔

(۱۳۹) **ترجمہ** : "اگر لکھا گیا جائے گا سورج اور چاند۔" (سورہ قیامت)

(آیت ۸)

(۱۳۹) **محقق** : بھلا سورج اور چاند کبھی اکٹھے ہو سکتے ہیں؟ دیکھئے یہ کتنی بھاری بے عقلی کی بات ہے اور سورج چاند کے اکٹھا کرنے میں کیا مطلب تھا اور دیگر سب اجرام فلکی کو اکٹھا کرنے میں کیا دلیل ہے؟ ایسی ایسی ناممکن باتیں خدا کی بنائی ہوئی کبھی ہو سکتی ہیں۔ سوائے جاہلوں کے اور کسی عالم کی بھی نہیں ہو سکتیں۔

(۱۳۹) **مدقق** : سوائی جی! بے دلیل کہنے کے تو ایسے مشاق ہیں کہ ماشاء اللہ ہم پہلے بھی لکھ آئے ہیں کہ پندت جی! میدانِ مناظرہ ہے سماجِ مندر نہیں ہو جی میں آیا کہہ دیا۔

سنبھل کر پاؤں رکھنا یکدم میں سرسختی صاحب
یہاں گیزی اچھلتی ہے اسے میخانہ کہتے ہیں
سماجیو! پندت جی سے دلیل رو گئی ہو تو تم ہی بتاؤ کہ چاند سورج کے قمع نہ ہو سکتے کی کیا دلیل ہے۔ چاند اور سورج کے جمع کرنے سے یہ مراد ہے کہ ان کو بے نور کر کے حرمت سے روک دیا جائے گا کیونکہ جنت میں سورج چاند کی ضرورت نہ ہو گی۔ سنو! قرآن شریف بتاتا ہے۔ لَا تَبْرُونَ فَبِهَا طَبْعًا وَلَا زَهْرَبَرًا (یعنی جنت میں نہ تو سورج دیکھیں گے اور نہ اس کے نہ ہونے سے سردی پائیں گے) اگر خلاف قانون قدرت کا شبہ ہو تو نمبر ۱۲ ملاحظہ ہو۔

(۱۵۰) **ترجمہ** : "اور پھر ان کے لڑکے بیٹے رہنے والے جس وقت دیکھے گا تو ان کو گمان کریگا تو ان کو موتی بکھرے ہوئی اور پھانے جانیں گے کنگھن چاندی کے اور پلاسے گا ان کو رب ان کا شراب پاکیزہ۔" (۳۱ روہر، آیت ۱۹)

(۱۵۰) **محقق** : کیوں ہی موتی کے رنگ والے لڑکے عرس لئے وہاں رکھے جاتے ہیں۔ کیا جو ان لوگ ان کی خدمت یا عورتیں ان کی میری نہیں کر سکتیں؟ کیا تعجب کی بات ہے کہ جو یہ سب سے برآ فعل

لڑکوں کے ساتھ یہ معاشی کارکن ہے اس کی بنیاد بھی قرآن کا قول ہو اور بہشت میں خادم مخدوم یعنی آقا و ملازم ہونے سے آقا کو آرام اور نوکر کو محنت ہونے سے ناکھ اور طرفہ داری کیوں پائی جاتی ہے؟ اور جب خدا اسی شراب پلائے گا تو وہ بھی خدا کی طرف سے گناہ کا پھر خدا کی عظمت کیونکر رہ سکے گی؟ اور وہاں بہشت میں مرد و عورت کے ہم بستہ ہونے سے قیام وصل اور ملا کے ہالے بھی ہوتے ہیں تو وہ مرد و عورت کماں سے آنیں؟ اور بلا خدا کی عبادت کے بہشت میں کیوں پیدا ہو سکیں؟ اگر پیدا ہو سکیں تو ان کو بلا ایمان لانے اور خدا کی عبادت کرنے سے کیا نفع و منفعت ملے گا؟ بعض پیاروں کو ایمان لانے سے اور بعض کو بلا دھرم کئے کے نکلنے سے کہیں اس سے بڑھ کر بے انصافی کیا ہوگی؟

(۱۵۰) مدقق : گاہ

مَلِكُ الْمَلِكِ يَنْزِلُ شَيْخُ الْإِسْلَامِ

ترجمہ ”برتن میں جو ہوتا ہے وہی پہناتا ہے۔“ (مقولہ عربی)

آج معلوم ہوا کہ سوامی جی تجرہ میں کہیں گزارتے تھے۔ سانیو! کبوتی کون دھرم ہے؟

پنڈت جی! یہ بچے غور! انہیں جنتیوں کی تابلیغ اولا ہوگی چنانچہ دوسری آیت میں عَلَمَانِ لِقَاءِ کا لفظ ہے یعنی انہیں کے بچے ان کے پاس پھریں گے اس پر اگر آپ یہ کہیں کہ جنت میں بے عمل کیوں جائیں گے تو سنئے! جنت ان لوگوں کیلئے ہے جو کلمہ شریک میں نہ مرتے ہوں۔ سنو!

إِنَّ اللَّهَ حَرَّمَ مَهْضًا عَلَى الْكَافِرِينَ

ترجمہ ”خدا نے کافروں میں جنت کو حرام کیا ہے۔“

پیارے تابلیغ بچوں کو تو اس امر کی خبر بھی نہیں کہ شرک کلمہ کیا ہوتا ہے اس لئے وہ جنت میں جانے سے روکے نہیں جائیں گے۔ چاہے کسی کافر بلکہ کسی سانی کی اولا و تابلیغ بھی کیوں نہ ہو یہ ویدک مت نہیں ہے کہ چار سال کے مسلمان بچے کے ہاتھ سے بھی نہ

کھایا جائے۔

خدا کے شراب پلانے کے یہ معنی ہیں کہ خدا کے حکم سے جس کے۔ افسوس کہ آپ اس امر سے بھی آگاہ نہیں کہ ”جہاں معنی میں طیرا مکان ہو۔ وہاں مجاز ہوتا ہے۔“ (بحرہ کا صفحہ ۱۰)

یشک مرد عورت اگر چاہیں گے تو ان کے دل بہلانے کو خدا اولاد بھی عنایت کریگا۔ حدیث شریف سے یہ مضمون پایا جاتا ہے اور قرآن میں یوں ہے۔ سنو!

لَهُمْ مَا يَشَاءُونَ عِنْدَ رَبِّهِمْ

ترجمہ ”ان جنتیوں کو جو چاہیں گے ملے گا۔“

(۱۵۱) **ترجمہ** : ”بدلاؤ پیے چائیں گے موافق اعمال کے اور پیالے بھرے ہوئے ہیں اس دن کھڑی ہو گئی روہیں اور فرشتے صف باندھ کر۔“ (سورہ نباہ، آیت ۲۵، ۳۲، ۳۶)

(۱۵۱) **محقق** : اگر اعمال کے مطابق ثمرہ دیا جاتا تو بیٹہ بہشت میں رہنے والی عورتوں، فرشتے اور موتی کی مانند لڑکوں کو

کس عمل کے بدلے بیٹہ کیلئے بہشت ملا؟ ہب پیالے بھر بھر کر شراب پیئیں گے تو مست ہو کر کیوں نہ لڑیں گے یہاں دواج ایک فرشتے کا نام ہے جو سب فرشتوں سے بڑا ہے کیا خدا دواج یا فرشتوں کو صف باندھ کر کھڑے کر کے چلن باندھے گا؟ کیا چلن سے سب روہیوں کو سزا دے گا؟ اور خدا اس وقت کھڑا ہو گا یا بیٹھا؟ اگر قیامت تک خدا اپنی جہتیں جمع کر کے شیطان کو پکڑ لے تو اس کی سلطنت بے خوف و خطر ہو جائے کیا اس کا نام خدائی ہے۔

(۱۵۱) **مدقق** : نمبر ۱۵۰ میں ہم اٹلا آئے ہیں کہ جنت ان لوگوں کیلئے ہے جو شرک اور کفر سے بچے ہو گئے۔ پس فرشتوں اور

عورتوں کو اسی کے بدلہ میں کہ انہوں نے شرک کفر نہیں کیا تھا جنت ملے گی صف باندھ کر اس فرض سے ہو گئے کہ جس کافر کو جہنم میں ڈالنے کی بابت حکم ہو۔ فوراً تعمیل کی جائے۔ شیطان کو تو پکڑ لیتا۔ مگر مذہبی امور میں خدا کسی پر جبر نہیں کیا کرتا۔ ملا وہ اس کے

جو نکلہ ہتھیار تھوڑے کاش کے بننے سے شیطان بیگا رہے۔ اس لئے اس کا پکڑنا چند اس مفید نہیں رہا۔ باقی جو اب نمبر ۳۲ و غیرہ میں ملاحظہ ہو۔

(۱۵۲) **ترجمہ :** "جس وقت کہ سورج چلتا جائے اور جس وقت کہ

تارے گد لے ہو جائیں اور جس وقت کہ پہاڑ چلائے جائیں اور جس وقت کہ آسمان کی کھال اٹار دی جائے۔" (سورہ تکوین: آیت ۱۱، ۱۲، ۱۳)

(۱۵۲) **محقق :** یہ بڑی نادانی کی بات ہے کہ گول سورج کا کرہ پھینکا

جائے گا اور تارے گد لے لے کیونکر ہو سکیں گے؟ اور پہاڑ بے جان ہونے سے کیونکر چلیں گے؟ اور آسمان کو کیا میوان سمجھا کہ اس کی کھال نکالی جائے گی۔ یہ بڑی نادانی اور ہنگامی پن کی بات ہے۔

(۱۵۲) **مدقق :** سورج کے پھینکے جانے سے یہ مطلب ہے کہ بے نور ہو

جائے گا اور سب وہ بے نور ہو گیا تو ستارے جو اسی سے فیضیاب ہیں خود بخود گد لے ہو جائیں گے۔

آسمان کی کھال اٹارنے سے یہ مطلب ہے کہ پستے کر سرفی مائل ہو جائے گا مثلاً قرآن شریف خود تارے۔

وَأَنشَقَّتِ السَّمَاءُ فَكُتِبَتْ فِيهَا ذُكْرُكَ كَالْذِّهَانِ

ترجمہ: "آسمان پھٹ کر سرخ رنگ لگا پ کی طرح ہو جائے گا۔"

"مگر مضمون صاف ہے مگر "ناپاک باطن والوں کو ظلم کہاں؟" (جہوم کا

صفحہ ۵۲)

(۱۵۳) **ترجمہ :** "جس وقت کہ آسمان پھٹ جائے اور جس وقت کہ

تارے جھڑ جائیں اور جس وقت کہ دریا بجھ لے جائیں اور جس وقت کہ قبریں زندہ کر کے اٹھائی جائیں۔" (سورہ انفطار: آیت ۱ تا ۳)

(۱۵۳) **محقق :** واہی قہر آن کے مصنف فلاسفر! کاش (آسمان) کو

کیونکہ کوئی چاڑھ کے گا اور تاروں کو یہ نگر بھاڑ کے اور دریا کیا نگرزی ہے بوجھ
والے گا اور قبریں کیا مردے ہیں جو زندہ کر کے؟ یہ سب باتیں لوگوں کی باتوں کی
مانند ہیں۔

(۱۵۳) **مدقق** : آسمان چوتھہ جسم ہے (دیکھو نمبر ۱۸۸ اور ۱۲۹)

وغیرہ اس لئے اس کا پھٹنا ممکن ہے تاروں کے
جھرنے سے وہی مراد ہے کہ تمام زمین پر پانی ہو جائے گا چنانچہ آہل کے فلا سٹر بھی اس
بات کے قائل ہیں کہ زمین سکڑتی جاتی ہے اور سمندر کناروں سے بڑھتا چلا آتا ہے۔ یہ
قیوں واقعات تو اس وقت کے ہیں جو قیامت کا حصہ اول ہے۔ جس کو ”فلا“ یا
”یہ لے“ کہتے ہیں۔ پھر خدا واقعہ یعنی قبر والوں کا اٹھنا اس وقت کا واقعہ ہے جس کو محشر
یعنی اصل قیامت کہتے ہیں۔

پنڈت جی! قبروں کے اٹھنے سے مراد ہے قبر والوں کا اٹھنا کیونکہ
”اگر کوئی کہے کہ چان بولتے ہیں تو یہاں یہ مراد لگی جائے گی کہ چان بولتے ہوئے
السان بولتے ہیں۔“ (یعنی کا صفحہ ۱۰)

سماجیو! ایسی سوانی جی کی کچھ اور دیانت ہے؟ کہ عذاب مضاف بھی نہیں سمجھتے
بلکہ اپنی تصنیف جو مکالمہ بھی بھول جاتے ہیں۔

(۱۵۳) **ترجمہ** : ”قسم ہے آسمان پر ہوں والے کی۔ جگہ دو قرآن ہے
بزرگ چلوں محفوظ کے۔“ (سورہ بروج: آیت

(۲۱-۱)

(۱۵۳) **محقق** : اس مصنف قرن نے جغرافیہ اور علم ہیست کچھ بھی

نہیں پڑھا تھا۔ نہیں تو آسمان کو قلعہ کی مانند پر ہوں
والا کیوں کہتا؟ اگر مثل وغیرہ پر ہوں کو پر ہوں کہتا ہے۔ تو اور پر ہوں کیوں نہیں ہیں؟
لئے یہ پر ہوں نہیں ہیں۔ بلکہ سب تاروں کو کہہ دیں۔ کیا قرآن خدا کے پاس ہے؟ اگر
یہ قرآن اس کا تصنیف شدہ ہے تو خدا جی علم و دلیل سے خارج ہر علم ہو گا۔

(۱۵۳) **مدقق** : قربان ایسی سمجھ سوامی جی! نہ دن سے سیاروں کی
حوالیں ہیں سنئے قرآن خود دیکھتا آئے۔

وَالْقُسُورَ قَدَرْنَا هُمْ حَتَّىٰ عَادَ الْعَزَّاجُونَ الْقَدِيمَ
 ”چاند کیسے ہم اُخانے منزلیں بناتی ہیں انہیں میں پھر تا پھر تا
 تکی شاخ کی طرح ہو جاتا ہے۔“

کیا چاند اور دیگر سیاروں کی منزلیں نہیں ہیں؟ ہاں ہم یہ نہیں سمجھے کہ ہندو کی
 کیا کہتے ہیں کہ ”اگر حمل و خیر و بد ہوں کو برج کہتا ہے تو اور برج کیوں نہیں۔“ کوئی سماجی
 دوست اس کا مطلب ہمیں سمجھا دے تو ہم مشکور ہونے اور ایک نسخہ اسی کتاب کا
 انکی نذر کریں گے۔ ہمیں تو اے ادبی معاف ہو جانے کی سی یہ معلوم ہوتی ہے۔
 ہاں سو ہی جی قرآن خدا کے پاس سے ہے اور اسی کے پاس ہے سنو! پر مشور
 پر مان دیتا ہے۔

”اس لاپرواہی و اشراف اور اکاش کی مانند صحیفہ کل پر مشور میں رنگ و خیر و
 سیاروں و بد قاتم ہیں۔ اس کو ہر ہم بنا چاہئے۔“ (رنگ و بد منزل اس وقت ۱۹۳۱ء
 صفحہ ۱۳۹)

اسی طرح قرآن کو ہم مانتے ہیں۔ علمی طریق سے سمجھنا چاہو تو سنو!
 قرآن مجید کلام اسی ازلی کا نام ہے۔ جیسے آپ وید کی نسبت کہتے ہیں۔

”تحقیق وہ مکر کرتے ہیں ایک مکر اور میں بھی مکر کرتا
 ہوں ایک مکر۔“ (سورہ طارق: آیت ۱۵، ۱۶)

(۱۵۵) ترجمہ :

مکر کہتے ہیں مکر کرنے کو کیا خدا ابھی ٹھک ہے؟ اور کیا
 چوری چوری کا جو اب چوری اور جھوٹ کا جو اب جھوٹ

(۱۵۵) محقق :

ہے؟ کیا کوئی چور کسی آدمی کے گھر میں چوری کرے تو بھلے آدمی کو بھی چاہئے کہ اس
 کے گھر میں جا کر چوری کرے؟ واہ! واہ! قرآن کے مصنف

برہمن ہو کر گائے کے گوشت کا بھانپ چکے۔ وہی مثال
 ہندو مت کی ہندو نادے ہو کر عربی لفظ کی تحقیق ”مکر“

(۱۵۵) مدقق :

کی تحقیق نمبر ۵۰ میں ہو چکی ہے۔
 چمچے نہ لکھے نام محمد فاضل (عربی) سے واقف نہیں اور قرآن کے رد کا ٹھیکہ
 (مخدیب جلد ۱ صفحہ ۸۶)

(۱۵۶) **ترجمہ :** "اور آئے گا پروردگار تیرا اور فرشتے صف باندا

کر اور لائے جائیں گے اس دن
دوزخ۔" (سورہ فجر: آیت ۲۲، ۲۳)

(۱۵۶) **محقق :** کوئی جیسے کو قاتل و سپہ سالار اپنی فوج کو لیکر صف

باندا کر پھرا کرتے ہیں ویسی ہی ان کا خدا کرتا ہے؟ کیا
دوزخ کو گھر کی مانند سمجھا ہے کہ جس کو اٹھا کر جہاں چاہیں وہاں لیٹائیں اگر دوزخ اتنا
پھوسا ہے تو شارقیدنی اس میں کیونکر ٹکرائیں گے؟

(۱۵۶) **مدقق :** بھلے آدمی کا کام ہے کہ جس کام کو نہ سمجھے وہ پچھ

لے۔ کیونکہ بہت سے کام ایسے بھی ہوتے ہیں کہ ان کا
ظاہری ترجمہ سن کر معنی سمجھ لینے کافی نہیں ہوتے۔ (بھوکا صفحہ ۵۲)

پس آیت کے معنی ہیں کہ خدا کا حکم چاہتے ہی تمام مانگہ صف باندا دھے ہوئے
کھڑے ہو جائیں گے کہ جو حکم ہو تعمیل ارشاد کی جائے اور دوزخ کو بھی خوب بتایا جائے گا
کو مطلب صاف ہے۔ مگر

"نا پاک باطن والے باپوں کو حکم کہاں؟" (بھوکا صفحہ ۵۲)

(۱۵۷) **ترجمہ :** "پس گناہ واسطے ان کے پیغمبر خدا کے نے حفاظت

کرو اور نئی خدا کی کو اور پانی پلانا اس کو۔ پس بھلا یا
اس کو۔ پس پاؤں کاٹے اس کے پس ہلائی ذالی اوپے ان کے رب ان کے
نے۔" (سورہ قلم: آیت ۱۳، ۱۴)

(۱۵۷) **محقق :** کیا خدا ابھی اونٹنی پر چڑھ کر سیر کرتا ہے؟ نہیں تو کس

واسطے رکھی ہے؟ اور بلا قیامت کے اپنا عند توڑا

ان پر وہ پاکیزوں ذالی؟ اگر ذالی تو ان کو سزا دی پھر قیامت کی رات میں انصاف کا کرنا اور
اس رات کا ہونا بھوت سمجھا جائے گا۔ اس اونٹنی کی تحریر سے یہ قیاس ہوتا ہے کہ ملک
عرب میں اونٹ اونٹنی کے سوا سب دوسری سواری کم ہوتی ہے اس سے ثابت ہوتا
ہے کہ ملک عرب کے رہنے والے نے یہ قرآن بنایا ہے۔ (سٹین مارا ج)

(۱۵۷) **مدقق :** اونٹنی کا نواب نمبر ۹ میں ہو چکا ہے۔ خدا کے تعالیٰ کا یہ بھی قاعدہ ہے کہ کبھی کبھی بدکاروں کو دنیا میں بھی

مزا دیا کرتا ہے اور آخرت میں بھی دیتا ہے اور دیکھا جیسا کہ آر یہ ورت کے بندوں کو غازی محمود غزنوی مرحوم کے ہاتھ سے دنیا میں شکست دلائی اور پرلوک میں بھی کچھ بنائے گا۔ چنانچہ آپ نے بھی اس مضمون کو ستیارتھ پر کاش صفحہ ۲۹۸ باب ۸ میں ادا کیا ہے۔

(۱۵۸) **ترجمہ :** "یوں اگر نہ ہا ز رہے گا بہت ٹھیسیں گے ہم اس کو ساتھ پیشانی کے وہ پیشانی کہ بھولی ہے خطا کار۔ ہم بلائیں گے فرشتوں دوزخ کے کو۔" (سورہ ملق: آیت ۱۳، ۱۴، ۱۵)

(۱۵۸) **محقق :** اس دلیل چھ اسیموں کے ٹھیسنے کے کام سے بھی خدا نہ بچا! ہلا پیشانی بھی کبھی بھولی اور قصور دار ہو سکتی ہے؟ سوائے روح کے۔ یہ کبھی خدا ہو سکتا ہے کہ جو نیل خانہ کے داروغہ کو طلب کرے؟

(۱۵۸) **مدقق :** "تو آٹھائے حقیقت نہ فٹا۔ نہجاست"

"بالے کیا پالی ہے وہ منش ہو حکم کے خوف خطا و کلام کے معنی کرتا ہے اور مذہب کی تاریکی میں پھنس کر عقل کو زائل کر لیتا ہے۔" (دیباچہ ستیارتھ صفحہ ۷۱)

پندت جی کو خدائی کاموں میں بیش شب رہتا ہے یہی سمجھتے ہیں کہ خدا خود ہی آکر اپنے ہاتھ سے کرتا ہے۔ چنانچہ ساہتہ نمبروں میں ناظرین یہی سنتے آئے ہیں۔ اگر مزید ثبوت اس بات کا لینا ہو تو نمبر ۵۳ میں خصم صاحب اس نمبر ۱۳ کی جو عبارت ہم نے نقل کی ہے ملاحظہ کریں۔ افسوس سوامی جی کو خبر نہیں کہ:

"ہمیشہ کے ہاتھ نہیں لیکن اپنی طاقت کے ہاتھ سے سب کو بنا تا اور قہور کرتا ہے۔ پاؤں نہیں۔ لیکن محیط گل ہونے کے باعث سب سے زیادہ صاحب سرعت ہے۔" (ستیارتھ پر کاش صفحہ ۲۳۳، ۲۳۴، ۲۳۵ نمبر ۱۳)

پس سوامی جی اور ان کے پیٹے چائے خود ہی بتلائیں کہ خدا اگر کسی فعل کو اپنی

طرف نسبت کرنے تو اس کے یہ معنی ہوتے ہیں کہ وہ اپنے ہاتھ سے کرتا ہے؟
 مٹو! ویڈیو دکھاتا ہے۔

”پیدائش کا عالم سے پہلے پریشور اس پیدائندہ عالم کا ایک بے حد چلی مالک یا محافظ تھا۔
 اس نے زمین سے لیکر آسمان تک تمام کائنات کو بنایا اور وہی اس کو قائم
 رکھتا ہے۔“ (۲) رنگ ویڈیو اشک ۸، ۱۰ دھیائے ۷، نورگ ۳، منتر ۱)

کون ایسا پانی ناشک (دھریا) ہے جو اس پاکیزہ کلام مندرجہ ویڈیو پر اعتراض
 کرنے کے پریشور اس ذلیل کام معمار کی اور بوجھ برداری سے بھی نہ بچا۔ اور خانہ اگر کس
 است یک حرف بس است۔

سوامی جی ماراج! پیشانی سے مراد صاحب پیشانی ہے کیونکہ

”اگر کوئی راست گو کے کہ چان بولتے ہیں تو یہاں مراد کبھی جانے کے چان پر بیٹھے
 ہوئے آدمی بولتے ہیں۔“ (بھو کا مندرجہ ۱۰)

دوزخ کا داروغہ انہی تینتیس دیوتاؤں میں سے ایک ہو گا۔ جن کا ذکر نمبر ۳۱ وغیرہ
 میں ہو چکا ہے۔ اگر کسی فرشتے سے خدا کام لینا خلاف شان الہویت ہے تو تینتیس دیوتاؤں
 سے فرائض پورے کرانے جائز ہیں؟ (دیکھو آئندہ نمبر ۱۵۹)

(۱۵۹) **ترجمہ :** ”تحقیق نازل کیا ہم نے قرآن کو سچ رات قدر کے
 اور کیا جانے تو کیا ہے رات قدر کی۔ اترتے ہیں
 فرشتے اور ارواح پاک سچ اٹکے ساتھ حکم پروردگار اپنے کے واسطے ہر کام
 کے۔“ (سورہ قدر: آیت ۲۱، ۲۲)

(۱۵۹) **محقق :** اگر ایک ہی رات میں قرآن نازل کیا تو یہ بات کہ
 فلاں آیت فلاں وقت میں اتری گیو ٹکرو درست

ہو سکتی ہے؟ اور رات اندھیری ہوتی ہے۔ اس کے متعلق کیا چھنا ہے۔ ہم لکھ آئے
 ہیں کہ اوپر نیچے چھ بھی نہیں ہو سکتا اور یہاں لکھتے ہیں کہ فرشتے اور ارواح پاک خدا
 کے حکم سے دنیا کا انتظام کرنے کے واسطے آتے ہیں۔ اس سے صاف ہو گیا کہ خدا مثل
 انسان کے محدود امکان ہے۔ اب تک معلوم ہوتا تھا کہ خدا فرشتے اور وغیرہ تین کی کمائی
 ہے۔ اب ایک روح القدس چوتھی نکل پڑی۔ اب نہ جانے یہ چوتھی روح القدس کیا

قرآن تو قافہ فوٹا اترتا رہا ہے۔ لیلۃ القدر میں بھی کسی قدر اترتا ہے۔ اسی کا ذکر اس آیت میں ہے۔ ایک معنی اور بھی ہیں کہ لیلۃ القدر کی شان میں قرآن اترتا۔ یعنی اس کی تعریف خدا نے قرآن میں بیان کی کہ وہ رات بڑی فضیلت والی ہے۔ اس ایک رات کی عبادت بزار رات کی عبادت سے افضل ہے۔ راقم کے نزدیک یہ معنی صحیح ہیں۔ کیونکہ حدیثوں میں صد ہا جگہ پر مضمون ملتا ہے۔ راویان حدیث گنا کرتے ہیں **ہذہ الایۃ نزلت فی ایہی بکرم** نزلت فی عسوا یہ آیت ابو بکر میں اتری یہ عمر میں اتری ہے (یعنی ان کی شان میں اتری ہے)۔ پس اب کسی طرح کا تعارض یا تناقض نہ رہا۔ گو قرآن کسی وقت اترتا ہو۔ جب اس میں کسی خاص وقت کی فضیلت یا تعریف ہو تو کہہ سکتے ہیں کہ اس وقت میں اترتا ہے یعنی اس کی شان میں اترتا ہے یہ تاقض صرف سوای جی کی سمجھ کا نتیجہ ہے۔ قسم کا جواب نمبر ۱۰۰ میں دیکھو۔

بمجد اللہ سوای جی کے اعتراضوں کے جوابوں سے تو ہم فارغ ہوئے اب ایک اعتراض حسب وعدہ ہم اپنی طرف سے کر کے پندرت جی کے نمبر ۱۵۹ کو پورے نمبر ۱۶۰ کر دیتے ہیں تاکہ ہمارے ساتھی دوست ہم سے کشیدہ خاطر ہونے ہوں تو اس احسان کو یاد کر کے ناراضگی کو خیر یاد کریں۔ پس سنو!

(۱۶۰) ترجمہ : ”کہ وہ اللہ ایک ہے۔ اللہ بے احتیاج ہے۔ نہیں جتنا اس نے اور نہ جتنا گیا اور نہیں واسطے اس کے

بدامیری کرنے والا کوئی۔“ (سورہ اخلاص: آیت ۱)

دیکھو جی دیکھو قرآن والا کہتا ہے کہ خدا نے نہ جتنا اور نہ جتنا گیا۔ حالانکہ کر دڑا بیسیاں کہتے ہیں کہ **میں مسیح**

خدا اور خدا کا بیٹا ہے۔ مریم نے اس کو جتا ہے۔ بھلا ہونہ سب دوسرے مذہبوں کو کہ جن کے ہزاروں کروڑوں آدمی معتقد ہوں **جھوٹا بتلائے** اور اپنے کو سچا ظاہر کرے اس سے بڑھ کر جھوٹا اور مذہب کون ہو سکتا ہے؟ دیکھو نمبر ۱۷۳

سماجیو! ہماری دہریا دلی دیکھو کہ ہم نے تمہارے سوای جی کی کچی کو پورا کیا اور پھر وہ سراپا احسان مانو کہ ایسے مشکل سوال کا جواب بھی نہیں دیا تاکہ تم کو ہمارے احسان

ماستے میں کوئی تامل نہ ہو۔ (انجیل ۱۰)

پس احسان کے بدلے میں ہماری ایک بات مانو تو تمہارا شکریہ اسی میں ادا ہو جائے گا۔

وہ یہ ہے

کہ تم اپنے پورے اصول پر کاربند ہو جاؤ۔ اگر بھول گئے ہو تو لوہم ہی بتلائے دیتے ہیں۔

"حق کے قول کرنے اور بصوت کے چھوڑنے میں ہوشیار رہنا چاہئے۔"

اخیر میں سوامی جی نے قرآن شریف کی نسبت اپنی رائے کا اظہار بھی کیا ہے۔ بہتر ہے کہ اسکو نقل کر کے ناظرین سے داد چاہیں اور مدقق بھی اپنی رائے محقق کی نسبت بیان کرے۔ چنانچہ وہ یہ ہے۔

قرآن کے متعلق محقق کی رائے

اب اس قرآن کے مضمون کو لکھ کر عاقلوں کے پیش نظر کرتا ہوں کہ یہ کتاب کیسی ہے؟ مجھ سے پوچھو تو یہ کتاب نہ خدا نہ عالم کی بنائی ہوئی ہے اور نہ علم کی ہو سکتی ہے۔ یہ تو بہت تھوڑے سے نقص ظاہر کئے۔ اس لئے کہ لوگ دھوکے میں پڑ کر اپنی عمر بے فائدہ ضائع نہ کریں۔ جو کچھ اسمیں تھوڑی سی سچائی ہے وہ وید و غیرہ علمی کتابوں کے مطابق ہونے سے مجھ کو منظور ہے ویسے اور بھی مذہب کے ضد اور تعصب سے مبرا عالموں اور عاقلوں کو منظور ہے۔ اس کے سوائے جو کچھ اس میں ہے وہ سب اعلیٰ کی باتیں اور توہمات ہے اور انسان کی روح کو مثل حیوان کے بنا امن میں خلل ڈال کر فساد عیا انسانوں میں نا اطمینانی پھیلا یا ہم تکلیف کو بڑھانے والا مضمون ہے اور پڑا وکتہ * دوش کا تو قرآن گویا خزانہ ہے۔ پر میشور سب انسانوں پر رحم کرے کہ سب کے سب باہمی محبت اطلاق اور

* ایک ایسے کوئی دور یا محفل نہ ہو جس میں کہ ایک انسان کو دوسرا انسان کی نظر میں ملوث نہ ہو (ریح مصنف)

ایک دوسرے کے سکھ کی ترقی کرنے میں راغب ہوں۔ جیسے میں اپنا یاد دوسرے مذہب کا نقص طرفہ دہی چھوڑ کر ظاہر کرتا ہوں۔ اس طرح اگر سب عقل مند لوگ کریں تو کیا مشکل ہے کہ آپس کی نا اتفاقی چھوٹے اتفاق ہو کر خوشی سے ایک مذہب ہو کر راستی حاصل ہو سکے۔ یہ تمہارا قرآن کی بابت لکھا ہے۔ اس کو عقلمند و حارک لوگ مصنف کے منشاء کے مطابق سمجھ کر غائدہ اٹھائیں۔ اگر کہیں سوا غلطی ہو گئی ہو تو اس کو صحیح کر لیں۔ (ستیا رتھ، باب ۱۲ صفحہ ۷۳۸)

محقق کی نسبت مدتی کی رائے

محقق بڑا بمعنی حقہ نوش 'نہ تحقیق کنندہ' ہوا پیش پانی، متعصب و دیا سے خالی، علم سے بے بہرہ، اندرونی و برہیہ بظاہر آریہ 'دوسرے مذہبوں پر بے جا حملے کرنے والا' زبان و راہ بظاہر سادہ و خفیہ کچھ اور 'ادھر ادھر کی ملا کر سوراخوں اور یہ تو فوں کو پھاندنے والا' سب سے بڑھ کر یہ کہ ویدوں کو بدنام اور تریف کرنے والا، قرآن 'انجیل' تو ریت 'اور دیگر الہامی نوشتوں کی اصطلاح اور معانی سے ناواقف۔ اس دعویٰ پر ایک تو یہی تحریر اس کی شاہد عدل ہے۔ علاوہ اس کے موافقوں اور مخالفوں کی شہادت موافقوں بلکہ فداانی چیلوں کی شہادت بہت سی غور طلب ہے۔ گو اس میں محقق ہی کا نام نہیں مگر چونکہ اصولاً وہ سب ایسے لوگوں کو شامل ہے۔ اسلئے شہادت کامل کا حکم رکھتی ہے۔

چند نکھر ام مصنف بھگتیب جس کی اراوت اور اخلاص محقق جی کے حق میں کسی سے مخفی نہیں لکھتا ہے۔

پڑھے * نہ لکھے نام محمد فاضل عربی کی حرف شناسی سے جاہل محض اور قرآن کے رد کا ٹھیکہ۔ آنکھیں پر گاڑی کی اور آفتاب سے جنگ و جدل۔

* اس عبارت میں ہم نے صرف دو الفاظ میں تفسیر کیا ہے۔ منکر کی بجائے عربی اور مدعی کی بجائے قرآن لکھتا ہے۔ مصنف بھگتیب نے مولفہ راہیہ المدعی کی نسبت لکھا ہے کہ مسکرات سے تو اٹھ گئی ہو گی اور اس لئے بیٹھے ہیں آگے یہ ستر ہیں ہم نے تو تفسیر کیا ہے اصل ایچ نہ صحیح ہے اس لئے یہ ان محقق کی کتب سے شہادت قرار پا سکتا ہے۔ مگر یہی افعال سے تاری و ادویں۔

چہ خوش گفت است سعدی در زلفنا
الایا احبا الساقی اور کاسا و ناولھا
بہرے از دروغ و فریب و وفا
کہ ہمارے ہر تو قمر خدا

(مکذیب جلد اول ص ۱۸۶)

چندت جی کے محانتوں کا بیان پہلے تو ہم مبالغہ سمجھا کرتے تھے۔ مگر افسوس تجربہ نے اس کی تصدیق کرادی۔

پہلا گواہ : اخلاق میں دیانند کے برابر شاید ہی کوئی ہوا ہو۔ ایک سرے سے آپ نے سب پر گالیوں کی بارش کی ہے چیلے چاننے بھی اسی راہ گئے ہیں۔ کوئی کیسا ہی پانی بد معاش آوارہ کیوں نہ ہو۔ آریہ سماج میں داخل ہوا اور فرشتہ بنا۔ بوڑھے سے بوڑھے رشی کی مانند ہندو چندت کو گالی دینے میں بھی ان لوگوں کو شرم نہیں آتی۔

(رسالہ سناٹن دھرم گزٹ لاہور رپابت است ۷۱۸۹ء)

دوسرا گواہ : مسلمانوں میں خدا نخواستہ اگر ایسا فرقہ پیدا ہو جو قرآن شریف کو سر پر لٹے پھرے اور کہے کہ نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ سب کے سب نہ صرف فضول ہیں بلکہ ان کے کرنے کرانے والے سب کے سب جاہل اور خود غرض ہیں۔ اور اس دعویٰ پر آیت قرآنی کو اپنے اعمال کی طرح سیاہ کرے تو اس وقت ہمارے مسلمان بھائی اور دیگر مذاہب والے (آریوں کی وجہ سے) ہندوؤں کی بے بس حالت محسوس کریں گے۔

(اخبار عام لاہور مطبوعہ ۳ مارچ ۱۸۹۷ء)

تیسرا گواہ : ہندوستان کے سیاسی مسلمہ لیڈر، صوفی، منشی، مرنج و مرنبان کے نمونہ مہاتما گاندھی جی اپنے اخبار یک اندیا میں لکھتے ہیں۔

میرے دل میں دیانند سرسوتی کیلئے ہماری عزت ہے۔ میں خیال کرتا ہوں کہ انہوں نے ہندو دھرم کی بھاری سیوا کی ہے۔ ان کی بہادری میں کوئی شک و شبہ نہیں۔ لیکن انہوں نے اپنی دھرم کو ٹھک بنا دیا ہے۔ میں نے آریہ سماجیوں کی سنجیدہ پرکاش کو پڑھا ہے جب میں برودا جیل میں آرام کر رہا تھا میرے احباب نے اس کی تمجید کیجاں میرے پاس بھیجی تھیں۔ میں نے اسے پڑے رہنا دھرم کی تصنیف کردہ اس سے زیادہ

ماریوس کن کتاب کوئی نہیں پڑھی۔ سوای ویانند نے ستیہ اور کیول ستیہ پکڑے ہوئے
کا دعویٰ کیا ہے۔ لیکن انہوں نے نہ جانتے ہوئے۔ جین دھرم اسلام اور عیسائیت اور
خود ہندو دھرم کو غلط طور پر ظاہر کیا ہے۔ جس شخص کو ان مذاہب کا سرسری علم بھی ہے
وہ بآسانی ان غلطیوں کو معلوم کر سکتا ہے۔

جن میں اس اعلیٰ ریٹار مر کو ڈالا گیا ہے انہوں نے صفحہ دنیا پر نہایت بد پار اور آزاد
مذاہب میں سے ایک کو تنگ بنانے کی کوشش کی ہے۔ اگرچہ وہ بت پرستی کے خلاف
تھے لیکن وہ ایک نہایت لطیف صورت میں بت پرستی کا بول بالا کرنے میں کامیاب
ہوئے۔ کیونکہ انہوں نے دیدوں کے الفاظ کی مو رتی بنا دی ہے۔ اور یہ دونوں میں ہر
ایک علم کو جو سائنس کو معلوم ہے ثابت کرنے کی کوشش کی ہے۔ میری عاجزانہ رائے
میں آریہ سماج ستیارتھ پر کاش کی تعلیمات کی خوبی کی وجہ سے ترقی نہیں کر رہا۔ بلکہ
اپنے بانی کے اعلیٰ کیریئرز کی وجہ سے گر رہا ہے۔ آپ جہاں کہیں بھی آریہ سماجیوں کو
پائیں گے۔ وہاں ہی زندگی اور سرگرمی موجود ہوگی۔ تنگ اور لڑائی عادت کی وجہ
سے وہ یا تو دیگر مذاہب کے لوگوں سے لڑتے رہتے ہیں اور اگر ایسا نہ کر سکیں تو ایک
دوسرے سے لڑتے بھڑکتے رہتے ہیں۔

(اذاخبار پر گاہ مورخہ ۳ / جون ۱۹۴۳ء ماخوذ از اخبار یک اندیا احمد آباد ۲۹ دسمبر
۱۹۴۳ء)

بے تعصب غیر جانبدار لوگوں کے لئے یہی ایک گواہ کافی ہے

سماجی بھتنوں سے پرار تھنا : گو زمانہ میں ایسے جو شیلے اور تیز مزاج یا تجربہ کار
بھی ہیں جن کے تجربہ نے ان کو یہاں تک پہنچایا ہے کہ انہوں نے اپنا اصول ہی یہ مقرر
کر رکھا ہے اور اسی اصول کی لوگوں کو بھی ہدایت کیا کرتے ہیں۔

کلوخ انداز را پاداش سنگ است

مگر خدا کی سچی کتاب قرآن شریف کا اصول ایسے جو شیلے اصولوں سے نرا اور
انصاف پر مبنی ہے۔ چنانچہ ارشاد ہے۔

جَادِلْهُمْ بِالَّتِيِّ هِيَ أَحْسَنُ

یعنی مناظرہ میں سب سے عمدہ اصول کو مد نظر رکھا کرو۔ اسی لئے ہم نے سوامی جی
کے جواب میں اس جو شیلے اصول کو ترک کر کے حتی المقدور کتاب اللہ کے پاک اصول کو

مہ نظر رکھا ہے تاہم بمقتضائے بشریت اگر کہیں کوئی لفظ نکل گیا ہو۔ جس سے ہمارے سماجی دوستوں کو رنج ہو تو وہ پنڈت جی کی تحریر میں اس انداز کا لفظ تلاش کریں گے تو امید ہے کہ اس سے کئی درجہ زیادہ وزنی ان کو مل جائے گا۔ بعد ملنے کے ہمیں معافی کا ایک کارڈ لکھیں۔ کیونکہ جو خصلت جو امی جی سے باوجود سادھو اور یوگی ہونے کے نہ چھوٹی وہ کسی قدر ہم گنہگاروں میں ظہور کر کے تو آپ ہی بتائیں کہ ہم کہاں تک معذور ہیں۔

ہاں اگر یہ زعم ہو کہ سو امی جی نے جو کچھ دوسری قوموں کے بزرگ بلکہ مشترک خدا کو برا بھلا کہا ہے۔ وہ ان لوگوں کی تحریروں سے بطور نتیجہ کے بتلایا ہے تو سنو! اگر ہم یہ مان بھی لیں کہ وہ نتیجہ واقعی صحیح ہے اور سو امی جی کی غلط فہمی کو اس میں کچھ دخل نہیں تاہم پنڈت جی کو یہ طریق زیبا اور مناسب نہ تھا کیونکہ ان کا یہ مان ہے کہ

”ہر وقت انسان کو مناسب ہے کہ وہ شیریں کلامی کو کام میں لائے کسی اندھے کو اے

اندھے! سکر پکارنا چاہیے تو ضرور ہے لیکن سخت کلامی کے پامٹا دھرم (بدی)“

www.only1or3.com

www.onlyoneorthree.com

ہے۔ (اپنی خبری صفحہ ۲۰)

سماجی دوستو! کیا یہ باتھی کے دانت ہیں جو دکھانے میں اور ہیں کھانے میں اور؟ کیا تمہارے ساتویں اصول کا یہی مطلب ہے جو سو امی جی نے کر دکھایا۔ لہٰذا تفلنوں منا لا تفلنوں کیوں ایسی باتیں کہتے ہو جو خود نہیں کرتے؟ قرآن۔

علاوہ اس کے ہماری معذوری کی ایک اور بھی معقول وجہ ہے کہ ہماری مدافعت ہے اور پنڈت جی کا حملہ۔ یعنی اس طریق کی ابتداء پنڈت جی سے شروع ہوئی اور بہت بری طرح ہوئی۔ اس پر بھی ہمارے سماجی دوست برا منائیں تو اپنے آپ یہ مسافر کے قول پر جو سونے سے لکھنے کے قابل ہے غور کریں۔ سنو!

”مخالفت خود اختیاری قانوناً نہ بننا جائز ہے بنا پر اس مخالفت خود اختیاری کے طور پر

ہماری طرف سے تردید میں کتابیں لکھی گئیں ہیں“

ذرا انصاف سے دیکھو نکالا کس نے شرپسے (حجت الاسلام صفحہ ۱۱ بار دوم)

پس ہم سماجی دوستوں کو ایک دوستانہ فصاحت کر کے اب ختم کرتے ہیں۔

دھن خوش بد شام میلا صائب

کیں زر قلب بہر کس کہ دہی باز دہد



حق پرکاش بجواب ستیارتھ پرکاش

برصغیر پاک و ہند میں اسلام کی آمد سے قبل اور اس کے بعد بہت سے مذاہب پیدا ہوئے۔ ان میں سے ایک مذہب "آریہ سماج" ہے۔ جس کے بانی سوامی دیانند سرسوتی نے تقریباً آج سے ایک سو سال قبل ایک کتاب "ستیارتھ پرکاش" کے نام سے لکھی۔ جس کے تیروہری باب میں عیسائیت اور چودھری باب میں اسلام کے خلاف جڑوسرائی سے کام لیا گیا۔ اس دل آزار کتاب کے موضوعات مضامین اور اسلوب نے مسلمانوں کے لیے شدید نظر نہی کا سامان پیدا کیا۔

حق پرکاش..... مناظر اسلام حضرت مولانا محمد امجد علی دہلوی کے علم المناظرہ کے زیر دست استاد لالی طرز نگار کا ایسا شاہکار ہے جس میں مولانا کا قلم تحقیق اور وسعت مطالعہ کی بلندی پر کھائی دیتا ہے۔

حق پرکاش..... ایک دل آزار کتاب کا جواب جی نہیں بلکہ آریہ سماجیوں کے عقائد و تصورات کو سمجھنے کا ذریعہ بھی ہے۔

حق پرکاش..... کتاب دہنت کے بارے میں موجود دور میں پھیلائی گئی گمراہیوں اور افکات کا بھی ازالہ کرتی ہے اور قرآنی آجاز کا بھرپور دفاع کرتی ہے۔
حق پرکاش..... ایک کاش صدی گزرنے کے باوجود "ستیارتھ پرکاش" اور ہندو دھرم کی اسلام اور مسلمان دشمنی کا مسکت و مدلل جواب ہے۔

